THE BOOK WAS DRENCHED

taxt light book

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222492

UNIVERSAL
LIBRARY

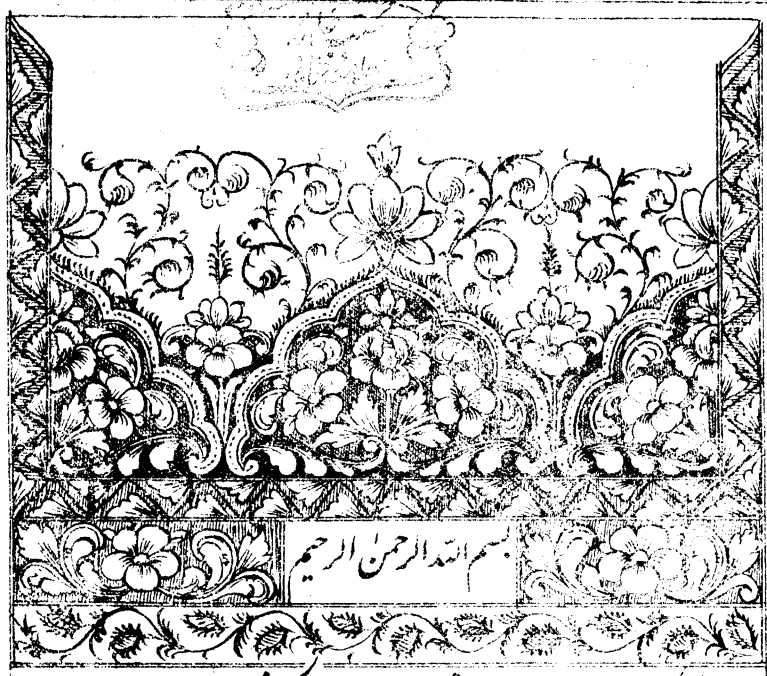

نثر ریختہ کلک معجز نگار حضرت نجم الدولہ دبیر الملک نواب اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ عرف مرزا نوشہ المتخلص بہ غالب مرحوم

نام خدا سلطان قلمرو سخن دیوان خاص مین رونق افزا ہوا ہی اور نگاہ روبرو بادشاہ سلامت کا شور ہر طرف برپا ہوا ہی اہل نظر بادشاہ کا حسن وجمال اور بارگاہ کی عزوشان دیکھین سخنورون کے ہزارون دیوان دیکھے ہونگے اب سخن کا خاص دیوان دیکھین رہے شاعر یکتا ونامی کہ جسکا پیارا نام سخن ہی یعنی ہمہ تن سخن اور تمام سخن ہی قرۃ العین خواجہ سید محمد فخر الدین حسین کو اگر سخنور بیدل کہون تو بجا ہی کیونکہ اسکا حسن کلام میرے دعوی پر دلیل اقوی ہی اس سحر کار جادو نگار نے پری زادان معنی کو الفاظ کے شیشون مین اس طرح اوتارا ہی جیسے آبگینہ مین سے رنگ مے نظر آئے لفظ سے جلوہ معنی آشکارا ہی

مین مغلوب دہر غالب نام جو بازار ہستی مین متاع کاسد ہون بحسب اصطلاح فقہا اس سید زادہ قدسی نہاد کا جد فاسد ہون چشم بد دور ہنوز آغاز جوانی اور نو بہار باغ زندگانی ہی عمر کے لیے دفتر قضا و قدر مین حکم دوام لکھا گیا ہی پس اگر یہی جودت فکر اور طبیعت کی روانی ہی اغلب کہ ذوق شعر اور شغل تحریر اشعار ہمیشہ چلا جائیگا پھر تو یہ دیوان اوراق افلاک مین نہ سمائیگا۔

Checked 1969.

عقیدت راست کردن باحضرت باری تعالی اعز اسمہ والتجا نمودن بدرگاہ او تعالے شانہ وعم نوالہ و اعظم برہانہ

لاکے کھلادے زاہد اقلب برشتہ سمک — مجکو ہی شغل دکشی لیل ونہار بے گزک
کی جو دعاے وصل یار حالتِ اضطراب مین — ہوگئی مستجاب وہ مجھسے ملا وہ یک بیک
دیکھ کے اُس پری کو یون رنگ مرا نکھر گیا — مست شراب ناب کے جیسے بدن مین ہو دمک
رخصت نالہ وفغان مجھکو ملی ہی یار سے — رعد کی یہ نہین گرج برق کی یہ نہین چمک
ایک مین ہم کہ عشق مین سر پہ لیے ہین کوہ غم — ایک تمھاری ناز کی جس سے کمر مین ہی لچک
وجد مین لائیگی ضرور عاشق دلفگار کو — کوئی صداے ساز ہو بائین کی ہو کہین گمک
کچھ بھی نہین ہی معصیت رحمتِ حق کے سامنے — مین نہ سنونگا زاہدا مجھسے نہ تو زیادہ بک

ہاے رے بوالہوس کی عقل سوچا نہ کچھ بآل کار — شکوۂ یار لب پہ ہی دل جو کہین گیا اٹک
راہ مین میکشون کو آج شیخ کہین جو مل گئے — ایک نے ایک سے کہا دوڑ کے لے قدم لپک
خضر پھرے ہین جا بجا ملتے مجھے تو پوچھتا — اُسکا بھی کچھ پتا لگا آپ بھی یا گئے بھٹک
مجلس وعظ ہی یہان آج قریب میکدہ — دل کا یہی ہی مشورہ تو بھی وہان پہ جا دھمک
اُسکے مریض عشق سب کہتے ہین یہ طبیب سے — فصد لے اپنی کھا ہوا دور رہو یان سے جا سرک
شوخی و دلبری سے ہی رونق حسن مہوشان — کچھ بھی نہین وہ نازنین جسمین نہو لپک چھپک
سینہ پہ میرے چڑھ کے کیا بادہ پلانا فرض تھا — یون جو دبا دبا تم مجھے چولی نہ جا کے کیون مسک
میرا تو مدعا ہی وہ غیر سے کیا غرض مجھے — مثل فقیہ نشین مجھسے نہ اب زیادہ بک

ہو کوئی صلح یار سے ہان دم عرض حال ہی
شعر پڑھو وہ اے سخن جسکی صفت کرین ملک

اے بہ ثناے وصف تو قوت درک منہمک — واحد و لاشریک لک باز بجلوہ مشترک
صانع لم یزل قدیم حافظ و باسط و کریم — تیرے ہی حکم کن سے ہی جو ہی سما سے تا سمک
تجکو سزا ہی دلبری جان ہی عاشقون کی تو — تجھپہ فدا بجان و دل جن و پری بشر ملک
لوح و قلم ازل سے ہین تیرے ہی حکم کے مطیع — ثبت وہ ہو جو چاہے تو کر دے پھر اُسکو محو و حک
تیرا اگر نہین ہی عشق زاہد خلد دوست کو — زہد ہی اُسکا بے مزہ جیسے طعام بے نمک
ربط وہ حسن و عشق مین تونے دیا ہی اے خدا — ہو گئے دونون ایک جز و کیا کرے کوئی انکو فک
فضل نہو اگر ترا شامل حال بندگان — دایہ سلاے کب بھلا اطفل کو یون تھپک تھپک

تیرے خیال کے سوا چھائی ہی جسپہ بیخودی
اُسکو ملے گا پھر کبھی اپنا پتا نہ حشر تک

ڈھونڈھے نیا وہ آسمان تیرا شریک جو بنائے
چھوڑ دے وہ تری زمین تجھ مین ذرا بھی شک

جسمین ہی شان عبدیت ہی وہی کامل العیار
کہتے ہین جسکو بندگی تیری رضا کی ہی محک

پھول کی ایک پنکھڑی کوئی بنائے کیا مجال
فرض کیا اگر کرے ایک کی دوسرا کمک

باغ جہان کی سیر کو چاہیے کچھ مشام جان
ورنہ ہی گل مین تری بو غنچہ مین تیری ہی مہک

آنکھ سے ہی نہان مگر دیکھتے ہین اُسی سے سب
یون ہی تو ہم مین جس طرح نور میان مردمک

پہلے بھی تھا تو تو ہی تما کچھ بھی نہ تھا ترے سوا
جیسے نہین شمار مین ہندسہ کوئی قبل یک

جسنے مقابلہ کیا تجھسے ذلیل ہو گیا
صاحب فیل کو کیا تو نے کعصف منہلک

تیری طرف سے بیگمان اُنکے دلون پہ مُہر ہی
ہو گئی ورنہ کس لیے ملحد و فلسفہ کو جھک

دشمن دین حق کو یان تیری طرف سے ہون ہی
قہر ہی اُسپہ یون ترا فیل پہ جیسے ہو کجک

مور ضعیف سے سوا تیرا حریف ناسزا
پشہ ناتوان سے کم تیرا عدو ہے منہلک

ہوتا ہی جو جہان مین حکم سے تیرے ہی وہ سب
شہ کا نہین جلوس ہو راج کا ہو کہین تلک

مطلع بے بدل پڑھون اور بھی اس زمین مین
سُنکے جسے بصدق دل صل علیٰ کہین تلک

مطلع

تاب نظر نہین مگر جی مین یہی ہی آج تک
مثل کلیم غش نہون دیکھون اگر تری جھلک

جو نہ گیا حرم کبھی کچھ بھی نہین وہ گو پھرا
شام و دمشق و ری حلب کوفہ و مصر بعلبک

مخزن سرخ ہین یہ انمین بھی کوئی بعید ہی
چنگ و رباب و زنگلہ مین دستاروانی نیچک

تیری الوہیت کے ہین سب یہ گواہ معتبر — شمس و قمر نجوم کل زہرہ و کہکشان فلک
حکم سے تیرے ہین روان خلق سے تیرے ہین بھرے — بحر محیط و قلزم و نہر و خلیج اسفنک
تو ہی جہان مطاع ہی تیرے ہی حکم کے مطیع — ابر و ہوا و رعد و برق مطر و فزا شفق دھنک
قدرت بے نیاز کے تیرے نشان ہین یہ نمود — آتش و آب و خاک و با دارض و سماوٰت والجبک
حکم سے تیرے تا فنا یون ہی رہینگے برقرار — لیل و نہار و روز و شب صبح و مسا سحر حلک
تیرے ہی معرفت کا ہی دفتر بے بدل ہر ایک — برگ و ثمر شجر حجر دشت و گیاہ اسپرک
تیرے ہی اختیار مین خلق کی جملہ کائنات — موت و حیات و زندگی نشو و نما فرح ضنک
تیرے جمال پاک سے ہین یہ ہمیشہ مقتبس — ضو و صفا و نار و نور لمعہ و برق و ارتجک
صنعت بے نظیر نے تیری کیے ہین ایک جا — روح و روان و اخشیج پیکر و قدر مشترک
عضو بدن بنائے ہین تو نے ہر ایک بمثال — ساعد و کتف و دست و پا بینی و چشم و مردمک
تو نے دیا لباس بھی اپنے کرم سے بے نظیر — شال و سمور و پرنیان قاقم و اطلس و فنک
وصف دیے ہین تو نے کیا نفس بشر مین لاجواب — قہر و غضب ستم کرم ہوش و خرد گمان و شک
باعث لطف زندگی ہین یہ حواس ظاہری — نطق و مشام و ذوق و لمس سمع و بصر کا ضحک
تو نے دیے ہین اے خدا کیا ہی قوائے باطنی — وہم و خیال و مدرکہ حافظہ حس مشترک
ایک مرض اگر دیا لاکھ دوائین خلق کین — صبر و سنا و خاکشی دند و بنفشہ و خسک
تو نے بنا کے ماہوش دی ہین انھین یہ نعمتین — حسن و شباب و ولولہ ناز و ادا چمک دمک
تیرے کرشمے ہین یہ سب کیونکہ نہ لین بشر کا دل — دزد حنائے موشان سرخی فندق و کفک

کچھ نہ کسی سے بن پڑی سب یہ بنا کے چل بسے
تخت و اریکہ و مکان قصر و منازل و کشک

تجکو ہی زیب عبدیت تجکو الوہیت سزا
مجھسے گناہ سر بسر تجھسے ہی عفو یک بیک

میرے نصیب کا جو ہی مجکو ملیگا وہ ضرور
فکر کرے مری بلا بہر متاع و مذلک

رہتا ہون بسکہ رات دن اپنی خطا سے منفعل
درد ہی میرے دلمین یون پھانس کی جیسے کھٹک

تیری مدد کی ہی امید اُس سے دم مقابلہ
لطف نہین جو غیر سے آنکھ مری گئی جھپک

امتِ احمدی ہون مین اشک مرے بوجھائینگے
کہدے کوئی جہیم سے چاہے تو بسقدر دھک

ہونگے گناہگار جب عرصہ حشر مین طلب
ما معین خلد کیا حورین ندینگی وان چھڑک

کس کا حساب کیسا حشر تیرے کرم کے سامنے
خلد مین ہم تو جائینگے گھر کی طرح سے بیدھڑک

امت مذنبہ کو ہی تجھسے امید مغفرت
زمرہ عاصیان مین ہون اسلیے مین بھی فی سلک

تونے بڑھائی آبرو مجھ سے ذلیل و خوار کی
حشر مین سب کے سامنے ہو نہ کہین مری ہتک

زخم بے ہین پھوٹ کر عاشق نامراد کے
تیرے غم فراق سے سینہ و دلمین ہین بشک

تیرے کرم کا ہی مقر جسم پہ میرے بال بال
شکر گزار ہین ترے قلب و لسان و ذوالحنک

جلوہ دکھا کے خلد مین جان حزین کو دے سرور
اپنے جمال پاک سے قلب کو میرے کر خنک

یونہین رہون فریفتہ تیرے رسول پاک پر
گرمی عشق سے رہے قلب مین مبدم پھرک

سوون کبھی نہ چین سے عشق نبی مین رات دن
بھول کے بھی لگے نہ اب میری پلک سے یان پلک

کچھ نہ سخن کو یاد آئے وقت ہو اسکا جب اخیر
کلمہ طیبہ مگر آئے زبان پہ یک بیک

ترجمہ سنجی عندلیب قلم در نعت حضرت سیّد نا خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جہان سے جبکہ شب تار ہوگئی کافور
سحر نے جلوہ دکھایا فلک پہ پھیلا نور

موذنون نے اذان مسجدون مین دی آکر
صلوٰۃ خیر من النوم کو کیا مشہور

نسیم صبح نے گلشن کو تازگی بخشی
صبا نے فیض سے عالم کو کر دیا معمور

طرب فزا ہوا گلشن مین نغمۂ بلبل
گلون کی خندہ زنی تھی کہ تھا وہ شور نشور

روش پہ سبزۂ نوخیز لہلہاتا تھا
چمن مین تاک پہ تھا مست خوشۂ انگور

نوائے طوطی شکر فشان طرب انگیز
سماع و رقص مین ہر شاخ پر ہجوم طیور

چمن چمن گل و غنچہ شگفتہ و خندان
جہان جہان دل و دیدہ منور و مسرور

صبا نے آکے ادب سے جگا دیا مجھکو
مین آنکھین ملتا ہوا خواب سے اٹھا مخمور

زمین سے تا بہ سپہر اور سپہر سے تا عرش
سرھانے میرے نظر آیا ایک لکۂ نور

نظر کی سر بلین تو دیکھتا کیا ہون
کھڑی ہی ہاتھ مین ساغر لیے ہوے اک حور

غضب کا حسن قیامت کا قد بلا کی ادا
ستم کا بانکپن آفت کا انکھڑپن سرور

وہ مانگ نور سے جسکے ہو کہکشان نادم
وہ زلف جس سے کہ ہو منفعل شب دیجور

جبین وہ مطلع خورشید حسن و زیبائی
کہ جس سے صبح قیامت کا رنگ ہو کافور

بھوون پہ اسکے کمان کا نہو گمان کیونکر
کہ جسکے تیر مژہ دلمین کرتے ہون ناسور

وہ اسکی ترچھی نگاہین پھری ہوئی چتون
وہ لب گزان متبسم بدیدۂ مخمور

لفظ ہون

یقین ہی بلبل شیدا کا دم پھڑک جائے
جو دیکھے عارض گلگون اُسکے وقت سرور

وہ بینی جسپہ کہ خود بینی اُسکو زیبا ہی
بجا ہی کہیے اگر اُسکو رشک شعلۂ طور

ہلائے گر لب جان بخش فاتحہ کے لیے
تو قصد جسم کرے روح خفتگان قبور

وہ اُسکی تیغ تبسم کہ جسکے کشتون پر
الم سے گریہ کرے چشم جوہر سا طور

گلوے صاف مین یون پان کی عیان سرخی
کہ جیسے جام بلورین مین با دۂ انگور

جواہر ایسے کہ تعریف کیجے کیا امکان
لباس ایسا کہ کچھ دیکھے کوئی کیا مقدور

بصد کرشمہ و انداز و عشوہ و غمزہ
ادا سے چین بجبین اپنے حسن پر مغرور

کھڑی رہی وہ بہت دیر تک مگر خاموش
مجھے جمال سے اُسکے ہوا جنون کا ظہور

مشابہت جو بہت پائی یار سے اپنے
خدا کے لطف کا دل سے ہوا فقیر شکور

خیال یار نے بیتاب کر دیا مجھکو
غزل یہ پڑھنے لگا جھوم کر بذوق حضور

مطلع

پیونگا مین نہ کبھی ہاتھ سے ترے اے حور
حرام ہی مجھے بے یار یہ شراب طہور

یہ آرزو ہی مرے دلمین رہگئی افسوس
کہ اُسکے ہاتھ سے پیتے کبھی مے انگور

مدام رہتی ہی سینے مین نیش غم سے خلش
بجا ہی کہیے اگر اسکو خانۂ زنبور

وہ التہاب دل ناصبور کا عالم
کہ جوش گریہ سے ہی چشم رشک فار تنور

وہ شوخ بے سبب آزار پڑگیا پیچھے
جسے نہ رحم نہ کچھ پاس خاطر رنجور

وہ بدگمان مرے مرنے پہ بھی نہین راضی
خیال ہی کہ نہو جاؤن اُسکی جان سے دور

یہ ضد نہیں ہے ملو تم تو غیر سے لیکن
ہمارا ملنا کسی سے تمھیں نہو منظور

ہزار پردون مین ہو وہ پری تو کیا غم ہے
مری نگاہ مین ہے ہر جگہ اُسی کا ظہور

جو دل کو دے کے طلبگار ہون اُنھین دم دے
مجھے معاف کہ عادت سے اپنی ہون مجبور

خدا کے واسطے ظالم ذرا تو کر انصاف
کہ تو جفا کرے اور مین وفا پہ ہون مجبور

کسی کے پیچ مین آؤن نہین وہ دیوانہ
پنہائے بیڑیان مجکو جنون کا کیا مقدور

وصال غیر کے طعنون سے ہو گئے ہین خجل
کرینگے آج سزا میری کچھ نہ کچھ وہ ضرور

تنگ گریہ سے ہین اے جنون کہان جائین
کہ روز جیر ہے برسات کی شب دیجور

ذرا رہی ہے قیامت سے حق کی ستاری
ستم ہو گر نہ کھلین اُسکے جور روز نشور

ہم اور بزم سے ناکام یون چلے جائین
یہ سب ندامت عاشق تمھین ہے خود منظور

تم اور کشمکش طعن اقربا افسوس
تمھاری شرم نے مجکو بھی کر دیا مجبور

کسی کو بھیج کے دریافت تو کرو احوال
نہ آؤ بہر عیادت بخانۂ رنجور

مری تو خو ہے کہ جو کچھ کہو کرون تسلیم
شکست عہد و وفا کا نہ کیجیے مذکور

سبب ملال کا سمجھے ہماری جانب سے
گمان بد نے کیا ہے تمھارے دل مین خطور

انھی کریں بت بے داد گر سے کام پڑا
کہ جسکو لطف و کرم جور و ظلم سب سے نفور

بتون کے باب مین اے واعظو عبث تکرار
تمھاری آنکھ پہ پردے ہین عقل مین ہے فتور

کمال علم و ہنر اُٹھ گیا زمانہ سے
سخنورون کو بھی ہے شاعری سے اب تو نفور

غزل سُنی تو بصد ناز اُسنے فرمایا
سخن شراب محبت سے کس کے ہے مخمور

کہان اوڑائی ہی ظالم شراب عشق مجاز — چھپا نہ مجھسے کہ ظاہر ہی صاف اُسکا سرور
مین امر رب ہون کہ ساقی ہون آج تیرے لیے — کیا ہی حق نے اسی واسطے مجھے مامور
یہ دولتِ ابدی اُنکے ہی نصیبون مین — کہ جنکی لوح جبین پر ازل سے ہی مسطور
مرے محبت محبوب کبریا پی لے — کہ جس سے صبح قیامت تلک رہے مسرور
یہ سُنکے فرط مسرت سے مین ہوا بیہوش — چھڑک کے کچھ مرے اوپر چلی گئی وہ حور
کھلی جو آنکھ تو پایا نہ پھر نشان اُسکا — نظر کے سامنے دم بھر مین ہوگئی کافور
پلائی امر خدائے جلیل نے وہ چیز — کہ جسکو جانتا ہی خود وہ قادر و غیور
مجھے بھی ناز ہوا اپنے عشق کامل پر — کہ تھا مجاز حقیقت سے ہوگیا معمور
وہ شاہ حُسن ہوا مہربان کہ جسکے لیے — تپان ہی شوق سے ہر دم مرا دل مہجور
وہ با وقار منائے ہین جسکی ہیبت نے — جہان سے کفر و ضلالت کے نامور مشہور
وہ مہر اوج جلالت کہ جسکے پرتو سے — ملا ہی آدم خاکی کو ایسا خلعتِ نور
وہ ماہ برج نبوت کہ جسکا نور قدم — ہوا ہی باعثِ تکوین عالم معمور
وہ شمع انجمن معرفت کہ جس سے ہوا — طلوع نیر اسلام و محو جہل و کفور
وہ عبد خاص خداوند ذوالجلال کہ ہی — رحیم است عاصی مثال رب غفور
وہ با وفا صنم حق شناس و عذر نیوش — کہ جسکے وعدہ روز جزا پہ ہون مغرور
وہ بانیاز بدرگاہ خالق اکبر — کہ جسکا نام مری لوح دل پہ ہی مسطور
وہ جسکے نام سے پیدا نماز کی صورت — قیام و سجدہ رکوع و قعود و جملہ امور

وہ جسکا نام ہی نام خدا کے ساتھ رقم — وہ جسکا نام ہی نام خدا بہت مشہور
شہ سریر رسالت محیط فضل و کمال — شفیع ہر دو سرا قاسم نعیم و قصور
رحیم و منبع لطف و کرم شفیع امم — مطاع عالم و آدم مطیع رب غفور
وہ کون احمد بے میم صاحب لولاک — محمد عربی عین ذات رب غفور
ہو المنور شمس الضحیٰ ابی القاسم — ہو المقدس بدر الدجیٰ ابو المنصور
بفکر مدحت او چون ز خویشتن رفتم — برآمد آیت طوبے الیک از لب حور
درود پڑھ کے وہ پڑھتا ہوں مطلع روشن — کہ جسکے سننے سے ہو سامعین کو وجد و سرور

مطلع

جو قرب تجھکو میسر ہوا خدا کے حضور — کلیم کو بھی وہ رتبہ ملا نہ بر سر طور
خدا کے ارنی جو کہا تھا موسیٰ نے — دلیل ہی یہ محبت کی عشق کا ہی ظہور
ترا جمال ہی نور نگاہ جن و بشر — ترا غبار کف پا ہی کحل دیدۂ حور
تری غلامی کی عظمت سے گرد راہ بلال — سفیدۂ رخ خاقان و سرمۂ فغفور
ترا کرم ہوا جسپر وہ ہو گیا مرحوم — ترا غضب ہوا جسپر وہ ہو گیا مقہور
ازل سے تیرے ثنا خوان رہینگے تا بہ ابد — تمام حور و ملک جن و انس وحش و طیور
ظہور تیرا جو منظور تھا خدا کو وہان — اسی سبب سے ہوا کعبہ قبلۂ جمہور
یہ احتساب ترا مانع شراب ہوا — کہ سرکہ ہو گئی میخانے مین مے انگور
وہ نبی بادۂ گلگون نے رنگ دکھلایا — کہ مہوشون کی بھی آنکھون مین لا نہین وہ سرور

سنا وعید کبائر جو تجھسے لوگون نے — فریب وعدہ سے بھی ہوگیا بتون کو نفور
اشارہ سر انگشت سے دو نیم ہوا — جو آیا بہر دغا تیرا دشمن مقہور
یہ رحم قتل عدو مین کہ دم شکستن تک — کیا ہی آب دم تیغ سے تجھے قلق وجور
ترا وہ رعب کہ ہل جاے نام کو سنکر — سریر عظمت سلطان و قیصر و فغفور
مخالفون کو ترے گر وہان جہنم ہی — جلا رہی ہی یہان بھی تو انکو تابش نور
وہ تیری بخشش یکروزہ ہی حساب مین آے — زبان پہ گنج قراوان کا جسقدر مذکور
کسی کو تیری جگہہ تھی جلوس کی نہ مجال — اسی سبب سے مقدم ترا ہوا نہ ظہور
کرون مین کیونکہ شمار فضائل اقدس — کہ میری فکر ہی عاجز مرا قلم معذور
خدا ہی تیرا ثنا خوان تو مرتبے کو ترے — کرے جو فہم یہ ادراک کا نہین مقدور
شفیع امت عاصی ہی ذات بابرکات — فقیر کا بھی رہے حشر مین خیال ضرور
دعا یہی ہی کہ دنیا مین مین رہون جبتک — تری شراب محبت سے دل رہے مسرور
وصال ہو تو ترا ہی وصال ہو مجکو — مرون تو قبر بھی ہو تیرے نور سے معمور
ترے ہی عشق مین ہو خاتمہ بخیر مرا — ترے ہی امت ناجی کے ساتھ ہون محشور
ترے خیال مین سوتا ہون جب مین سوتا ہون — نہ چین دیگا تہ خاک بھی یہ ذوق حضور
جَمَالَکَ اَرِنِی فِی الْمَنَامِ یَا صَنَمِی — وَ بِالْوِصَالِ اَزِلْ حُزْنَ ذَالِکَ الْمَہْجُور
صبا مدینے مین جا آج میری خاطر سے — جو ہو سکے تو کر اُس شاہ سے مرا مذکور
پھرے جو دان سے تو لا ناضرور میرے لیے — نبی کے روضۂ اقدس کی کچھ شمیم بخور

سخن تمام کرو نعت صاحب لولاک — خیال قصر رہے وصف مین ادب سے ضرور
بس اب دعا مین ہو سرگرم زمزمہ سنجی — کہ ہی اجابت خالق کو بھی یہی منظور
خدا کے علم مین جب تک رہے جہان کو قرار — خدا کے نور سے جب تک رہے ابد معمور
فروغ تیرا اسلام مین ترقی ہو — نہونے پاے کبھی کفر کی شب دیجور
وہ آل پاک ترے اور وہ اصحاب کبار — کہ جنکے وصف ہین قرآن مین ہر جگہ مسطور
ہمیشہ ہو نبی خدا کا رہے درود و سلام — محب جو اُنکے ہون بخشے اُنھین خدای غفور
فَاسْتَجَبْ لِدُعَائِی وَرَبِّ اغْفِرْلِی — بجاہِ احمدِ مرسل بحق آیہ نور
دعا کے وقت جو اغفر زبان سے نکلا — تو اس قصیدے کی تاریخ ہو گئی مسطور

بیعت معانی بر دست مداح راسخ الاعتقاد بعزم ثبوت ولایت حضرت مرشد طریقت ازالہ شموس افادتہم الی یوم التناد

کیا جو ایک چمن مین مین سیر کو تنہا — تو نکہت گل و غنچہ سے لطف خلد ملا
نسیم ناز سے چلتی تھی ہر روش پہ وہان — بسان شاہد بدمست و شوخ بے پروا
دم سحر تھی وہ دلکش فضاے سیر چمن — کہ بلبل دل نالان پکارا صل علے
بہار داغ دل لالہ ایاغ بہ کف — صداے خندہ گل شور بلبل شیدا
عروس باغ تھی سرگرم جلوہ افروزی — بغل مین سب کے تھا خوشبو شہانا اک جوڑا
سمن کی فرط نزاکت سے ایسی صورت تھی — کہ جس طرح کسی گلرو کا ہو رخ زیبا
ہر ایک نرگس سرمست اپنی شوخی سے — ضیاے مردمک چشم عاشق شیدا

جو سیم سے گل شبنم کو دیجیے تشبیہ
تو کہیے کیون گل صدبرگ کو نہ مثل طلا

ثمر تھے وان کے درختون کے میوۂ جنت
شجر تھے اس چمنستان کے سب طوبا

بہار و سیر چمن بھا گئی جو آنکھون مین
تو بیٹھے بیٹھے غزل یہ لکھی قلم کو اٹھا

مطلع

تعم فراق سے پہونچا یہ حال زار مرا
کہ مجھکو دیکھ کے ہر ایک یار رونے لگا

کسی صنم کی جو اب دیکھ لون مین زلف دوتا
تو پڑھ کے دم کرون ہر دم دعاے رد بلا

وہ نقش ہون کہ مٹائے سے مین نگار نہون
وہ قطرہ ہون کہ اگر ہون فنا تو ہون دریا

جمال یار سے آیا جو غش کبھی مجھکو
گلاب باغ جنان لاکے حور نے چھڑکا

مجھے ہے کیا کہ مین اپنی وفا سے درگذرون
بلا سے گردہ ستم پیشہ کر رہا ہے جفا

چھوڑایا مجھسے مرا یار کس بہانے سے
ترا یہ طرز ستم آسمان پسند آیا

لیے مین بوسے تو ہنسنے تمھاری زلفون کے
سزا جو چاہو کرو ہو گئی یہ ہمسے خطا

مین بیچتا ہون اسے لوگے ایک بوسہ پر
خریدیے تو ابھی جنس دل کا ہو سودا

سرور خوب ہے دیکھو گرے ہی جاتے ہو
کدھر چلے ہو ادھر آؤ میرے حور لقا

تمھارے ظلم سہینگے رقیب بعد مرے
کہان سے لاؤ گے صاحب سخن کو بہر جفا

غزل لکھی تھی یہان تک کہ سمت مغرب سے
صداے عمدہ و پاکیزہ اک ہوئی پیدا

جو مین نے شوق سے گھبرا کے دیکھا سوے فلک
تو آئی ملہم غیبی سے پھر یہ مجھکو ندا

کہ اے اسیر بلا نقش بوریاے الم
غریق لجہ غم مبتلاے حرص و ہوا

قتیل خنجر ابروے مہوشان جہان — فدائے روے حسینان شہید ناز و ادا

ستم رسیدۂ گردون جو ہی ترا دشمن — فریب خوردۂ دنیا کہ جسکا ہی شیدا

تو کس خیال مین رہتا ہی رات دن غافل — جہان یہ خواب ہی ہرگز نہین ہی اسکو بقا

ثبات ہستی ناپائدار اک دم ہی — سواے ذات خدا سب کے واسطے ہی فنا

کلید عقل سے گنجینۂ مراد کو کھول — خموش کیا ہی کہ منہ مین نہین زبان گویا

بور و کلمۂ توحید مدح کر اوسکی — کہ جو جہان مین مشہور ہی ولی خدا

مگر بجا ئیو اپنے سخن خامہ کو — سمجھ کے یان کے نشیب و فراز سے ہر جا

یہ سنکے لایا قلم شاخ نخل طوبی سے — سوا دم مردمک چشم حور کرا ک جا

لکھا یہ مطلع برجستہ مین نے ازرہ شوق — کہ ہر قصور ہی بندہ کا عفو سرور والا

مطلع

شہا ازل سے یہ مرقوم ہی بکلک قضا — ترا خطاب حبیب خدا شہ والا

معین دین محمد کفیل آمرزش — سراج بزم یقین نور شمع صدق و صفا

فلک جناب زمین مسکن و بشر پیکر — ملک خصال و پریوش جمیل و حور لقا

حبیب خاص خدا نائب رسول کریم — ستون شرع و ورع آب گوہر تقوی

چراغ دودۂ چشتی و قادریہ طریق — فقیہ اکمل و شب زندہ دار پیر ہدی

ستون کعبۂ اسلام و عرش اعظم حلم — گل بہشت کمالات و خضر را وصفا

وہ کون حضرت شاہ جہان قیام الصدق — کہ جسکے زیر کف پا ہی جنت الماوا

اور اُسکے بعد یہ لکھا تھا مصرع موزون
غلام خاص ترا فخر دین قصیدہ سرا

مرے بیان نے جو بوسے مرے دہن کے لیے
الٰہی نام یہ کس کا زبان پر آیا

بہار باغ معانی مین فیض اقدس سے
دکھا رہی ہی عجب لطف اپنی طبع رسا

غلام اُس شہ والا گلیم پوش کا ہون
کہ جسکے شوق مین ہین یان ہزار جامے قبا

شہا تو مہر درخشان مین ذرۂ ناچیز
کبھی تو میری بھی جانب نگاہ لطف و عطا

ترا لعاب دہن خضر وار اگر ہو نصیب
تو مجھکو پھر نہ رہے آرزوے آب بقا

ہوا ہون جب سے مین داخل ترے غلامون مین
نہ مجھکو ہی غم امروز نے غم فردا

ترے جلال کے باعث ترے کرم کے سبب
گذرتی ہی مری ہر دم میان خوف و رجا

شہان دہر تری بارگاہ والا مین
سمجھتے خاک کو ہین فرش اطلس و دیبا

زیادہ طول کہان تک سخن مریض ہو تم
وفور ضعف سے بھی فکر کا نہین یارا

پس از صلوٰۃ و وظایف بصد خشوع و خضوع
یہی دعا ہی خدا سے ہماری صبح و مسا

یہ مہر طی کرے جبتک منازل فلکی
یہ ماہ اُس سے کرے جب تلک کہ کسب ضیا

گلیم و خرقہ ہو جبتک فقیرون کی پوشش
لباس اہل تنعّم ہو اطلس و دیبا

نماز تا کہ جماعت سے ہو مساجد مین
زبان و دل کو رہے تا کہ ورد نام خدا

غذاے روح مریدون کو تیرا حُسن ملیح
دواے درد دل بیکسان ہو نام ترا

یہ سایۂ قدم پاک تا قیامت ہو
بفرق جملہ مریدان خصوص بر سر ما

قصیدہ سراپا سوز و گداز رو بروے معشوق پر دغا سرمست ناز

ہوش پرستی کہ جنون خیز وہ آئی ہی بہار
نکہتِ گل سے ہوا نشہ جام سرشار

ابر کے فیض سے خالی نہین ذرہ بھی کہین
مثل مخمل ہی زمین شکل زمرد کہسار

گل تو گل سبزۂ نوخیز پہ اک جوبن ہی
پتے پتے پہ عجب لطف سے آئی ہی بہار

مست و مدہوش اُدھر کوے چمن سے عاشق
یا گل مین ہی اِدھر نالہ کنان بلبل زار

لحن مرغان نوا سنج سے ہی دل کو سرور
صحن بستان فرح خیز سے ہی جان کو قرار

اک پری رونق گلشن ہی بصد ناز کہ گر
دیکھیے اُسکو تو ہو جاے جنون سر پہ سوار

وہ صنم اپنے لیے آپ بنا ہی ساقی
بزم عشرت عجب انداز سے کی ہی تیار

نشہ صہبا مین تو صہبا ہی بھری شیشے مین
صاف شیشے مین ہی مے مے مین نہین گرد و غبار

کشتی مے مین لب جوبن کباب ماہی
ناز و انداز سے ہوتا ہی لبِ مے کا شکار

بزم مے دیکھیے کر گلزار مین اس لطف کے ساتھ
روح بسمل تڑپتی ہی پڑی زیر مزار

حکم دے ساقی مہوش تو کرین بادہ کشی
اذن دے دلبر مدخو تو کرین بوس و کنار

نہ سہی یہ تو اجازت ہو غزل پڑھنے کی
کہ کسی طرح نکالین تو ذرا دل کا بخار

مطلع

تو جو ساقی ہو مرا اے مہ خورشید عذار
رہن میخانہ کرون شیخ زمن کی دستار

لب سے شورش ترے اے جوش جنون ہوش مین آ
کہ مری جیب مین رہنے نہ دیا ایک بھی تار

حور پر آنکھ نہ ڈالون جو نظر آئے مجھے
شوخ و طرار ہی میرا ابھی بت گلرخسار

ہوئی نفرت وہ تبون سے کہ خدا شاہد ہی
چھولین وہ سبحہ تو ضد سے مین بہون لون زنار

شک مجھے ہوتا ہی واعظ ترے سمجھانے پر
سچ بتا تو بھی کہین یار کا ہی عاشق زار

کیون نہین عاشق بے زر کو بھی ہی لذت عشق
ہی سر زلف صنم گو نہ ملے مشک تتار

راز دل کس سے کہون ہاے اسی فکر مین ہون
بدگمانی سے سمجھتا ہون مین سب کو اغیار

آدمی ہین کہ ملک کیونکہ نہ بے چین رہین
اے صنم تا بہ کجا حسرت آغوش و کنار

مین تو وارفتگی دل پہ فدا ہون اپنی
رشک دشمن سے غرض مجھکو نہ تمسے سروکار

دور رکھا مجھے اُس دشمن جان سے تو نے
آسمان تیری عنایات کا ہون شکر گزار

ہاے اک روز معین ہی قیامت کا مگر
میری تقدیر کی جو شب ہی وہ ہی روز شمار

ہم بجز عشق مقلد کسی مذہب کے نہین
رکھی تسبیح نہ پہنا کبھی ہمنے زنّار

واعظو علم ہی کچھ اور یقین ہی کچھ اور
مجھ سے اعراض ہی کیا کہتے ہو خدا ہی غفّار

دیکھیے ہوتا ہی کیا اسکا نتیجہ آخر
دل لگا اُس سے جو ہی ہمپہ دل و جانے نثار

روز بد تجھکو مرے صبر نے یہ دکھلایا
آ رہا اور پریشان ترے زیر دیوار

ہاے افسوس تم اور غیر کے دم مین آؤ
سادگی تھی کہ سمجھتا تھا مین تمکو عیّار

پھول تو لاؤ گے کیا خاک مری تربت پر
گل تو کر جانا ذرا آ کے مری شمع مزار

مہربان ہو کے بھی تم دیکھ لو حسرت نر ہے
مجھکو راس آئیگی الفت نہ تمھاری زنہار

ہجر مین کیون نہ ملے عشق حقیقی کا مزا
جب ہوا حشر پہ موقوف تمھارا دیدار

نیند آتی ہی جو بے وقت سبب مجھسے سنو
بزم اغیار مین شب کو جو رہے ہو بیدار

بدگمان ہوگئے مین نے جو کہا حور تمھین — کسقدر وہم ہی لاحول ولا استغفار
ہم بھی اب اور کہین چارۂ آزار کرین — تم تو کرتے ہو مری چارہ گری سے انکار
نقد جان دے کے بھی ہم اسکو غنیمت سمجھین — روز محشر بھی جو حاصل ہو تمھارا دیدار
چھیڑ کی بات تو ہی اور مگر غیر کا ذکر — مجھسے ہرگز نہ کرو مین نے کہا ہی سو بار
ہم کو دم دے کے چلے جاتے ہو اچھا ہم بھی — زندگی ہی تو سمجھ لینگے کبھی ادھار
ہان زبان روک سخن ہرزہ در اغفلت مین — راز دل یون کوئی کرتا ہی جتون سے اظہار
شادی وصل صنم تجکو مبارک کہ ہوے — یاس و حسرت الم و درد نصیب اغیار
تجکو کیا غم جو دے ساقی مہوش ساغر — تجکو کیا فکر اگر آئے گلستان مین بہار
ہی تری فکر بلند اوج دہ معنی و لفظ — ہی ترا ذہن رسا واقف رمز اشعار
تجھکو شاہنشہ اقلیم سخن کہتے ہین — تیری باتون پہ فصاحت بھی ہی سجدے نثار
گل سے لے دام اگر ہاتھ نہ آئے تجھے مل — گردش جام سمجھ گردش چرخ دوار
بیٹھ جا سامنے اس شوخ کے سرمست ادا — بادۂ ناب سخن سے ہو یہانتک سرشار
کہ نہ پینے دے اسے ایک بھی تو جرعۂ مے — سن لے جبتک کہ نہ دو چار وہ تیرے اشعار
شعر وہ پڑھ کہ سنے ہون نہ کبھی ساقی نے — کام وہ کر کہ محبت کا تری ہو اظہار
دل گذرگا دخیال سخن آرائی ہی — اک نئے رنگ سے دکھلاؤن طبیعت کی بہار
وہ پڑھون مطلع رنگین کہ نہ ہوش آئے کبھی — سنکے بے ہوش گلستان مین جو ہو بلبل زار

مطلع

ای پری روستم ایجاد جہان کے عیار
دل تجھے کیونکہ ندون تو ہی جہان کا دلدار

رونق گلشن فردوس ترا نقش قدم
سرمہ چشم کو اک ترے توسن کا غبار

تیری طلعت کے سبب ہی مہ کنعان بیدل
تیری الفت مین ہی یوسف سے زلیخا بیزار

تیرے عشاق مین وہ جنپہ فدا ہین معشوق
تیرے شیدا ہین دل و جان سے بتان فرخار

تیری ہر بات مین ہی صورت اعجاز مسیح
تیرے ہر فعل مین ہی صولت حکم جبار

تجھکو آسان ہی دشوار کا آسان کرنا
تجھسے دشوار ہی دشوار کا رہنا دشوار

لطف سے تیرے ہی معمورۂ عالم مین خوشی
خلق سے تیرے ہی عشاق کا دل باغ و بہار

حسن وہ ہی کہ مہ چار دہم بھی ہی خجل
رنگ وہ ہی کہ گلون مین نہ وہ رنگت نہ بہار

تازہ وہ ہین کہ اٹھانے ہین ہر اک کو مشکل
جور وہ ہین کہ سہے جاتے ہین کیا استغفار

ہی سراپا سے ترے نور کا عالم پیدا
قد بالا سے ترے قدرت حق کا اظہار

مانگ تیری علم افروزرہ ظلمت خضر
زلف تیری ستم آموز جفا کاری یار

موتی اس مانگ کے عشاق کے دل ہین ظالم
تیرے سر چڑھ کے ذرا انکو بھی آیا ہی قرار

پیش پیشانی ہین یا تار شعاعی ہین نمود
ہی جبین نور کہ ہی آئینہ صبح بہار

چاند تارے ہین ہم دیکھتے کیا ہو جھومر
یہ وہ موتی ہین کہ ہی جنپہ ثریا بھی نثار

حلقہ گوش ہی یا ہی صدف گوہر حسن
نرمہ گوش ہی یا لمعہ تاب رخسار

موتی بالی کے ہین یا حسن ہوا حلقہ بگوش
بجلیان کانون مین یا برق درخشان کی بہار

تیغ ابرو ہی تری چاک جگر مین مشاق | نوک مژگان ہی تری بخیہ گری کو تیار
چشم فتان تیری ہر ایک کو شام امید | روے خندان ترا عشاق کو ہی صبح بہار
ڈورے آنکھون کے ترے دام تو آنکھین صیاد | دل وارفتہ اسی جال سے ہوتے ہین شکار
سرمہ چشم ہی یا آہ رسا کا ہی دھوان | یا یہ ہی خاک دل سوختہ کا میرے غبار
تو ہی سرشار مگر ہاے رے ظالم تیری | چشم فتان نگہ ناز ہین دونون ہشیار
روے روشن پہ ترے سبزہ یہ بیکار نہین | خط عارض جو نہو آئینہ ہی بے زنگار
خال زیبا نہ سمجھ روے مخطط پہ کہ ہی | عندلیب جگر افگار ہمیان گلزار
تیری بینی گل شبو سے لطافت مین زیاد | لطف شب اسمین تو اسمین ہی مزا لیل و نہار
ہی لبون مین وہ نزاکت کہ کسی مین بھی نہین | بلبلون مین ہی ہم گل سے اسی پر تکرار
تاب دندان ہی کہ ہی تیر شہاب ثاقب | نوک مژگان ہی کہ برچھی جگر و دل کے ہی پار
وہ دہن ہی کہ جہان بات بنائے نہ بنے | وہ سخن ہی کہ جہان تاب سخن ہی دشوار
سیب سے تیرے زنخ کی ہی مناسب تشبیہ | حسن سے گردن مینا مین ہی کچھ ادبہار
گول بازو ہین ترے نور کے سانچے مین ڈھلے | دست دلجو پہ ترے حور کی ہی جان نثار
قمقمے نور کے ہین یا ہین حباب دریا | سینہ صاف پہ جو کچھ کہ ہین تیرے آثار
ناف گرداب ہی دریاے لطافت ہی شکم | کمر اک موج ہی آغوش ہی دریا کا کنار
بچپنے کا ہی جوانی مین کمر پر جوبن | نہ ہی معدوم نہ ہی بال سے باریک نہ تار
گفتگو کیجیے عکس دہن تنگ مین کیا | ہی حیا آپ کی خود مانع طرز گفتار

ارمان وہ دیکھنے کا جسکے نظر کو ارمان — پاؤن وہ جب پہ ہوکہین سر عشاق نشان

رشک یہ ہی کہ حنا کس نے لگائی ہوگی — پائے نازک مین ترے اوسہ خورشید عذار

رشک یہ ہی کہ تجھے کس نے بچائے تعویذ — کون ہی کس کی نظر تیرے گلے کی ہوئی ہار

رشک یہ ہی کہ پڑے ہون ترے گیسوؤن پہ — اور ہم دور سے کھاتے رہین بل صورت تار

رشک یہ ہی کہ نہ لین ہم تو لبون کے بوسے — اورلے جام کہ جوئی سے ہی ہر دم سرشار

رشک یہ ہی کہ ترے سامنے ہو آئینہ — دمبدم لے وہی ظالم ترے جوبن کی بہار

رشک یہ ہی کہ تنفر کا ہوا کیا باعث — غیر کے نام پہ کیون ہوتے ہو اتنا بیزار

رشک یہ ہی کہ ہون تکیے تو ترے ہم پہلو — ہم شب غم مین تڑپتے رہین تنہا بیکار

رشک یہ ہی کہ تجھے ہوگئی کیون دل سے پسند — قتل کو میرے عدو نے جو تجھے دی تلوار

رشک یہ ہی کہ تم آئے جو عیادت کو مری — رشک سے ہوگیا واان غیر کا جینا دشوار

رشک یہ ہی کہ مرا دل بھی ہوا میرا رقیب — چاہتا ہی ترے قدمون پہ وہ ہوجاے نثار

رشک یہ ہی کہ جنون بھی ہوا الفت کا شریک — دربدر مجکو لیے پھرتا ہی ہر شہر و دیار

آرزو ہی کہ جنون سے ہو فراغت حاصل — چھان ڈالے مین اسی واسطے بن کے کہسار

آرزو ہی کہ بُلا لو مرا پوچھو احوال — ہم کہین حالت دل تم بھی کرو استفسار

آرزو ہی کہ دکھا دو ہمین صورت اپنی — اس طرح سے کہ ترقی پہ ہو شوق دیدار

آرزو ہی کہ جو ہو درد ہمارے سر مین — تم جو رکھ لو اُسے زانو پہ تو آجاے قرار

آرزو ہی کہ تمھین چین نہ آئے دم بھر — میری فرقت مین رہو جان سے اپنی بیزار

آرزو ہی کہ نہ دو خجل کسی غیر کو تم ۔۔۔ ۔۔۔ تماشا بھی دم قتل ہمارے زنہار

آرزو ہی کہ جتانا نہ کبھی وفا مجھسے کرو ۔۔۔ ۔۔۔ شکوۂ جور عزیزان و فریب اغیار

آرزو ہی کہ نہ کھاجاؤ مرے سر کی قسم ۔۔۔ ۔۔۔ حرف مطلب کے ادا ہوتے ہی کر کے انکار

آرزو ہی کہ کسی سے تو کرو عہد وفا ۔۔۔ ۔۔۔ تا کہ ہو لیست نہ عشاق کو پیمان دشوار

آرزو ہی کہ پینے دین تجھے مے جب تک ۔۔۔ ۔۔۔ آپ ہو جائین نہ ہم تیرے لبونسے سرشار

آرزو ہی کہ کچھ انصاف سے بھی غور کرو ۔۔۔ ۔۔۔ حال میرا کہ نہین جس سے تمھین بھی انکار

ایک تم ہو کہ تمھین عیش و مسرت ہی مدام ۔۔۔ ۔۔۔ ایک ہم ہین کہ ہمین غم سے ہی ہر دم سروکار

ایک تم ہو کہ تمھین سیر تماشے ہین ۔۔۔ ۔۔۔ ایک ہم ہین کہ ہمین ذرہ بھی قوت نہین بیقرار

ایک تم ہو کہ ہو دن رات جگانے والے ۔۔۔ ۔۔۔ ایک ہم ہین کہ ہوے اپنے نہ طالع بیدار

ایک تم ہو کہ دنیا سے ہو متنفر تنکر ۔۔۔ ۔۔۔ ایک ہم ہین کہ ہی الفت یہین ہی اپنا شعار

ایک تم ہو کہ لب بام ہو اغیار کے ساتھ ۔۔۔ ۔۔۔ ایک ہم ہین کہ پڑے رہتے ہین زیر دیوار

ایک تم ہو کہ چلے جاتے ہو بچکر سب سے ۔۔۔ ۔۔۔ ایک ہم ہین کہ ہوے جاتے ہین قربان نثار

ایک تم ہو کہ کوئی بات بنائی نہ بنی ۔۔۔ ۔۔۔ ایک ہم ہین کہ ہمین کچھ نہین آتا ہین تکرار

ایک تم ہو کہ تمھین یاد کے ارمان ہونگے ۔۔۔ ۔۔۔ ایک ہم ہین کہ ہوے نام سے اُسکے بیزار

ایک تم ہو کہ تمھین قتل بھی آسان نہین ۔۔۔ ۔۔۔ ایک ہم ہین کہ ہمین مرگ ہی اپنی دشوار

ایک تم ہو کہ تمھین عیب سے پرہیز نہین ۔۔۔ ۔۔۔ ایک ہم ہین کہ اسی غم مین ہمیشہ بیمار

ایک تم ہو کہ تمھین کچھ سروکار نہین ۔۔۔ ۔۔۔ ایک ہم ہین کہ ہمین تمسے فقط ہی سروکار

یہ بھی کچھ جور ہین ظالم جو تجھے ہین مرغوب
یون بھی دیتا ہی کسی کو کوئی دلبر آزار

یہ بھی کچھ طور ہی عاشق کی دل آزاری کا
کیا سبب ہی جو رہا کرتے ہو ہر دم خونخوار

یہ بھی کچھ خلق ہی جب تمکو لکھا خط ہمنے
نامہ بر زندہ نہ پھر کر کبھی آیا زنہار

یہ بھی کچھ حسن ہی باتون مین بہل جاتے ہو
کی جہان جسنے خوشامد ہوے اُسکے تم یار

یہ بھی کچھ شوق ہی تعریف کیا کرتے ہو
عاشقانہ کوئی پڑھتا ہی جو آکر اشعار

یہ بھی کچھ لطف ہی ہر روز خفا ہوتے ہو
ہم مناتے ہین تو ہو جاتے ہو ہمسے بیزار

یہ بھی کچھ ناز ہی رکھتے ہو قدم سینہ پر
رکھتے رکھتے وہین پھر لیتے ہو جلدی سے اوتار

یہ بھی کچھ رمز ہی کرتے ہو اشارہ ہمسے
اسطرح سے کہ سمجھ جاتے ہین اُسکو اغیار

یہ بھی کچھ عذر ہی باذن ہین لگائی مہندی
ہمکو آنے کی اجازت نہین دیتے اکبار

یہ بھی کچھ بات ہی ہر روز جلانے کو مرے
بے سبب دیتے ہو دشنام عدو کو دو چار

یہ بھی کچھ چھیڑ ہی بے وجہ بھڑا دیتے ہو
بیخودی مین مجھے اغیار سے ہو کر سرشار

کیا ہو گر ہمکو کوئی چاہنے والا ملجاے
مہر کوشش غنچہ دہن آہ لقا گلرخسار

کیا ہو گر اپنا بھی ہو جاے مقدر رہبر
ہاتھ آجاے کوئی صاحب الفت دلدار

کیا ہو گر اُس سے مزاج اپنا موافق ہو جاے
جان فدا اُسپہ ہو میری وہ رہے مجھپہ نثار

کیا ہو گر اُسکی عنایت کے رہین ہم ممنون
باوفا عشق کی اپنی اُسے دکھلائین بہار

کیا ہو گر حسن [illegible]
سب حسینان جہان جان سے اُسپر ہون نثار

کیا ہو گر وہ [illegible]
حسن اُسکا ہو تبے مرأت رخ کا زنگار

کیا ہوگر اُسکی وفا عام ہو ہر ایک کے ساتھ
کہین باقی نرہے نام کو رسم آزار

کیا ہوگر اُسکے ستم خاص ہون تیرہی لیے
غیر کو اُسکی جفا سے نہ ہو مطلق سروکار

کیا ہوگر تیرے علی الزعم وہ پیکر صہبا
دل جلائے ترا اور رہے کرے بوس وکنار

کیا ہوگر آفت جان اُسکی ہو ہر ایک ادا
فتنہ گر چشم قیامت کا نمونہ رفتار

کیا ہوگر تم پہ بھی اُسکا کہین سایہ پڑجائے
دفعتہً ہو ستم وجور وجفا سے بیزار

ایسے معشوق کا ملنا تو بہت ہے آسان
مخلصی تم سے نظر آتی ہے لیکن دشوار

تم اگر چاہو تو تم سے بھی وہی ہے امید
تم نہ چاہو تو کہان عشق کہان کا دلدار

پھیر لو دل کو ہمارے اگر آجائے کہین
روک دو اُسکو جو ہم پر کوئی مائل ہو نگار

ہائے افسوس مری قدر نہ جانی تم نے
مجھ سا پاؤگے نہ دنیا مین کوئی عاشق زار

مین نے رو رو کے اسی عشق مین سون تم پر
اپنے اشکون کے کیے ہین دُر شاداب نثار

دل سے بڑھکر نہین انسان کو کوئی چیز عزیز
اُسکو بھی مین نے تصدق کیا تم پر اے یار

رشک دشمن بھی سہے مین نے تری خاطر سے
بے حیا تو نے کہا مجھکو اگرچہ سو بار

سیر گلشن سے نہ بہلا دل شیدا اپنا
خاک سمجھے تری فرقت مین فضاے گلزار

تیرے در پر بھی تو رہنے کے روادار نہین
ہو گئے دشمن جان ایسے مرے اہل دیار

دل لگی ہم تو سمجھتے تھے محبت تیری
زندگی ہو گئی اس کھیل مین ہمکو دشوار

عمر بھر تیری تمنا ے لقا مین گذری
چاہتے ہم تو خدا کا ہین ہوتا دیدار

مرض ہجر کی شاید کوئی تدبیر نہین
سوچتا ہون نظر آتا نہین کچھ چارہ کار

کیا کرے کوئی جو تقدیر الٰہی یون ہو
تم بھی معذور رہو جس بات مین ہم ہین ناچار

بخت کو میرے مناسب ہی جو گرداب کہین
روز روشن کو بجا ہی مرے کہنا شب تار

جور افلاک سے یہ ہمکو یقین ہوتا ہی
مرگ کے بعد بھی باقی نہ رہے نام مزار

اے سخن شکوۂ بیجا سے کہو کیا حاصل
کسکی سنتا ہی کہانی فلک نا ہنجار

ختم کر نظم دل آشوب کہ ہی وقت یہی
دیکھ ہو جاے کہین بادۂ الفت کا خمار

نور خورشید سے جبتک کہ رہے دنکو ضیا
نور انجم سے رہے تاکہ منور شب تار

تا رہے گردش افلاک سے اس عالم مین
دل عاشق کو قلق اور دل دلبر کو قرار

تو سلامت رہے دنیا مین بصد ناز و ادا
محو الفت سے تری مین رہون ہر دم سرشار

تجدید بیعت مضامین رنگین بر دست مرید عقیدت آئین باظہار احوال تردد قرین بحضرت مرشد پاک حامی دین متین مدظلہ

ہوا مین ابکے برس اے جنون یہ ہی تاثیر
کہ آب سبزہ بنا اپنے پانون کی زنجیر

محیط ابر ہی ہر سو فضاے صحرا ہی
بنی ہی قوس قزح ابر کی ہر ایک لکیر

تڑپ ہی برق مین جیسے مرا دل بیتاب
گرج ہی رعد مین جس طرح نالۂ شبگیر

لبسان اشک ہی ہر دم تقاطر امطار
مثال آہ نسیم سحر مین ہی تاثیر

جہان مین بحر جو ہی بے کنار و ساحل ہی
وہ موج ہی کہ سمندر بھی ہی ذلیل و حقیر

بہار سبزہ کی یکسان ہی کوہ و صحرا مین
شفق فلک پہ زمین پر ہی لالہ بے توقیر

ہوائین چلتی مین سن سن گھٹا یہ جوبن ہی
فضا مین ہو گیا یہ ملک غیرت کشمیر

بہار سبزۂ خط و شوخ کے رخ پر ہی — مثال آئنہ ہی سبز جوہر شمشیر
نجانے خاطر دلدار کا تو ذکر نہین — وگرنہ خاک بھی اب ہر جگہ کی ہی اکسیر
درخت جھومتے ہین مست میکشون کی طرح — چمن مین شور عنادل بہ نالۂ دلگیر
کہین پپیہے کی پیہو کہین ہی مور کا شور — کہین ہی برق درخشان کہین ہی ابر مطیر
کسی جگہ ہی جہان مین پریوشون کا ہجوم — کسی جگہ ہی وہین عاشقون کا جمع غفیر
کوئی ہی وقف مجوب سبزہ رنگ پہ ہی — کوئی ہی مایل معشوق رشک بدر منیر
کوئی ہی شیفتہ سرو سرخ بنا کی — کوئی ہی منتظر جلوہ نگاہ مہر منیر
کوئی ہی رہگزر خانۂ دلدار — کوئی ہی سنبل زلف پری وشانکا اسیر
کوئی ہی وادی گمگشتہ سودا و سر شار — کوئی ہی مست مے وحدت خدائے قدیر
پڑے ہوے ہین ولیکن ہم اپنے جنگل مین — خرابیون کو نہین جنکی حاجت تحریر
بجاے سبزہ جہان کا نشو قد آدم ہی — بجاے ابر فلک سے ہین حالتین تغییر
ہوا کا زور دکھاتا ہی یاد صرصر عاد — کہ جسکا طوفان نوح کا ہی نظیر
نظر کے سامنے سد ان لق و دق وہ ہی — کہ زہرہ آب ہو رستم کا رنگ ہو تغییر
پتا شجر کے بھی سایہ کا یان نہین کو سون — نہ سبزہ گاہ کوئی اور نہ کوئی ہی نخچیر
شغال و گرگ ہین بے حد و بے شمار یان — پلنگ گو نہ ہون جا بجا ہین شیر شریر
خیال مین بھی نہین اپنے صورت آدم — خدا کرے کبھی خواب مین انسان کی کبھی تصویر

مجور کہتے ہین جلے حضور سب عمّال — بجاے شیر کے وہ بولتے ہین سکر و سیر
وکیل کہتے ہین جرت گواہ حاجر ہی — یہ کاغذہ ہی یہ کانون ہی یہ ہی تکریر
اگر کی جا وہ اگڑ بولتے ہین سب جنگلی — عجیب صورتین اُنکی ہین اور عجب تقریر
خدا گواہ کہ دم ناک مین ہی وحشت سے — نہ کوئی بات کے قابل نہ لائق تقریر
پڑے ہین آکے عجب طرح کے بیابان مین — نہ کوئی مونس و ہمدم نہ کوئی اپنا شیر
اثر سے صحبت جہال کے یہ حالت ہی — کہ مجھسے دور ہی مضمون مراد دم تحریر
بیان کیجیے کہان تک غرابیان یانکی — غرض جہان مین ہی یہ ضلع بعید یل و نظیر
سناؤن اور بھی مین حسب حال وہ مطلع — کہ جسکا مطلع خورشید خاوری ہو نظیر

مطلع

نہ سود مند ہوئی ہاے اپنی کچھ تدبیر — الٰہی لائی کہان سے کہان مری تقدیر
جہان مین لطف ہی برسات کا یہ موسم ہی — سرور عیش سے شادان ہی ہر صغیر و کبیر
یہان ہی سب کو تپ محرقہ کا خوف مدام — جو آئین بو علی اُنکا بھی حال ہو تغییر
جو دیکھیے تو ہر اک کی عجیب حالت ہی — کسی کو دست مین جاری کسی کو ہی تبخیر
خدا کا شکر ہی مین تندرست ہون ابتک — ہوا نے مجھ پہ نہین کی ہی اپنی کچھ تاثیر
خدا نے چاہا تو محفوظ مین رہونگا مدام — کہ ہون غلام غلامان شاہ عرش سریر
وہ جسکی صورت و سیرت نبی سے ملتی ہی — کلام جسکا کلام خدا کی ہی تفسیر
اُسی کا اسم گرامی وظیفہ ہی میرا — اُسی کا نام ہی یان قوت دل و لگیر

اُسی کا آب دہن میرے حق مین آبحیات — اُسیکا ہاتھ مرے سر پہ افسر توقیر
اُسی کا دست مبارک ہی میرا پشت پناہ — اُسی کے روے منور کی ہی یہان تنویر
جو اُسکا حکم ہی حکم خدا ہی میرے لیے — جو اُسکا اذن ہی وہ اذن حق ہی بے تاخیر
گلاب ناب سے کرکے وضو بصد آداب — درود پڑھکے کرون نام پاک کو تحریر
غلام خواجہ ہند الولی عطاے رسول — حبیب و مقبول دربار گاہ رب قدیر
قیام اصدق چشتی و صادقی فخری — یہ نام حق مین ہمارے ہی آیۂ تطہیر
شہا ہوا ہون مین عرض کلام مین گستاخ — امیدوار کہ میری معاف ہو تقصیر
نبی کا لاڈلا ہند الولی کا پیارا ہی — جو بادشاہ محب النبی تو تو ہی وزیر
وزیر بھی ہی شہنشاہ عارفان بھی ہی — کیا ہی کلک قضا نے یہ لوح پر تحریر
لکھون وہ مطلع بامداد مہم غیبی — کہ جسکو سُنکے کہے مرحبا ہر ایک دبیر
تو دہ ولی خدا اور وہ شاہ عرش سریر — کہ دو جہان مین غلامون کی تیرے ہی جاگیر
غلام تیرے جو مسند نشین ہین دنیا مین — مرین تو خلد مین ہو اُنکی عزت و توقیر
رواج تو نے دیا سکہ ولایت کو — نہین ہی فیض سے خالی ترے صغیر و کبیر
جو مس کرے عمداً تو تو مس طلا ہو جاے — چھوے جو خاک تو ہو جاے وہ ابھی اکسیر
ترے عمامہ پہ لاکھون طرح کے جوبن ہین — تری عباے مقدس کے لاکھون ہین دلگیر
کلیم تیری اگر دیکھ لین کلیم اللہ — تو یاد آئے اُنھین کوہ طور کی تنویر
الٰہی کیونکہ رہون زیر سایۂ مولے — الٰہی کب یہ برآئیگی آرزوے فقیر

بہت دنون سے قدمبوس کی تمنا ہی — بلایئے مجھے یا شاہ صاحب التقدیر
مدام مہر و کرم کی نظر رہے مجھ پہ — کہ ذرہ ذرہ ہی میرا تجھی سے نقش پذیر
برائے احمد مرسل برائے آل عبا — برائے حضرت غوث زمان امیر کبیر
برائے خواجہ ہندالولی غریب نواز — برائے حضرت محبوب خاص رب قدیر
برائے خواجہ مودود جدہ الامجد — برائے گنج شکر قطب بے عدیل و نظیر
برائے خواجہ فخر زمن محب نبی — برائے صادق اصدق شہ بشیر و نذیر
بہار مین مجھے بلوایئے پورنیہ سے — نہ کیجیے مرے ہادی اب اسمین کچھ تاخیر
وفور حزن و الم سے ہی صدمۂ دہی — بدن مرا نہین پہلے بدن کا عشر عشیر
اُٹھائے رنج علالت کے ہمرہان میرے — بچے ہوے جو ہین اُنکی ہین حالتین تغییر
مجھے جو ایسے بیابان مین لائی ہی قسمت — آئی ہی یہ مرے کون خواب کی تعبیر
وسیلہ ذات مبارک کا ہی برائے نجات — نہ چھوڑیے مجھے جنگل مین اب ذلیل و حقیر
کبھی تو حال پہ مشتاق کے کرم ہوجاے — دکھا دو خواب مین آکر وہ چاند سی تصویر
وطن سے دور پڑا ہی غریب فخر الدین — حضور بندہ نوازی مین کیون ہوئی تاخیر
سخن دعا پہ کلام اپنا ختم کرتا ہی — بیان حال کیا اُس نے مختصر تحریر
سبحان فلک جب تلک کہ ہین شاغل — فرشتے تا کہ ہین مصروف یا دررب قدیر
یہ مہر چرخ پہ تا روشناس عالم ہی — رہے جہان مین شب گرد تا کہ بدر منیر
مراد ہ غیرت شمس و قمر رہے آباد — سبب سے جسکے ہی کونین مین ہمین توقیر

جو معتقد ہین وہ دونون جہان مین خرم و شاد | جو منکر ہون کونین مین ذلیل و حقیر

نتیجۂ افکار گہربار در بیان رموز اخلاق بابرام احباب و ارباب وفاق

فراق یار مین دل ہی جو خار غم سے فگار | مری نگاہ مین بدتر خزان سے ہی یہ بہار
ز بسکہ پونچھا ہی رخ سے بجاے اشک غبار | غبار سے مراد امن ہی دامن کہسار
لگائے آگ فرشتون کے پر لگین جلنے | فلک پہ جاے اگر میری آہ آتشبار
خیال رہتا ہی دلبر کی زلف شبگونکا | یہ دن ہی آنکھون مین میری فزون تر از شب تار
لکھی ہی مین نے الف لام میم کی تفسیر | کیا ہی بینی و زلف و دہن کا وصف ای یار
ہماری آہ سے بجلی بھی اب جھپکتی ہی | خجل ہی دیدۂ گریان سے ابر دریا بار
پڑے ہی رہتے ہین ہر وقت آنکھون مین ڈورے | تبون کے عشق مین ہون جب سے مائل زنار
سبک اگرچہ زمانے کی ہون نگاہون مین | صنم کے ہون دل نازک پہ لیکن ایتک بار
فتادگی مری کام آئی بعد مرنے کے | ہوا اڑا نہ سکی خاک میر امشت غبار
سناؤن اور بھی مین اس زمین مین اک مطلع | کہ جسکو سنکے کہین مرحبا مجھے حضار

مطلع

کبھی دکھاے جو اپنا وہ روے پر انوار | کلیم وقت ہو ہر ایک طالب دیدار
ہلال عید ہی ابرو تو رخ ہی مہر منیر | یہ زلف شام غریبان جبین ہی صبح بہار
ہزار طرح کے اشغال ہون نہ گھبراؤن | وہ مطمئن ہون کہ ہی دل بیار دوست بکار

یہ شور ہے مرے نالون سے ہجر دلبر مین — کہ تنگ ہوتے ہین سب ساکنان قرب و جوار
مرین تو کون جلائیگا شمع تربت پر — ہمارا داغ جگر ہو تو ہو چراغ مزار
سمندِ خامۂ غزل کی روش پہ خوب پھرا — بنایا نقش قدم سے زمین کو آسنے نگار
بس اب عنان قلم روک لو کہ وقت نہین — کہان کا وصل کہان کا فراق کیسا یار
سخن بخدمت ارباب انجمن چلکر — باعتراف قصور اُنسے ہو یہ عرض گزار
کہ اے شہان اقالیم علم و دانش و خلق — ضیائے مردمک دیدۂ اولی الابصار
سخنوران سخن فاضل النبیل و فخیم — بادوج مرتبہ علم منزلت آثار
ہوئی گذشتہ کمیٹی مین یہ خطا مجھسے — کہ مین نہ آیا بخدمات صاحبان کبار
کیا تھا وعدۂ تحریر ہو سکا نہ وفا — صحیح تھا مگر اُس روز ہو گیا بیمار
اگر سزا ہو مری مین قبول کرتا ہون — کرو معاف تو یہ بھی نہین ہے کچھ دشوار
سخن کی فکر نہین اندنون مجھے مطلق — سمجھ لیا کہ مشقت ہے اسمین سب بیکار
خدا گواہ کہ دل آج کل پریشان ہے — ہجوم یاس ہے اب مجھکو باعث انکار
کسے دماغ کہ ہو نثر مین گہر افشان — کہان خیال کہ ہو نظم مین زبان دُربار
ہزار شکر مری انجمن کے سب ہمبر — ہر ایک علم مین فایق ہین اور واقف کار
فضائل اُنکے مفصل اگر لکھے جائین — تو ایک دفتر عالی جہان مین ہو تیار
کوئی ہے علم کا شائق کوئی ہے مایل فن — کسی کو اسکی اشاعت کی فکر لیل و نہار
کوئی پڑھاتا ہے منطق کوئی حدیث و فقہ — کوئی ہے علم معانی مین واقف اسرار

کوئی علوم تواریخ و طب مین کامل ہی — کوئی ریاضی و حکمت سے رکھتا ہی سروکار
کوئی بلیغ و ادب دان کوئی عروضی ہی — کوئی ہی ناظم بے مثل کوئی ہی نثار
کوئی بیان و معانی مین خوب واقف ہی — کوئی رمل کا ہی مشاق کوئی ہی جفار
کسی کو علم قیافہ مین ایسا ہی ادراک — کہ ایک شکل سے تبلائے خصلتین وہ ہزار
حساب دان کوئی ایسا کہ ضرب و قسمت سے — مہندسون کو دکھاتا ہی شکل اور مقدار
وحید عصر کوئی ہی تو نسخ مین فائق کوئی بخط غبار
غرض علوم ہین جتنے وہ سب سے ماہرین — فنون جتنے کہ ہین سب سے ہین وہ واقف کار
مقابل ایسے بزرگون کے مین کم استعداد — بیان کرونگا جو کچھ ملا کیا علوم کے اسرار
مگر بخاطر احباب و نیز حسب الحکم — بصد نیاز و ادب بند مین ہی چند اشعار
قبول ہون تو زہے افتخار و عز و شرف — جو رد کرین تو مین ارباب انجمن مختار
یہان سے ہوتا ہی اخلاق کا بیان آغاز — سمجھنا چاہیے شیخ نمونہ از خروار
ازبسکہ ذکر مین اخلاق کے طوالت ہی — کرون متعرضہ علم اولا اظہار
کہ خلق جزو ہی اجزائے علم حکمت کا — سنین وہی کہ جو ہین جو اس سے واقف کار
اسی کو کہتے ہین حکمت کہ علم اشیا ہو — قیام بھی اسے لازم ہی ہر زمان ہر بار
اور اسکی قسمین ہین دو ایک علم ایک عمل — بیان یہ ہوتا ہی وصف انکا مختصر اظہار
یعنی علم کہ ہین ہو تصور اور تصدیق — عمل کہ ہی حرکت اور ہی راست کار
کمال جسمین کہ علم و عمل کا حاصل ہی — وہی ہی فاضل دانا حکیم خوش کردار

اب آگے بحث طول ہی علم حکمت مین — کہ حکمتِ نظری کا بھی چاہیے اظہار
پھر اُسکے بعد لکھی جاے حکمتِ عملی — ریاضی اور طبیعی کا بھی ہو اُسمین شمار
اصول علم کی بھی شرح پھر تو لازم ہی — کہ جسکا ذکر بھی اس مختصر مین ہی بیکار
بیان حقیقتِ اخلاق ہو مناسب ہی — اور اُسکے پہلے نتایج کا اُسکے ہو اظہار
علوم سے نہین حاصل مگر عمل کا صلہ — فنون سے نہین مقصد مگر نتیجہ کار
چنانچہ جملہ صناعات مین مقرر ہی — کہ پہلے فعل کے ہوتی ہی فکرِ آخر کار
ضرور سوچیگا پہلے وہ علّتِ غائی — کسی کا تخت بنائے اگر کوئی نجّار
اسی طرح سے ہر انسان کو فکر لازم ہی — مآلِ کار جو سمجھے وہی ہی خوش اطوار
یہان ہین خیر و سعادت نتیجہ اخلاق — کمالِ نفس بشر کے یہی ہین حاصلِ کار
بیان خیر کا کرتا ہون مختصر تحریر — جو شرح ہو تو یہ ہو جاے دفترِ طومار
لکھا ہی بعض نے ہین چند قسمت خیرات — سلف کے تھا حکما کا اسی پہ دار و مدار
شریف خیر وہ ہی جسمین ہی شرف ذاتی — وہ کون حکمت و عقل اسکا نفع ہی بسیار
دوم بقسمتِ خیرات خیر ہی ممدوح — کہ جسمین ہوتا ہی ہر دم فضیلتون کا شمار
سوم ہی خیر بقوت کہ جیسی استعداد — اسی سے علم کی ہوتی ہی گرمی بازار
وہ چوتھی خیر جو نافع طریق خیر مین ہی — اُسی مین ثروت و مکنت ہی جاہ و عزو وقار
ارسطو کہتا ہی ہی ایک خیرِ با غایت — اگر ہو تام سعادت جو عکس ہو تو لیار
اُسی کی نوع مین داخل ہی خیرِ بے غایت — کہ جس طرح سے ریاضت علاجِ ہر بیمار

خیر کیف ہی ہی وہ تو حظ نفسانی — جو خیر کم ہی وہ مقدار اور عدد کا شمار
یہ خیر وضع ہی یعنے تناسب اعضا — یہ خیر اَین ہی جیسے مکان ہو ہموار
اسی طرح سے پھر اک خیر با اضافت ہی — ریاست اور صداقت اسی کے ہین آثار
اسی ہی خیر متی ہو زمانہ حسب مراد — بیان ہو چکا خیرات کا ذرا روئے شمار
بیان ہوتی ہی توضیح اب سعادت کی — بسلک نظم مسلسل ہین یہ دُرِ شہوار
کتب ہین ہی کہ سعادت ہی نفس انسان مین — بدن سے اسکو کبھی مطلقاً نہین سروکار
یکیم جنس فضائل بھی اسکو کہتے ہین — فلاسفہ نے بیان کی ہین اسکی قسمین چار
وہ کون حکمت و عفت دگر شجاعت عدل — یہ چار جسمین ہون ہی وہ سعید بے تکرار
فضائل ہوتی کی ہین ہی کچھ حاجت — انھین کے فیض سے انسان ہوتے ہین ابرار
[illegible] نے ہی سمجھ کر بھی اس سے شرف — یہ جنکا قول ہی کرتے ہین اس طرح گفتار
[illegible] ہی ایک نفسانی — محققون کا اسی پر ہی اتفاق و مدار
[illegible] مردم مین — کہ ایک وضع پہ سبکو نہین جہان مین قرار
[illegible] ہی اس مین — کہ کمال ہو ثروت ہو اور ہو زر دار
[illegible] ہوائے نفس کا مغلوب ہو وہ بدکردار
[illegible] سعادت کہا — مُنافی مرض سے ہو یہ ہی سعادت بیمار
[illegible] سعادت عاشق — وصال یار کہان اور کہان بوس و کنار
[illegible] جب پایا — تو ہر صنف کے مراتب کا کر دیا اظہار

موافق اُسکے سعادت کی پانچ قسمین کین — بیان اُنکا مین کرتا ہون اے اولی الابصار
بدن صحیح بجا ہوش و اعتدالِ مزاج — سعادت اسمین ہی دے جسکو ایزدِ غفار
دوم ہی مال و مدد اہلِ خیر کی ہر دم — کہ جس سے مدح کا ہو مستحق وہ نیک اطوار
سوم حدیثِ حسن ہو حیات مین یا بعد — مدام حمد و ثنا اُسکی ہو میانِ دیار
چہارم اہلِ ارادت کا ہی حصولِ مرام — سعادت اسمین ہی حاصل اگر نہو پندار
عسیر تر ہی حصولِ سعادتِ پنجم — کہ اُس سے ہوتا ہی انسان عاقل و دیندار
وہ کیا کہ رائے مین جودت ہو اور صحتِ فکر — صواب پر ہو قیام اُسکا شور مے مین ہر بار
خطا سے پاک عقیدت ہو کُل معارف مین — ہمیشہ اُسکو میسر ہو صحبتِ اخیار
علی الخصوص عقیدت امورِ دینی مین — درست چاہیے اسمین کرے نہ کچھ اصرار
سعادتین یہ غرض جس بشر مین ہون موجود — سعید ہی وہی اور برگزیدۂ غفار
سعید ہی جو ازل سے وہی سعید ہوا — یہ دولتِ ابدی ہی اُسی کی بے تکرار
شریف فعل نہ صادر ہون ہو اگر نہ سعید — یہ مادہ نہو جسمین وہ ہی ذلیل اور خوار
بیان نظم مین یہ ہو چکا اب آیندہ — کرونگا خلق کی تعریف نثر مین اظہار
سخن کلام کو اب ختم کر کے کہتا ہی — کہ اے خدائے جہان آفرین یہ سب حضار
مدام خیر و سعادت سے کامیاب رہین — ہمیشہ علم و عمل سے رہین یہ نیک شعار
بحقِ ختمِ رسل کر دعا مری مقبول — دعا یہ ہی و قنا ربنا عذاب النار

قصیدہ در صنعت توشیح کہ از اول حروف مصرعہاے اولی عبارت

فارسی مع نام ممدوح و از مصرعہاے ثانی عبارت انگریزی پیدا میشود

بیان ہی و بدیہ شاہِ معدلت گستر
ہنر شناسِ ممالکِ جہان داور

اکابرانِ جہان کو یہی مناسب ہی
زبان و دل سے کرین شکرِ خالقِ اکبر

لکھون مین کیا صفتِ ملک و سلطنت کیہان
ہنر ہے علم ہے شاید ہر ایک بشر

یہ عہدِ سلطنتِ ملکۂ معظمہ ہی
الٰہی رکھ اسے پایندہ تو یہ کر و بہ فر

جو حق پسند ہین حق بین ہین وہ سمجھتے ہین
نہین ہی شاہ کوئی اسسے عدل مین بہتر

نگاہِ غور سے دیکھو تو شرق سے تا غرب
سوائے عدل و کرم اور کچھ نہ آئے نظر

ادائے شکرِ شہنشاہ واجبات سے ہی
اگر نہ ہو تو ہی ظلم اپنے ہی اوپر

بیان کیجیے اوصاف دل یہ کہتا ہی
ثنا کیجیے جہان جھک کے انکے قدمون پہ

الٰہی دے مجھے وہ فکر اور وہ قلبِ سلیم
رہون ہمیشہ مین اس شاہ کا ثنا گستر

نثار کیون تن کرون وصف مین مدحِ مضمون
بہاؤن کیون صدف چشم سے نہ مین گوہر

رکھا ہی آج تلک آسمان نے سرگردان
لکھا ہوا ہی جو قسمت کا وہ نہ کیو نکر

بسر کیے ہون پورنیہ مین جسنے تین برس
لکھے وہ اپنی مصیبت تو کیون نہو دفتر

لیاقت اور مشقت مین کم کسی سے نہین
ولے نصیب برے ہون تو کیا کرے داور

نوندمین نہین خاطی گناہگار نہین
یہی کہ شاہ کا ادنی سا مین بھی ہون نوکر

وہ کیا زمانہ تھا جو تندرست رہتے تھے
سدا مریض ہین اب تو پورنیہ مین آکر

یقین نہ مرگ کا کیونکر ہو اس جگہ کہ جہان
سوائے رنج نہ کوئی رفیق نی یاور

ستم مرض کے کہانتک سہے کوئی انسان — جہان طبیب نہ دارو نہ ڈاکٹر کو خبر
سُنین یہ نفس کی باتین تو عقل نے یہ کہا — کہ تونے کھوے ہین شکوون کے کس لیے دفتر
جو بندوبست ہی اقلیم و سلطنت کا وہان — سوا تمھارے ملازم ہین اور بھی افسر
کرو ہزار دل و جان سے شکر ربِ قدیر — نہالِ باغِ تمنا مین اب لگیگا ثمر
سفود ہ مژدۂ جان بخش جس سے حاصل ہو — سرور جان پے تسکین خاطرِ مضطر
نظامِ مملکتِ شاہ کے وہ رکن رکین — کہ جنکا عدل و کرم خلق پہ ہی روشن تر
صدورِ حکم کا ہی اختیار کل اُنکو — وہی ہمارے ہین آقا ہم اُنکے ہین نوکر
اگر لکھے کوئی اوصاف ذاتِ والا کے — یقین ہی وصف کے ہو جائین سیکڑون دفتر
حلیم و عادل و علامہ افصح الفصحا — رحیم و عاقل و فرزانہ قدر دانِ ہنر
بہارِ گلشنِ اخلاق و فیضِ عدل و کرم — جلیل قدر شہنشاہ معدلت گستر
بہین لطیفہ حق آنزبل لوئیس حکمن — جہان خدیو مطاعِ جہان شہِ کشور
ہمائے اوجِ شرف صاحب النیل و فخیم — انیس بیکس و فریاد رس ہند پرور
اگر بیان ہو شرحِ جلالت و انصاف — فدا ہون اُسپہ ابھی معنیِ فلاتقہر
ولائین یاد جو بیکس اُسے تو اُسکا رحم — دکھا ہی دے اثرِ آیۂ فلاتنہر
روان ہی طبع مری اُسکے حکم کے ہند — یہان مین عرض کرون ایسا مطلعِ خوشتر
جواب دے نہ سکے جسکا مطلعِ خورشید — ہوس نہ جس سے کرے ہمسری کی بھی اختر

مطلع

جہان مین تجھسا نہ پیدا ہو معدلت گستر
اگر ہزار برس کھائے آسمان چکر

ہنوز ذہن رسا ہے یہ طبلیون پہ مرا
یہی خیال ہے دکھلاؤن طبع کے جوہر

یا نجتہ لقب جم حشم فریدون فر
کریم خلق کریم النفس جہان داور

یم عنایت و احسان محیط جود و سخا
وحید عصر فلاطون زمن سر سرور

کمال عدل سے تیرے ہے خلق کو راحت
روان ہے حکم ترا جس طرح نسیم سحر

رعیت تیری کہ اسکا پلنگ ہین
تمام وحش و طیور و دواب و شیر ببر

ترا ظہور ہے کونی کے واسطے مین
اٹھا دیا ہے تیرے خوف نے یکسر

ترا عدیل نہوگا کوئی ترا ہمسر
تو بیقران پہ مدارج رسیگا روز بروز

فدا ہے عدل و کرم پہ ترے ہر ایک بشر
تو ہیں ترے خلق کے الفت ہے تیری حد سے زیاد

اثر امید و دعا ترے بندہ فرمان
وقار و جاہ و حشم تیرے حکم کے اندر

مطاع خلق ہے عالم مین تو کہ ہے ہر دم
رضائے خالق و مخلوق تجکو مد نظر

اگر ذرا بھی کرم میرے حال پر ہو جلے
تو پھر رہون نہ پریشان بخاطر مضطر

قریب ہے کہ مبدل ہون عیش و راحت سے
وہ سب الم کہ جو گذرے پور نیہ مین مجھپر

بہت دنون سے پریشان بحال زار ہون مین
لہو کی بوند نہین تن مین جز سر نشتر

سیر دام الم یعنی خواجہ فخر الدین
لسان صدق سے تیرا ہوا ثنا گستر

گدا و مسکین ذرا بھی نہین نہار ترا
اثر دلون پہ ہو جسکا وہ کیون نہو باور

ہر ایک بات پہ اپنی دلیل رکھتا ہون
مجال کیا جو لطافت سے ہو سخن باہر

وفا شعار ہمدم ہون جان نثار ہون مین
امیدوار عنایت کا ہون مین شام و سحر

دعا ہے عرض یہی دست بستہ ہے میری
نگاہ لطف جو ہو جاے جانب احقر

فراغ بخت کو پورنیہ کی ہو مصیبت سے
بہار مین مین بدل جاؤن اے شہ کشور

نہال بہرے سے ہو جب تلک جہان روشن
نسیم صبح کا ہو جب تلک جہان مین گذر

اثر دعا مین رہے عصر کی دعا جب تک
گہر مین آب رہے آب مین رہے گوہر

بقاے دوست سے دل شاد تو رہے ہر دم
انیس و بیکس و مظلوم کا رہے یاور

ہزار سال سلامت رہے تو دنیا مین
لگے خدنگ جگر دوز تیرے دشمن پر

به عون صنایع زمین زمان فضل خلاق مکین مکان

گرسته از بهار نظم ارجمند دستنبوی یا حسین بهائی دل پسند مجموعه فصاحت گستری نامه بلاغت پروری سحر

دیوان سخن هاوی

مشتمل بر طبع مسوده اعمال سخن شناس مولوی سید فخرالدین حسین صاحب متخلص بسخن الهاوی مخاطب بخان صاحب مصنف ممدوح

مطبع نامی منشی نولکشور مین مطبوع اهل سخن هوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشق ہو لو تمین تو اُس صنم بعید یل کا
تجخانہ مین جو راہ نہ پاتا خلیل کا

عالم تمام آئینہ خانہ اُسی کا ہی
پر تو فگن جمال ہی میرے جمیل کا

جلوہ دکھا کے طور کو سرمہ بنا دیا
منظور تھا کہ عشق ہو چشم کحیل کا

پھونکا فراق نے مجھے اُس بد نیاز کے
ہر داغ دل بنا ہی گلستان خلیل کا

گلگونۂ رُخ و شفق آسمان ہوا
خون تک گر از مین پہ نہ تیرے قتیل کا

مین خود نہین شمار مین اپنے تو پھر تجھے
کیا دون حساب جُرم کثیر و قلیل کا

تجھپر عبث گیا ہی اُسی کا ہون مبتلا
شیدا نہین ہون مین کسی چشم کحیل کا

تیری نگاہ لُطف رہے خاکسار پر
کچھ بس چلا نہ مجھ پہ سپہر مجیل کا

منعم کبھی نہ کعبۂ دل کو گرا ے تو
قصہ جو یاد ہو تجھے اصحاب فیل کا

عاشق

عاشق ہون مجھکو شربت دیدار دیجیے
پیاسا نہین ہون آپ کی مین سلسبیل کا

جاتا ہی میرا طائر وہم وخیال واں
جس جاگذر ہوا نہ کبھی جبرئیل کا

کیا دخل کوئی راز جو اُس بت کا پاسکے
عاجز یہان ہی ذہن رسا ہر عقیل کا

مختار ہی وہ چاہے جسے دے نعیم وخلد
خواہان نہین کسی سے ثبوت ودلیل کا

زاہد تجھے غرور ہی خیر کثیر پر
نادان وہ ہی مشتری ہی متاع قلیل کا

اللہ تیرے وصف بیان مجھسے ہوسکین
کیا حوصلہ ہی عبد حقیر وذلیل کا

ہر ایک تیرے فضل کا محتاج ہی کہ تو
حافظ ہی تندرست کا شافی علیل کا

پھر ہو رہینگی راز کی باتین مگر ابھی
موقع نہین ہی یار سے کچھ قال وقیل کا

کیا مجھکو خوف روز جزا ہو سخن کہ ہون
امیدوار رحمت رب جلیل کا

ہوا ہی عشق ای صلّ علیٰ کس ماہ طلعت کا
کہ عالم داغ دل پر ہی مرے مہر نبوت کا

پھنکا جاتا ہون ای ہمدم تپ ہجر مدینہ مین
اُڑاتا ہی دھوئین دل کے شرارہ داغ حسرت کا

رسالت کی گواہی دیتے دیتے مر بھی جاؤنگا
تو انگشت شہادت ہوگا سبزہ میری تربت کا

رقابت کا مزا ملتا ہی اِن دونونکے جھگڑے مین
زبان ودل کو میرے ورد ہی کیا نام حضرت کا

دم آخر جمال اپنا اگر دکھلایئے مجھکو
تو پھر کیا خوف ہی کمبخت دشمن کی عداوت کا

معاذ اللہ پھر اُمت کا کیے کیا ٹھکانا تھا
سہارا گر نہوتا آپ کی اُسکو شفاعت کا

زیارت ہو تو مین دکھلاؤن اپنا داغ دل حسرت
کہ سوز عشق سے خورشید ہی صبح قیامت کا

وہان بھی جائینگے یون جیسے اپنے گھر مین جاتے ہین — درجنت پہ رضوان منھ تکیگا تیری امت کا
کسی کو دعوی تقوی کوئی ہی زہد پر نازان — بھروسا ہم گنہگارون کو ہی تیری شفاعت کا
جگہ دیدیجیے تھوڑی سی اپنے کوے اقدس مین — مزا ملجائیگا مجھکو وہین فردوس وجنت کا
نہین کچھ فکر سوز آفتاب روز محشر کی — گنہگارون پہ ہوگا سایہ تیرے ابر رحمت کا
سیہ کاری سے یہ کہتے ہوے بھی شرم آتی ہی — کہ مین بھی ہون غبار خاکپا حضرت کی امت کا
نبی وہ کون ہی جسنے کہ ایسے مرتبے پائے — لقب دنیا مین مرحومہ ہوا ہی کسکی امت کا
شجر نے ازرہ تعظیم پاس آکر قدم چومے — کیا اقرار پتھر نے بھی ہاتھون پر رسالت کا
اتارینگے فرشتے رب سلم کہکے ہر اک کو — گذر ہوگا صراط قعر دوزخ پر جو امت کا
عجب کیا گر شفاعت سے رہے محروم محشر مین — کہ اے زاہد بھروسا ہی تجھے اپنی عبادت کا
تمنا ہی کسی کی قبر مین صورت دکھانے کی — فرشتون کو ملے موقع جو شاید مجھسے حجت کا
گدا ہے کوچہ احمد کی خاک پا جو ملجائے — ملا کرلاسکو مین بنواون تعویذ اپنی تربت کا
عجب تقدیر ہی باشندگان کوے اقدس کی — مزا ملتا ہی گھر بیٹھے جنھین فردوس جنت کا

بوقت نزع مومن کی مدد کرتے ہین آپ آکر
سخن کی بھی خبر لیجیگا صدقہ اپنی امت کا

مرا سینہ تجلی گاہ ہی انوار یزدان کا — فروغ داغ دل خورشید ہی گردون عرفان کا
بہار خلد اک کانٹا جنون مین سیر دامان کا — فضاے لامکان گوشہ مرے چاک گریبان کا
دیا تونے مجھے اپنے کرم سے نور ایمان کا — کرون مین کس زبان سے شکر یارب ترے احسان کا

تعشق ہی مرے دلکو کسی کی زلف پیچان کا
کھلا ہی پر فضا سینہ مین تختہ سنبلستان کا

خیال کوچۂ جانان پئے تفریح کیا کم ہی
کہ ناحق تذکرہ کرتے رہین گلزار رضوان کا

زیادہ مہر و مہ سے ابتو ہی آفاق مین شہرہ
ہمارے داغ دل کا اور تمھارے روے تابان کا

نہ منھ کھلوا و سبکے سامنے جانے دو کیا حاصل
سبب تم جانتے ہو میری رنجشہاے پنہان کا

نقاب رخ اٹھا دو ہاے تم کیسے مسیحا ہو
مداوا کچھ تمھین آتا نہین ہیمار ہجران کا

رخ رنگین سے حاصل کیون نہو کیفیت گلشن
تمھاری زلف اگر دکھلاے عالم سنبلستان کا

اشارے سے چھڑی کے عاشقون سے بات کرتے ہو
یہ گویا ایک ہی لاٹھی سے سبکو آپنے ہانکا

کبھی گر نیند آتی ہی یکایک چونک پڑتا ہون
ہوا ہی کسقدر سودا تری زلف پریشان کا

تبرک جانکر سب لیگئے عشاق وحشت مین
نہین باقی رہا اکتار بھی اپنے گریبان کا

کبھی دکھلایئے آکر ہمین اپنا رخ و گیسو
کھلے تا حال کچھ صبح وطن شام غریبان کا

کہین ہوتا ہون لیکن روز اُنکے گھر چلا جاتا ہون
ادب سے روکنا لذت فزا ہی اُنکے دربان کا

شب غم انتظار یار مین آسان گذرتی ہی
ولے دشوار ہوتا ہی گذرنا روز ہجران کا

سخن ملک سخن مین شاہ معنی نے کیا جلوہ
ہوا موزون لقب دیوان خاص ارباب نے دیوان کا

بند کی آنکھین تو دیکھا جلوہ روے یار کا
تھا فقط پردہ ہمارے دیدۂ بیدار کا

تنگ ہون ابتو ہجوم حسرت وارمان سے مین
رخنۂ دل ہی مگر روزن تری دیوار کا

جبکہ اشوق لقاے یار بھی کیا چیز ہی
اک جہان ہی اندنون طالب مرے دیدار کا

جوش گریہ مین تصور ہی ترا رشک چمن
لطف ہی جنات تجری تحتہا الانہار کا

ہو جہان راحت بھی ایذا بھی پھر اسکو کیا کہون
چاندنی یا دھوپ یا سایہ تری دیوار کا

بعد مرون قبر پر میری آگے نرگس کے پھول
دیکھنا کوئی تماشا حسرت دیدار کا

جذبہ سودائے زلف یار دیکھا چاہیے
بنگیا گیسو مرے دامن کے ہر اک تار کا

وصل کی امید مین آخر ہوا اپنا وصال
کیا فریب آمیز تھا وعدہ مرے عیّار کا

دید سے تیرے نہو کیون صحت زخم جگر
سبزۂ خط مین اثر ہی مرہم زنگار کا

ہو گئی تسکین کہ اک دن تو مقرر ہو گیا
حشر پر ٹھہرا جواب وعدہ ترے دیدار کا

دیکھ کر دشمن کو کوچہ مین ترے جلتا ہی جی
دھوپ سے بدتر ہی اب سایہ تری دیوار کا

سوز جان حاصل ہی مجھکو کچھ عجب لذت کے ساتھ
نالۂ دلمین سخن ہی ڈھنگ موسیقار کا

تمھین جو مشغلہ ہی زلف کے بنانے کا
بہانہ ہی یہ فقط ہمسے مُنھ چھپانے کا

گلہ کرینگے بھلا تمسے کیا ستانے کا
یہی ہی حال صنم آج کل زمانے کا

ہماری جان بھی جاتی تو یہ نہوتا رنج
کہ جیسا غم ہی ہمین اپنے دل کے جلنے کا

کہو تو خیر ہی کس بات پر ہنسی آئی
غضب ہی آج تو انداز مُسکرانے کا

وہ کیا ہوے مرے احباب رند ساغر کش
کہ کاروبار ہی ابتر شراب خانے کا

ترے ستم کی تو پروا نہین مگر ظالم
عدو کی بات ذرا مین نہین اُٹھانے کا

شکستگی کے سوا اور کچھ نہین مرغوب
پڑا ہوا ہی مزا دل پہ چوٹ کھانے کا

صنم یہی تری بدنامیون کا باعث ہی
کہ ڈھب نہین تری آنکھون کو دل چُرانے کا

بلا نہ ہمسے کبھی وہ سمجھ کے عاشقِ زار
کہ ڈھنگ یہ بھی ہی اُلفت کے آزمانے کا

دوبا یا ضعف نے ایسا کہ دل ہی بیٹھ گیا
کیا جو قصد کبھی ہمنے سر اُٹھانے کا

ہمین ہی عذر ترے در کے خاک ہونے مین
یہی ہی طور جو دامن اُٹھا کے جانے کا

دریغ ہمسے نہ کرنا زیر جفا کہ ہمین
ابھی ہی حوصلہ باقی ستم اُٹھانے کا

صبا کو راہ نہ تھی گر رقیب سے تو سخن
مرے پہ کیا ہی سبب یہ ہی خاک اُڑانے کا

عاجز ہجوم غم سے دلِ زار ہو گیا
جینا فراقِ یار مین دشوار ہو گیا

وہ ہون کہ میرے آبلہ پا کے فیض سے
سیراب کوہ و دشت مین ہر خار ہو گیا

جس پر پڑی نگاہ تغافل تری مسیح
مایوس زندگی سے وہ بیمار ہو گیا

ثابت ہوا کہ ہی وہان پرسش گناہ کی
یان عبد بے گناہ گنہگار ہو گیا

اظہار عشق سے جسے اُلفت کی تھی امید
وہ اور میرے درپے آزار ہو گیا

مین کہہ سکا نہ حشر مین کچھ اُسکو دیکھکر
بند اس طرح مرا لبِ گفتار ہو گیا

ہوگا وہان بھی جلوہ جانان کبھی کبھی
خلد برین بھی کوچہ دلدار ہو گیا

اُس تک پہونچنے کیا کہ تھی قید گران خودی
اس دام ہی سے چھوٹنا دشوار ہو گیا

خوش ہون کہ بڑھکے اب ترے دلمین مرا غبار
وہم و خیال غیر کو دیوار ہو گیا

مین نے تو کی شکایت دوران یہ فہم ہی
شکوہ سمجھکے اپنا وہ بیزار ہو گیا

ممنون بیخودی ہون کہ حسرت بھی اب نہین
کیسا سُبک ہمارا تنِ زار ہو گیا

شکوہ کی جا مین شکر ستم کر کے رہ گیا
مین کیا کرون جو دل مین تھا اظہار ہو گیا

ناصح کی بات اور سُنین ہم خدا کی شان
ع ایسا ہی ذکر تھا کہ مین ناچار ہو گیا

کیا کر رہی ہین ظلم تری کم نگاہیان
جس نے سُنا وہ طالبِ دیدار ہو گیا

کام آپڑا ہی قاتل نازک مزاج سے
مرنا جو سہل تھا مجھے دشوار ہو گیا

اغیار جسکو کہتے تھے عیار ہی سخن
دم بھر مین ہائے وہ تو مرا یار ہو گیا

بیمار محبت ہون نہ لو نام دوا کا
اُس بُت کو بلا دو جو ہی کچھ خوف خدا کا

دوزخ مین مجھے بھیج کہ جنت مین جگہ دے
خواہان ہون صنم مین تو فقط تیری رضا کا

ہی تخت نشین کوئی کوئی خاک نشین ہی
انجام غرض ایک ہی ہر شاہ و گدا کا

آتے ہی چلے جاتے ہو عادت یہ بُری ہی
بیٹھو تو ذرا کھول کے تم بند قبا کا

وحشت مین چلا جاؤن کہین کیا مری طاقت
گردن مین وہ حلقہ ہی تری زلف رسا کا

وہ یاد مجھے کر کے بہت روتے ہین اب تو
سنتے ہین کبھی نام جو اربابِ وفا کا

تسکین کو لوگون کی یہ تدبیر تھی ورنہ
معلوم تھا پہلے سے اثر ہمکو دوا کا

بے چین کیے رکھتی ہی اب تو ترے دل کو
دیکھا کچھ اثر تو نے مری آہِ رسا کا

لاتی ہی صبا پیرہن یار کی خوشبو
پہچان گئے دیکھ کے ہم رنگ ہوا کا

صدقے ہوے ارباب نظر از رہ الفت
پتھر پہ نشان پایا جو اُسکے کفِ پا کا

دل ڈھونڈھتا ہی اُس صنم عربدہ جو کو
آجاتا ہی جب ذکر کہین جور و جفا کا

اب دید کے قابل ہی ہمارا تنِ لاغر
مانی سے نہ کھینچا گیا تصویر کا خاکا

آئینہ کے بھی سامنے آنکھین نہین ہوتین
قائل مین ہوا یار تری شرم و حیا کا

ہر لحظہ نہ تو ممتحنِ غم زدگان ہو
ہو جائیگا خون مفت کسی اہلِ وفا کا

کیا خوب نشانے پہ ہین قادر تری آنکھین
لے ڈالا وہین اسکو جسے دور سے تاکا

ہر وقت مین ہر کام مین ہر بات مین خوش مین
ہمکو جو بھروسا ہی سخن اپنے خدا کا

صفتِ بوے گل اس سے جو مین ہمدوش ہوا
صورتِ غنچہ مجھے یار کا آغوش ہوا

اُنکا شکوہ نہین یہ خوبیِ قسمت میری
وہ مجھے یاد ہین مین اُنکو فراموش ہوا

لوگ دیوانے مین جو صبح کا تارا دیکھین
یہ بھی کیا یار ترا دُرِّ بنا گوش ہوا

دُردِ دو صافی کی رہی کچھ بھی نہ اب مجکو تمیز
بادہ کش مین نہوا کوئی بلا نوش ہوا

کیا ہوا نیش زنی کی جو مرے دشمن نے
فضلِ معبود سے وہ حق مین مرے نوش ہوا

پہلوان قیس تھا سچ پوچھو تو مین لاغر ہون
عاشقون مین کہو کس کا یہ تن و توش ہوا

بیخودی نے مری یا تک تو اثر دکھلایا
کہ مجھے دیکھنے جو آیا وہ بے ہوش ہوا

پھر وہی دشت نوردی کا ہی سودا سر مین
پھر بہار آئی جنون کا مجھے پھر جوش ہوا

سر مجھے بارِ گران تھا مگر افسوس کہ مین
تیرے احسان سے ظالم نہ سبکدوش ہوا

جان ہی جائیگی اک پر تو انوار کے ساتھ
مثل موسی کے جو مین بھی کہین بے ہوش ہوا

یہ ادا اُسکی ہوئی باعثِ صد گونہ الم
میرے ماتم مین وہ کافر جو سیہ پوش ہوا

بارہا اُسکے خیالِ لبِ میگون مین سخن

فرط لذت سے مین مست مے سرجوش ہوا

کیا تسکو مزا پڑ گیا اس رد و بدل کا
پھر آج بھی ہمسے وہی وعدہ ہو کل کا

تعلیم کی حاجت نرہی حسن عمل مین
سیکھلایا ہوا تھا جو مین توفیق ازل کا

تم چہرۂ انور سے نقاب اپنے اُٹھا دو
جھگڑا نر ہے دہر مین اضداد ملل کا

یہ شوق کہ اُلجھا ہی رہون زلف بتان مین
عقدہ نہ کھلا آج تک اس طول اَمل کا

جتنا کہ ندامت سے سبک ہوتا ہون دل مین
ہوتا ہی گنا ہونکا مرے بوجھ بھی ہلکا

جبتک کہ نہ دکھلاؤ گے وہ چاند سی صورت
دم نکلیگا کس طرح سے مشتاق اجل کا

شانے سے کھلین عقدۂ گیسوے پری رو
یہ زور خدا داد تھا اس پنجۂ شل کا

دزدیدہ نظر یار کی بھی پڑتی ہی اسپر
ہر اشک مری آنکھ کا ہیرا ہی دوپٹکا

لبوسے کا اب نام بھی آئیگا نہ لب پر
اس بات کا کہیے تو ابھی دون مین مچلکا

غالب کے ہو شاگرد سخن کہتے ہو کیا خوب
ہر شعر مین ملتا ہی مزا ایک غزل کا

پھر بہار آئی جنون سلسلہ جنبان ہوگا
دھجیان پھر مرے ہاتھون سے گریبان ہوگا

آج محفل مین جو مے نوشی کا سامان ہوگا
روح جمشید پہ ساقی ترا احسان ہوگا

اُسکے آنے کی مسرت ہی مگر فکر یہ ہی
کیا کہونگا جو مرے حال کا پرسان ہوگا

شکوۂ جور بھی سنتے نہین اتو ہمسے
وہ سمجھتے ہین کہ یہ بھی کوئی ارمان ہوگا

ضد بہت مجھسے ہی اچھا مجھے بتلا تو سہی
مین جو کافر ہون تو تو ضد سے مسلمان ہوگا

کشورِ دل جو شہِ عشق کے قبضہ مین رہا
ہوگے آباد کبھی بار یہ ویران ہوگا

ہوگی اک روز قیامت مین قیامت برپا
صبح محشر جو مرا چاک گریبان ہوگا

ذبح کر ڈال بلا سے کہین جھگڑا ہو
سخت مشکل ہی تجھے یہ بھی نہ آسان ہوگا

مین یہ کہتا ہون جسے لوگ سمجھتے ہین ہلال
تیرے اُترے ہوئے کُرتے کا گریبان ہوگا

واعظو بات تو اتنی ہی طوالت کیا ہی
خلد کہتے ہین جسے کوچۂ جانان ہوگا

دردِ فرقت تو نکالے بھی نہ نکلیگا ترا
اور چندے جو رہا دل مین تو ارمان ہوگا

تیرا عکسِ رخِ انور جو پڑیگا ساقی
جامِ مے مطلعِ خورشیدِ درخشان ہوگا

حسرتین اسمین ہین اب اُسکے ستم سے افزون
آئینہ دل کا مرے دیکھ کے حیران ہوگا

دوستو اُسکو نہ سمجھاؤ خجل ہوتا ہی
ضد پہ آئیگا تو وہ اور پشیمان ہوگا

ظلم سے اب تو مرا حال یہانتک پہونچا
جو ستم کیجیے گا آپ کا احسان ہوگا

ای سخن کہیے تو انصاف سے اس عالم مین
دردِ جسکو نہ ہو وہ بھی کوئی انسان ہوگا

الٰہی دیکھیے کب تک وہ مجھپر مہربان ہوگا
غمِ فرقت مرا کس دن نصیبِ دشمنان ہوگا

مری جانب سے ہوگا جو کہ مجھپر جانِ جان ہوگا
ستم تیرا نہ ہوگا اور نہ جورِ آسمان ہوگا

نہ دینگے تفرقہ پرداز مجھکو چین دم بھر بھی
نبیگا دوست تو میرا تو دشمن آسمان ہوگا

عزیزو داغِ دل مین جلوۂ مہتاب کہتا ہون
کفن میرا مری آغوش مین مثلِ کتان ہوگا

نہین گم نام کچھ مین بھی ترا مشہور عاشق ہون
مجھے کر بے نشان ظالم ترا نام و نشان ہوگا

سُنیگا تو نہ جبتک مجھسے میرے حال کو پیہم
فسانہ میرا ناصح تجھکو کیونکر برزبان ہوگا

ہمین تو باندھ لو اپنی کمندِ زلف مشکین مین
پھنسا لائے جسے تم کوئی صیدِ ناتوان ہوگا

خطا سے درگذر کا فرمری مین کیا سمجھا تھا
کہ مجھسے نام سُنکر حور کا تو بدگمان ہوگا

پس گریہ نہ نکلے کیونکہ آہِ سینہ سوزان
جلیگا آگ پر پانی تو آخر کو دھوان ہوگا

ہوا گر ایک بھی سرنالۂ آہن گذار اپنا
تو پھر ہر دیدۂ زنجیر سے آنسو رواں ہوگا

حرم ہو تبکدہ ہو کوئی جا ہو ہم تو عاشق ہین
کرینگے سجدہ اُس جانبنقش پا تیرا جہان ہوگا

وہین پہونچینگے ہم بھی تجھسے اپنا خون بہا لینے
بتا تو عرصۂ محشر مین ظالم تو کہان ہوگا

خوش و ناخوش بسر ہو جائیگی یہ زندگی لیکن
جسے آرام کہتے ہین نہ یان ہوگا نہ واں ہوگا

سخن کیا خوف ہے تجھکو حسابِ روزِ محشر سے
ترا حامی رسولُ اللہ شاہِ دو جہان ہوگا

جوش وحشت کیا کرے اُس ناتوان لاغر کا
صحرا بیابان جسکو عرصہ خانۂ زنجیر کا

کیا کھلے عقدہ پھر اُسکے رشتۂ تقدیر کا
بس جہان چلتا نہو کچھ ناخنِ تدبیر کا

گالیان وہ دے رہا ہے اور مرے لب بند ہین
یہ اثر ہے یار کی شیرینیِ تقریر کا

ہجر جانان مین کیے وہ نالۂ رشک آفرین
ہوگیا قائل عدو بھی عشق کی تعزیر کا

مین تو مین تجھکو بھی اے چارہ گر تکلیف ہے
فائدہ قطع نظر درمانِ بے تاثیر کا

آہ کو میری نہ روکے گی تری تیغ نگاہ
ہے بہت مشکل ستمگر کاٹنا اس تیر کا

حائرِ رنگِ حنا سے یار نے تشبیہ دی
رنگ جب اُڑتا نظر آیا مری تصویر کا

زلف کافر سے دلِ وحشی پریشان کیون نہو
ابتدا سے یہ نہین خوگر کبھی زنجیر کا

کوے قاتل مین چلے ہین باندھ کر تیغ و کفن
آزمانا ہمکو بھی منظور ہی تقدیر کا

قتل کرتے ہین بہانے آپکے شام وصال
دم تمھارے لطف دیتے ہین دم شمشیر کا

پاس سے سوتے تم کب غیر نے دیکھا تو کیا
خوف ہی تمکو عبث اس خواب کی تعبیر کا

کام ہی ہجر بتان مین کاوش جان حزین
کوہ کن کچھ بات ہی لانا بھی جوے شیر کا

وہ بھی آئے دم بھی لب پہ بون تک آ چکا
پھر سبب کیا ہی الٰہی موت کی تاخیر کا

وحشتِ دل کی ہمارے اے سخن تاثیر دیکھ
رنگ بھی جمتا نہین ناصح کی اب تقریر کا

تیرہ بختی کا مرا کچھ بھی تو حاصل ہوتا
کاش اے جان ترے رخسار کا مین تل ہوتا

قتل عاشق اُسے دشوار ہی آسان نہین
سہل ہوتا تو نہ جینا مجھے مشکل ہوتا

کم سنی مین ہی یہ آفت کہ الٰہی توبہ
کیا غضب ہوتا اگر وہ کسی قابل ہوتا

جوشِ گریہ مین اگر ضبط نہوتا ہمکو
کہین چشمہ کہین دریا کہین ساحل ہوتا

دیکھ لیتے اُسے بے پردہ ہم اے حسرتِ دل
پردۂ شرم و حیا کاش نہ حائل ہوتا

توڑ کر پھینک دیا آپ نے کیا خوب کیا
آئنہ اس رخِ انور کے مقابل ہوتا

بھر پامال جو آتا وہ مری تربت پر
تو مری خاک کا ذرہ بھی ہر اک دل ہوتا

ایسا سمجھاتے کہ پھر نام نہ لیتا اُنکا
ایک ساعت مرے قابو مین اگر دل ہوتا

آرزو تھی کہ نظر آپ کی پڑتی اس پر
اشک جو آنکھ سے گرتا وہ مرا دل ہوتا

تھا دمِ نزع تغافل ہی تمھارا بہتر
تم اگر آتے تو مرنا مجھے مشکل ہوتا

کچھ مزا مرگِ محبت کا نہ پوچھو اے خضر
تمسے کہہ دیتے اگر کہنے کے قابل ہوتا

لطف جنت مجھے دنیا مین سخن ملجاتا
میرے پہلو مین جو وہ حور شمائل ہوتا

مرے دل مین جو شوق جلوۂ روئے نکو آیا
جدھر دیکھا اُدھر مجھکو نظر ای یار تو آیا

مٹایا آپ کو جسنے اُسی نے یار کو پایا
جو خود گم ہو گیا اُسکو طریقِ جستجو آیا

نہ رویا مین کہ اشکون سے کہین طوفان نہ برپا
خیال اُس بے وفا کا جب کنارِ آبجو آیا

جنون مین چاک دامان سے وہ جوبن تھا کہ کیا کہیے
مگر برہم ہوے وہ جب مین اُنکے روبرو آیا

یہی ارشاد ہی پھر ہاتھ آنا میرا مشکل ہی
اگر بھولے سے لب پر کوئی حرفِ آرزو آیا

غریق بحرِ ناکامی ہوے جاتے ہین وا حسرت
کہ اب آب دمِ شمشیرِ قاتل تا گلو آیا

مجھے مارا تمھاری چشمِ دزدیدہ کے تیور نے
عجب انداز تھا جسوقت محفل مین عدو آیا

دیا ہی غسل چشمِ خونفشان نے خون سے مجھکو
زبان پر آج شاید نامِ قاتل بے وضو آیا

مبارک ہو جنون مین عشق کی اپنی جگر کاوی
کہ جاے اشک اب سیر سرمژگان لہو آیا

محبت مین جفا و رشک سے اُسکے یہ حالت ہی
کہ وہ بھی سامنے آیا تو مین سمجھا عدو آیا

بہار آئی وضو کر لو شرابِ ارغوانی سے
سخن اُٹھو کہ وقتِ بیعتِ دستِ ببو آیا

عاشقون کو اجر دے یا صبر کا خوگر بنا
دلبرون کو با وفا یا خالقِ اکبر بنا

ترک کچھ آسان نہین ساقی خدا کے واسطے
بادۂ گلرنگ کا مجھکو نہ تو خوگر بنا

اُسکو رنج بے دلی کیونکر کسی کا ہو کہ وہ
لے گیا لوگون کا دل اور مفت مین دلبر بنا

جب اجل آئے لحد مین خشت زیر سر نہو
گو عمارت تو مثال سدِ اسکندر بنا

دون اُسے دل عرش پر محمود ہی جسکا مقام
واسطے جسکے لِوا و کوثر و منبر بنا

وہ کہ جسکے نور نے عالم منور کر دیا
جسکی خاطر چرخ بامہر و مہ و اختر بنا

نامۂ عشاق کی کثرت سے ابتو اے صنم
تیرے گھر گویا شکایت کا تری دفتر بنا

وصل مین کستے دماغِ جان معطر کر دیا
جعدِ مشکین پر پریشن طبلۂ عنبر بنا

ہمزہ ایسی خوشامد خوش نہین آتی مجھے
اسقدر باتین نہ ناصح تو مرے مُنھ پر بنا

تا رہے کچھ موئی مٹی کی نشانی ای کلال
جو مرے میکش تو اُسکی خاک سے ساغر بنا

چار دن کے واسطے کیا کیا نہ کچھ سامان کیے
کوئی یان دارا بنا اور کوئی اسکندر بنا

عرض کی مین نے کہ ای جان عشق کی امداد سے
اِک پری پیکر کی خاطر میرے دلمین گھر بنا

ہنسکے بولے پھر عجب کی کونسی یہ بات ہی
قدرتِ حق سے فلک کا گنبدِ بے در بنا

دل ہمارا خوش ہوا بہتر مبارک آپ کو
اور مبارک اُسکو جسکے واسطے وہ گھر بنا

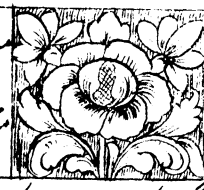

اُٹھ گئے لیکن نہ اُٹھے کوئے جانان سے سخن
مثلِ نقشِ پا جو بیٹھے خاک پر بستر بنا

مرگ ناکامی سے بھی اسکا فلک کچھ کم نہ تھا
ہائے جب وہ دیکھنے آئے تو مجھ مین دم نہ تھا

اب بجز افسوس کچھ دل سے نہین آتی صدا
حسرت و ارمان کا پہلے دلمین یون ماتم نہ تھا

مجھکو جو اٹھوا دیا اُسنے تو میرے حال پر
کون تھا محفل مین جو بادیدۂ پُرنم نہ تھا

وہ بھی کیا دن تھے کہ جب ہم آپ پر شیدا تھے تجھے
کیا مزے سے زندگی کٹتی تھی کچھ بھی غم نہ تھا

تو نہ آیا باغ مین اور تیری فرقت مین مجھے
تھی کمی ہیرے کی اور گل قطرۂ شبنم نہ تھا

مرتے دم بھی آسنے عاشق سے کیا اپنے فریب
رونی صورت تھی مگر آنکھون مین اُسکی نم نہ تھا

چند روزہ تھا فقط اُس یار کا حُسن و شباب
پھر جو دیکھا اُس پری کو جنبہ وہ عالم نہ تھا

زلفِ جانان مین عدو شاید رہا تھا شانہ کش
صبح جو دیکھا تو اُسمین کا کچھ بھی خم نہ تھا

کیا کہون تم سے کٹی کیونکر شبِ غم ہجر مین
اے سخن جز سنگدلی کوئی مرا ہمدم نہ تھا

مرنے پر داغ دل تن بیجان مین رہگیا
روشن چراغ خانۂ ویران مین رہگیا

اعجاز خوشخرامی جانان سے نقشِ پا
طاؤس بن کے صحن گلستان مین رہگیا

جام شراب ہاتھ مین پہلو مین ہو صنم
تا عمر آہ مین اسی ارمان مین رہگیا

دو گام چل سکا نہ جنون مین نخل کے ساتھ
جب تھک گیا تو قیس بیابان مین رہگیا

دید کے قابل ہمارا اب اُنکا ادھر دیکھنا
بندۂ دل کا مرے کوئی اثر دیکھنا

جاننا اے دوستو گھر سے وہ نکلا پری
چاک گریبان کوئی شہر مین گر دیکھنا

کیجو نہ بدنام اُسے فاش نہو رازِ عشق
ٹپکے نہ آنسو کوئی دیدۂ تر دیکھنا

فکر مداوا جو ہو سود نہین ہمدمو
ہوگی نہ صحت ہمین اسکو بھی کر دیکھنا

آئینہ منگوائیے اپنے تئین دیکھیے
آپ کو منظور ہی میرا اگر دیکھنا

وہ تپِ غم کا گلہ ہائے تردد ترا
پاس وہ آکر مرا ماتھے سے سر دیکھنا

ظلم یہ تازہ ہوا ہو کے ستم سے خجل
کر دیا موقوف اب اُسنے ادھر دیکھنا

یار نے ٹالا مجھے کہہ کے یہی رات بھر
اِے لو وہ آیا کوئی جانبِ در دیکھنا

بیدہنی ہو تو ہو چشمِ سخنگو تو ہی
کیا کہا اے جانِ من پھر تو ادھر دیکھنا

تیرِ نظر آپ کا غیر کے اوپر چلا
سینہ سپر کر دیا میرا جگر دیکھنا

ہائے یہ کیا ظلم ہی مجھکو نہیں بھولتا
ہاتھ میں لیکر ترا تیغ و سپر دیکھنا

اور تو اُنکے ستم مجھکو مساوات ہیں
ترچھی نگہ سے وہ لے اُنکا ادھر دیکھنا

شغل یہی ہی سخن ہجرِ صنم ہین مرا
عورسے سوئے فلک دو دو پہر دیکھنا

کیا کام شاخِ گل سے غرض بوستان سے کیا
ہون خانمان خراب مجھے آشیان سے کیا

پرسِ ہم تجکو حالتِ دل کے بیان سے کیا
تو بیوفا ہی تجھکو مری داستان سے کیا

مرجائینگے تو دفن بھی ہونگے یہین پہ ہم
بیٹھے تو اب اُٹھینگے ترے آستان سے کیا

صیاد نے اُڑائے مرے ہوش ہمصفیر
کیا جانیے کہ اُسنے کہا باغبان سے کیا

اے دل وہ سُن رہے ہین مرا حال اور مجھے
یہ خوف ہی کہ دیکھیے نکلے زبان سے کیا

لیجے عدو کو مار لیا ہمنے ٹوک کر
کہیے غرض تھی آپکو اس امتحان سے کیا

بیٹھا ہی کس لیے سگِ جانان لیے ہوے
شعلے نکل رہے ہین مرے استخوان سے کیا

گردش رہی نصیب مجھے ہجرِ یار مین
سرگشتہ ہو وہ آپ گلہ آسمان سے کیا

تیری نگاہِ ناز کا خواہان ہون نہ مین
حورون سے کیا غرض مجھے باغِ جنان سے کیا

خوش ہین کہ ساتھ لائے ہین سب کچھ وہان سے ہم
غم ہی یہی کہ جائینگے لیکر یہان سے کیا

دائم برنگِ سبزۂ پامال ہون نسیم
باغِ جہان مین مجھکو بہار و خزان سے کیا

بے فائدہ ہی فکرِ کہ نام و نشان رہے
جو بے نشان ہوا اُسے نام و نشان سے کیا

دل لے گیا وہ شوخ جو ہونی تھی وہ ہوئی
حاصل کہو سخن اب اس آہ و فغان سے کیا

آرزو ہی کہ صنم وعدہ کا ایفا کرتا
چھیڑتا اُسکو مین اور شکوہ بیجا کرتا

عمر بھر صنعتِ خالق کا تماشا کرتا
سامنے ہوتے تم اور مین تمھین دیکھا کرتا

تیغِ قاتل کے لیے بوسے کبھی خنجر کے
یہ مثل سچ ہی کہ مرتا نہین کیا کیا کرتا

یار آزردہ خفا دل بھی زمانہ دشمن
ایسی قسمت پہ بھلا کیا مین تمنا کرتا

عمر بھر ہمکو شکایت کی نہ تھی جا تجھ سے
اپنے وعدون سے جو تو ایک بھی پورا کرتا

ضبط سے کام لیا مین نے شبِ فرقت مین
نالہ کرتا تو دو عالم تہ و بالا کرتا

صدمۂ رشک عدو تلخیِ ہجران کے عوض
زہر دیتے جو مجھے تم تو گوارا کرتا

حرمتِ بادہ گلگون کا جو ہوتا کچھ ذکر
مجلسِ وعظ مین ہر روز مین جایا کرتا

اپنے محبوب کی خاطر جو نہ ہوتی منظور
دو جہان خالقِ کونین نہ پیدا کرتا

پنج روزہ ہوئی دنیا مین حیاتِ انسان
اور جیتا تو خدا جانے یہ کیا کیا کرتا

دے دی جو چیز تو پھر کام کی اپنے نہ رہی
پھیر کر اُنسے دل اپنا مین اُسے کیا کرتا

ضعف سے طاقتِ رفتار نہین ہی ورنہ
تنگ مین بھی تجھے اے وسعتِ صحرا کرتا

مجھسے سنتا جو مری بات کو وہ گوش بگوش
اُس سے مین برہمی زلف کا شکوا کرتا

اُٹھ گیا وہ مرے بالین سے چلو خوب ہوا
کیا بُرا تھا جو سیما مجھے اچھا کرتا

دسترس گیسوئے جانان پہ جو ہوتا میرا
بیخودی مین نہین معلوم مین کیا کیا کرتا

اے سخن وصلِ صنم کا مجھے ہوتا جو یقین
پھر کسی سے کی نہ دنیا مین تمنا کرتا

دیکھو تو اوج میرے جنون کے کمال کا
ناخن سے زخم دیتے ہین وہ کاہلال کا

بوسہ تو کیا جواب بھی ملتا نہین کبھی
پھر کیونکہ ہو صلہ ہو تبون سے سوال کا

ہر دم ہی عشق مین بھی خدا پہ نظر مری
مجھکو نہین ہی خوف تبون کے ملال کا

شعلے مین مہر و ماہ مین انجم مین برق مین
جلوہ کہان نہین ہی تمھارے جمال کا

شامِ فراق کو مری مغموم کر دیا
مژدہ دیا جو آپ نے صبحِ وصال کا

ایسا گلایا سوزشِ پنہان نے اے جنون
طوقِ گران ہے میرے گمان ہی ہلال کا

کچھ مجھسے ہو خفا کہ عدو کا خیال ہی
فرمایئے تو آج سبب کیا ملال کا

ہی دارو ئے شفا مرضِ دل کے واسطے
خواہان ہون مین تو آپکے مُنھ کے اوگال کا

خود رفتگی مین یہ بھی نہ جاتا رہے کہین
مجھکو بڑا خیال ہی تیرے خیال کا

غیرون کے واسطے ہین یہ معجز نمائیان
مارا ہوا ہون مین تو تری بول چال کا

دلمین غبار لے کے نہ جاؤن جہان سے
تو وہ نہ تو بنا مجھے گردِ ملال کا

لاکھون ہین ای صنم دلِ مفتون پھنسے ہوئے
عالم ہی تیری زلف پہ ماہی کے جال کا

تصویر ہر پری کی مرے دل پہ نقش ہی
مین نے بنالیا ہی مرقع خیال کا

پیری مین بھی شباب کی سی تاک جھانک ہی
لپکا ہی میری آنکھون کو کیا دیکھ بھال کا

آغاز مین ہر امر کا انجام سوچ لے
انسان کو گر خیال ہو اپنے مآل کا

کہنے گئے تھے دل کی حقیقت مگر سخن
موقع ملا نہ یار سے کچھ عرضِ حال کا

ساتھ غیرون کے مرا رشکِ قمر آہی گیا
عید کا چاند تھا بدلی مین نظر آہی گیا

بے سبب مین بھی رقیبون سے اولجھ پڑتا ہون
مجھ مین ای جان تری شوخی کا اثر آہی گیا

تیر تو آپ نے مارا تھا عدو کو لیکن
کشش دل سے ہماری وہ اِدھر آہی گیا

بزم مین غیرون نے کیا کچھ نہ اُسے بہکایا
پھر خیال اُسکو ہمارا بھی مگر آہی گیا

شام سے ضبط کیے تھا نکل آئے آنسو
یاد جانا ترا ہنگامِ سحر آہی گیا

کر دیا تم سے جُدا تفرقہ پردازون نے
جو مقدر تھا وہ اے یار نظر آہی گیا

ہو گئے دشمنِ جان تم بھی ہمارے افسوس
صحبتِ غیر کا آخر کو اثر آہی گیا

لاکھ پردون مین رہا یار و لیکن ہمنے
دیکھا جب دل کی نگاہون سے نظر آہی گیا

اب ہی بے فائدہ تکلیف کا دینا تجھکو
قاصد اُس گُل کی صبا لیکے خبر آہی گیا

ہے رے حُبِّ وطن راہ زنی کی تو نے
یاد غربت مین بھی اپنا مجھے گھر آہی گیا

امتحان غیر کا اُسکو جو ہوا مدِ نظر — سامنے لے کے مین شمشیر و سپر آہی گیا

چھیڑنا تھا اُنھین منظور جو محفل مین سخن
جس جگہ بیٹھے تھے وہ مین بھی اُدھر ہی گیا

اب تو ظالم نہ مجھے اسقدر ایذا پہونچا — کہ ترے ظلم سے مُنھ تک تو کلیجا پہونچا

وحشتِ دل سے گذرتی ہی پریشانی مین — گھر سے گھبرا کے اُٹھا جانبِ صحرا پہونچا

ہی تری زلف مین کا وہ عجب انداز کی بُو — مشک پہونچا نہ جسے عنبر سارا پہونچا

دیکھنا تم کہ اُسی وقت قیامت ہوگی — نالہ میرا جو کوئی عالمِ بالا پہونچا

کس کی تعریف کروں سب تو ہین سانچے مین ڈھلے — اُنگلیان ہاتھ کلائی ترا پنجا پہونچا

طائرِ وہم کا جس جا تھا گذر نا دشوار — مجھکو دیکھو کہ مین قسمت سے وہان جا پہونچا

پھول تو ہاتھ مین لیتے ہو سمجھ کر لینا — نہ لچک جائے کہین اے گلِ رعنا پہونچا

اُسکے پھر آنے کی امید کسی کو بھی نہین — قافلہ یارون کا جو ملکِ عدم جا پہونچا

زیست ہر ایک کی ہر دم یہ خبر دیتی ہی — بیخبر دیکھ ترا وقت بھی اب آ پہونچا

کیون سکون تجھکو بجائے طپشِ شوق ہوا — صدمہ کیا اور کوئی اے دلِ شیدا پہونچا

دشمنی کب کی تھی اے خارِ بیابان ہمسے — غیر کے آبلۂ پا کو جو صدما پہونچا

کچھ نہ بن آئی رقیبون سے تو ملنے کو اُٹھے — بزم مین جب کہ ترا عاشقِ شیدا پہونچا

ہند مین ہی سخن اب مضطرب الحال بہت
جلد شیراز مین اُسے اے مرے مولیٰ پہونچا

چمن مین اُس گُل رعنا نے جب خرام کیا
خجل گلون کو کیا سرو کو غلام کیا

فراقِ یار مین ہمنے بڑا یہ کام کیا
کہ شب کو صبح کیا صبح کو جو شام کیا

گرایا خاک پہ اُنکو دکھا دیا اعجاز
بتون سے جبکہ مرے یار نے کلام کیا

پلایا خون جگر جانے بادۂ گلگون
فراق ساقی مہوش نے آج کام کیا

لگا کے بیٹھ رہے دل تمھارے کوٹھے پر
یہ ہمنے آئنہ بندی کا اہتمام کیا

ملے جو آج ہمین کل جو وعظ کہتے تھے
تو ہمنے دور سے جھک کر اُنھین سلام کیا

نہ دیکھا ظرف ہر اک کا جو لائق اسرار
خدا نے مُہر کو اسی واسطے حرام کیا

کسی کو ساقی کسی کو بدھ ساقی دیتے ہو
یہ عاشقون کا عجب تم نے انتظام کیا

روش روش چمن مین گلا جیان چن دن
بہار آتے ہی ساقی نے انتظام کیا

اب آپ جاکے کسی اور کو یہ دم دیجے
یہان تو آپ کے وعدون کو بس سلام کیا

یہان مین وہم ہوا قیس کو کہ کہن سے زیادہ
سخن نے سلسلۂ عشق مین دوام کیا

جو غرور حسن لے جان نہ تجھے کمال ہوتا
ترے حسن عارضی کو نہ کبھی زوال ہوتا

کبھی دربدر نہ پھرتا نہ مرا یہ حال ہوتا
ترے دل مین اور پھر رد جو مرا خیال ہوتا

یہ نئے نئے گلے ہین یہ نئی شکایتین ہین
وہی آج ہو رہا ہے جو شب وصال ہوتا

مرا دود آہ اے دل یہ گیا ہے کیا فلک پر
لب یار تک پہونچتا تو سمٹ کے خال ہوتا

یہ مزا تھا عاشقی کا کہ اُٹھاتے لطف دونون
کبھی ہجر یار ہوتا تو کبھی وصال ہوتا

مجھے غم جو ہو تو یہ ہو مرا غم نہیں تجھ بسکو
مجھے رنج پھر نہ ہوتا جو تجھے ملال ہوتا

دوئی درمیان نہ ہوتی تو مین تری شکل ہوتا
تری شکل اگر نہ ہوتا تو تری مثال ہوتا

جو سخن کو تو بلاتا تو وہ مر سے اپنے آتا
ترے در تلک پہونچنا اسے کیا محال ہوتا

جس نے اُس صاعقۂ طور کا جلوا دیکھا
اُسکو موسیٰ کی طرح محو تمنا دیکھا

کیا کہین ہجر مین محبوب کے کیا کیا دیکھا
اے سخن عشق نے جو ہمکو دکھایا دیکھا

اچھی صورت کو چھپانے ہو برا کرتے ہو
لطف کیا جبکہ تمہارا نہ سراپا دیکھا

مین تو کیا فرط حیا سے کبھی اُس ظالم نے
آئینہ لے کے نہ اپنا رخ زیبا دیکھا

ہو گئے جامے سے باہر نہ رہا تن کا ہوش
غصہ دلوا کے انھین خوب تماشا دیکھا

کیون خفا ہو گئے لو جانے دو تقصیر معاف
کیا ہوا ایک حسین ہمنے بھی دیکھا دیکھا

دل بہلتا ہی نہین کوچۂ جانان کے سوا
خوب ہمنے دل بیتاب کو بہلا دیکھا

مرض ہجر مین اک دم مجھے تسکین نہ ہوئی
معجزہ آپ کا اے رشک مسیحا دیکھا

تم بگڑ جاؤ گے اور مینے کئی بار تمھین
ساتھ غیرون کے صنم برلب دریا دیکھا

پھر نہ آیا بت بے مہر سخن دائے نصیب
پھر ہمین یار نے فقرے مین اڑایا دیکھا

نشہ مین ہمسے وہ جانان کھل گیا
دشمنون کا راز پنہان کھل گیا

حال سب اُسنے کہا اک ایک کا
آج ہمسے انکا دربان کھل گیا

جا پڑا وحشت مین جب دست جنون — چاک تک اپنا گریبان کھل گیا
رو چکے ہم لیجیے اب جایئے — ابر بھی اے جان جانان کھل گیا
عاشقون کو اس سے ہے دل بستگی — عقدہ گیسوے پیچان کھل گیا
آہ تاثیر جنون تو دیکھیے — خود بخود میرا گریبان کھل گیا
زلف سر کالی ہوا چہرا نمود — ابر کھسکا ماہ تابان کھل گیا
دور سے قاصد کو آتے دیکھکر — انکے خط کا ہمکو عنوان کھل گیا

مصرعہ کہ جب ہو گیا ہمرا ے سخن
فکر سے حال سخندان کھل گیا

طبع عالی سے قدیر کا مضمون نکلا — کیا ہی برجستہ مرا مصرع موزون نکلا
سیکڑون عاشق جانباز نہ خاک ہوئے — حوصلا تیرا اگر دشت گردون نکلا
دل لگانے کی نہ حاجت ہوئی کچھ بھی اس سے — خود بخود شیفتہ اپنا دل مفتون نکلا
مین جو رویا رخ رنگین کے تصور مین ترے — اشک جو آنکھ سے نکلا مری گلگون نکلا
اوج کاکل سے جو ٹوٹا اوتر آیا دل مین — موے گیسوے صنم طائر مضمون نکلا

شاد رہتے ہین غم فرقت جانان مین سخن
یاد سمجھے ہم اسے دل سے اگر خون نکلا

مدت ہوئی اے جان نظارا نہین ہوتا — وہ نیچی نگاہون سے اشارا نہین ہوتا
تم گالیان دیتے ہو عدو کو سر محفل — یہ رنج تو ہمکو بھی گوارا نہین ہوتا

آتا ہی مجھے یاد تو گر جاتے ہین آنسو
دل سے بھی زیادہ کوئی پیارا نہین ہوتا

دے ہمکو جنون وسعت صحرا کی اجازت
زندان مین تو اب اپنا گذارا نہین ہوتا

کیونکر وہ مجھے قتل کرین ناز و ادا سے
مرجانا بھی میرا تو گوارا نہین ہوتا

روتا ہون تو ہو جاتا ہی دامن مرا دریا
دریا بھی تو وہ جسکے کنارا نہین ہوتا

کیا صاف چمکتا ہی ترے کان کا بندا
ایسا تو فلک پر کوئی تارا نہین ہوتا

اب سیر بھی کرنے کی اجازت نہین ہمکو
اتنا بھی مری جان گوارا نہین ہوتا

برہم ہی طبیعت ذرا ہمسے نہ الجھنا
غصے مین ہمین ضبط کا یارا نہین ہوتا

آئینہ مین اپنا رخ پر نور وہ دیکھے
یہ رشک بھی ہمکو تو گوارا نہین ہوتا

کیا کیجے سخن شکوۂ بیداد زمانہ
کہنے جسے چاہا وہ ہمارا نہین ہوتا

میکدہ آباد ہو اُس ساقی گلفام کا
جسنے ساغر بھر دیا مجھ رند مے آشام کا

عشق مین سودا ہی دور بادۂ گلفام کا
طوق ہی گردن مین اپنی عکس خط جام کا

پھر بھی کہتا ہی دل صحرائے قیس آباد ہو
پھر ہوا سودا ہمین اُس شوخ لیلیٰ فام کا

خون دل ہی بادۂ گلگون فراق یار مین
گردش تقدیر ہی گردش مین آنا جام کا

رنگ عاشق داغ دل اس سے تو کم اچھا نہین
صبح کا عالم ہو اُسمین اسمین عالم شام کا

ہی سراسر کفر کا اطلاق تیری زلف پر
وہ نہین کافر مگر بندہ جو ہو اسلام کا

بعد مرون کیا ہو لیکن آج تک تو اے فلک
منہ نہین دیکھا مری تکلیف نے آرام کا

گالیون پر ہم جو تم ہین تو وہ دیتے ہین کب
لطف حاصل ہی انھین بھی لذت دشنام کا

صبح سے بیٹھے ہوے ہین انتظار یار مین
عالم اپنے داغ دل پر ہی چراغ شام کا

پھاڑ ڈالا اُسنے غصہ سے جو مین نے یہ کہا
لیجیے یہ ہی دوپٹہ آپ کے ہی نام کا

اے فلک راحت کسے کہتے ہین تیری دور مین
نام یہ شاید ہی میری گردش ایام کا

کام وہ کیجیے کہ آخر کو پشیمانی نہو
سوچ لینا خوب ہی آغاز مین انجام کا

عرض کی مین نے اجازت ہو تو خدمت مین رہون ق
بولے وہ کیجے علاج اپنے نہال خام کا

پانی چوکی پر تو رکھوانا بہت دشوار ہی
مین تو کتا بھی کبھی پالون نہ تیرے نام کا

دین و دنیا کفر اور اسلام سب سے ہی الگ
عشق ہی جب سے سخن کو اس بت خودکام کا

شکوہ اسکا جب مرے منھ سے نکل کر رہگیا
وہ ہوا برہم مگر تیور بدل کر رہ گیا

دل کو روکا مین نے جب رخصت ہوا وہ نازنین
ہاتھ سے جب دل گیا مین ہاتھ مل کر رہگیا

غیر بیٹھے تھے نہ اُٹھا وہ مری تعظیم کو
مجھکو دیکھا اور فقط زانو بدل کر رہ گیا

کیا ہی وحشت خیز ہی صحراے الفت اے جنون
دو قدم مجنون مرے ہمراہ چل کر رہ گیا

یہ حرارت ہی کہ جب نشتر دیا فصاد نے
موم کے مانند وہ رگ مین کچل کر رہ گیا

ناتوان ایسا ہون جب پھاڑا گریبان زور سے
اتنی طاقت پر وہ دو انگل نکل کر رہ گیا

مجھسے باتین کین سخن اُسنے تو دشمن دیکھکر
شعلہ رشک و حسد سے دلمین جل کر رہ گیا

نمود کا جو تجھے اے صنم خیال آیا
عدم سے دیکھنے ہر اک ترا جمال آیا

عدو کے نام پہ کیون اسقدر جلال آیا
تمہارے دلمین خدا جانے کیا خیال آیا

جفا سے ہاتھ اُٹھایا ستم کیا مجھپر
مری وفا کا بھی تمکو نہ کچھ خیال آیا

فراق یار مین طوق گلو سے دی نسبت
کبھی نظر جو ہمین چرخ پر ہلال آیا

وہ رند ہون کہ مرا ذکر سُنکے محفل مین
فقیر مست ہوے صوفیون کو حال آیا

وہ سوئے ساتھ ولے نیند اُڑ گئی میری
عدو کے خواب مین آنے کا جو خیال آیا

تہی ہی یار سے ای ہمدمو مری آغوش
فلا سفہ مین خلا کس طرح محال آیا

تمہارے سبزۂ رخ پر فدا ہوئین آنکھین
پھنسا جو ایسے چراگاہ مین غزال آیا

ترقیان ہوئین عاشق کی نا امیدی مین
عروج پر جو ترا حسن بے زوال آیا

کوئی ہی شاد کوئی مبتلا کوئی ناخوش
مزاج دہر مین کیسا یہ اختلال آیا

مٹایا حرف غلط کی طرح زمانے نے
نظر کہین جو کوئی صاحب کمال آیا

وہ تیغ کھینچ کے آ بیٹھے میرے سینہ پر
ہزار شکر کہ اب وقت انفصال آیا

سخن تلف ہوئی کیا مفت اپنی عمر عزیز
نہ کچھ ہنر ہمین آیا نہ کچھ کمال آیا

کیا بشر سے ہو بیان عز و شان مصطفےٰ
ہی خداوند دو عالم مدح خوان مصطفےٰ

بے حرم ہوتا نہین لوگو لکا شہر بتک گذر
ہی بجا کعبہ کو کہنا آستان مصطفےٰ

فخر اُسکو ایک دن حاصل ہوا اسکو مدام
عرش سے برتر نہو کیون آستان مصطفےٰ

وہ بھی ہی محبوب جو محبوب کا محبوب ہی
کیون نہ محبوب خدا ہون دوستان مصطفےٰ

ہو دماغ جان تو اب بھی ہر جگہ موجود ہی
وہ شمیم گیسوے عنبر فشان مصطفےٰ

حبذا الطاف و رحمت ای خوشا امت کہ تھا
ذکر اسکا بر لب معجز بیان مصطفےٰ

محل دل سے صدا حق نے انا لیلی کی دی
ہو گیا مجنون بنا جو سار بان مصطفےٰ

ہی کوئی پابند دنیا مبتلاے دین کوئی
قید سے آزاد ہین دل بستگان مصطفےٰ

چاہتے ہین جسکو بلواتے ہین اپنی بزم مین
ای خوشا بخت رساے میہمان مصطفےٰ

کون کہتا ہی کہ انکو خلد کی ہی آرزو
طالب جنت نہین ہین طالبان مصطفےٰ

بھاڑ مین جاے جہنم خاک مین دوزخ ملے
خوف کیا ہمکو کہ ہین امدر امان مصطفےٰ

ور د رکھ ہر دم سخن تو یا شفیع المذنبین
یہ وظیفہ ہی براے عاصیان مصطفےٰ

ای چارہ گر علاج ہمارا نہو سکا
تجھسے بھی دور زلف کا سودا نہو سکا

ایفاے عہد کا نہ خیال آپ کو ہوا
پاس وفاے عاشق شیدا نہو سکا

کیا حضرت مسیح کی معجز نمایان
بیمار عشق ایک بھی اچھا نہو سکا

دے آئے کوئی اسکو خبر میرے حال کی
ای ہمدمو کسی سے بھی اتنا نہو سکا

گو خود گلہ اسی کا سہی یار قیب کا
ہمسے تو اسکے سامنے شکوا نہو سکا

دیکھے ہوے ہین انکی نگاہین تو رشک سے
نظارہ سوے نرگس شہلا نہو سکا

لینے دیا نہ پاؤن کا بوسہ بھی آپ نے
یہ اقتضاے ہمت والا نہو سکا

مفلس ہین آؤ سو رہو صاحب خطا معاف | سامان عیش آج مہیا نہو سکا

بے چین کر دے خاطر دلدار اے سخن
آہ رسا سے آپ کی اتنا نہو سکا

دل تو تیرا مکان ہی گویا | بلکہ تو دل کی جان ہی گویا
وہ خفا ہو تو دوستو سمجھو | مجھپہ وہ مہربان ہی گویا
سامنے میرے غیر کیا بولے | بند اُسکی زبان ہی گویا
آہ عاشق جو لب پہ آتی ہی | فوج غم کا نشان ہی گویا
مجلس وعظ کیا سمجھتے ہو | زاہدون کی دُکان ہی گویا
بے نشان ہو کے دور پہونچا ہین | گھر مرا لامکان ہی گویا
کہتے ہین دوستی بُری شی ہی | یہ مرا امتحان ہی گویا
جس زمین پر ہی تیرا نقش قدم | وہ زمین آسمان ہی گویا
شعر کہنا مجھے ہی کیا مشکل | یہ تو میری زبان ہی گویا

جو کسی کا نہو سخن دشمن
دوست اُسکا جہان ہی گویا

نہ کار دنیا کے ہون مین قابل نہ کام ہوتا ہی مجھسے دین کا
تمھاری اُلفت مین اے پری رو رہا نہ مین مبتلا کہین کا
تم اپنے گھر سے نہین نکلتے یہان محبت سے کی ہی توبہ

تمھین اگر ہی خیال عصمت ہمین بھی ہی پاس اپنے دین کا
کوئی ہی پہلے سے پا بجولان کسی کو پھنسنے کی آرزو ہی
ترقیون پر ہی اب تو سودا تمھارے گیسوے عنبرین کا
تمھارا عاشق کریگا نالے تو جان ہوجائیگی قیامت
نشان رہیگا نہ آسمان کا پتا لگے گا نہ پھر زمین کا
بوقت آخر لگے وہ ملنے ہمارے مُنھ سے دہن کو اپنے
تو اشک چشم صنم جو ٹپکے مزا ملا مجھکو انگبین کا
حرم مین اور بتکدے مین ہر جا نظر مجھے آیا تیرا جلوا
پھر اِدہان سے نہ تیرا عاشق جہان گیا ہو رہا وہین کا
یہ کیا ہی اے گلعذار رعنا کھڑے کھڑے آئے اور چلے تُم
ہوئی نہ توفیق تمکو اتنی کہ حال پوچھو دل حزین کا
کشش تو دیکھو یہ میرے دل کی مجھے بھی تکلیف دی نہ اسنے
سنا کے لے آیا اُنکو گھر مین اُٹھایا احسان نہ ہمنشین کا
کلام میرے مین معترض کو جگہ ملی کچھ نہ گفتگو کی
زبان لکنت سے لڑکھڑائی ہوا جو دم بند نکتہ چین کا

سخن ابھی کیا ہوا ہی دیکھو ابھی تو الفت کی ابتدا ہی
بہت سا رسوا کریگا تمکو یہ عشق خوبان نازنین کا

مائل اُس بت پہ ہوا ہی دل شیدا کیسا
اِس بکھیڑے مین الٰہی مجھے ڈالا کیسا

ہی تصور ترا اوجِ لطافت دلمین
بند کوزے مین کیا مین نے یہ دریا کیسا

جلوہ فرما ہی تو ہر رنگ مین ای جانجہان
تونے جس جامہ کو پہنا ہوا زیبا کیسا

مجھکو دیوانہ بنایا ہی تری اُلفت مین
لوگ سمجھاتے ہین آکر مجھے کیسا کیسا

ابرِ رحمت نے توجہ جو ذرا کی مجھ پر
ہوا سرسبز مرا باغ تمنّا کیسا

دیکھکر اُس قدموزون کو تحیّر کیون ہی
پڑگیا مصرعۂ شمشاد مین سکتا کیسا

بوسہ دینے مین اگر تمکو تردّد ہی تو پھر
دل کے لینے مین مری جان تقاضا کیسا

خواہشِ وصل جو کی مین نے تو ارشاد ہوا
ایک دن ہوگیا یہ روز کا جھگڑا کیسا

اور جا تجھکو نہ ملی تھی مرے دل کے سوا
گھر یہ تونے کیا اوو سعت صحرا کیسا

جلوۂ کاکلِ مشکین سے ترے رُخ پہ قمر
چاندنی رات کا مجھکو ہوا دھوکھا کیسا

جسکو دنیا مین ہی کچھ فکر مآل اندیشی
ای سخن اُسکو پھر اندیشۂ فردا کیسا

مست بے زلف کو مشک ختن سے کام کیا
عاشق لب کو ترے لعل یمن سے کام کیا

ای گلو عاشق ہر رنگ سبزۂ بیگانہ ہی
باغ مین گو ہی مگر اُسکو چمن سے کام کیا

کچھ نہ کچھ وابستگی کو ہو رسن ہی کیون نہو
تیرے دیوانون کو زلف پرشکن سے کام کیا

جگمگا رنگِ خزان رخصت ہوئی فصل بہار
بلبل بے خانمان کو اب چمن سے کام کیا

کوئی ہو خواہان جو اپنا ہوا اُسی کے ہو رہو
عشق مین تقلید شیخ و برہمن سے کام کیا

محفلون مین جایئے آنا یہان ہی کیا ضرور
آپ کو گور شہید خستہ تن سے کام کیا

چادر مہتاب ہی اور خونچکان ملبوس ہی
پھر بھلا تیرے شہیدون کو کفن سے کام کیا

وہ بھی ہی میری طرح شیدائے سراپائے یار
ورنہ پروانہ کو محفل مین لگن سے کام کیا

ہی پسینا باعث تسکین قلب تشنہ کام
وہ نہو تو آپکے چاہ ذقن سے کام کیا

دیکھ لے اکبار بھی گر تو نگاہ لطف سے
عاشقون کو تیرے پھر رنج و محن سے کام کیا

کھلے جوہر مرتبہ جھوٹی مرے سر کی قسم
مجھکو پھر ایسے بت پیمان شکن سے کام کیا

کرتے ہو تعریف کیون اے جان سخن کے شعر کی
اس سے کیا مطلب تمھین اسکے سخن سے کام کیا

عاشق ہواہون مین تو اس یار خوبرو کا
کہتے ہین لوگ جسکو شعلہ ہی یا بھبھو کا

جب بات کی تو پہلے تنے ہنسی سے تھوکا
سیکھا صنم یہ کس سے انداز گفتگو کا

پیغام وصل سنکر لوگون سے وہ عدو کا
بولا ارے مین اسکے منھ کو لگاؤن لو کا

دامن جو پھٹ گیا ہو ناصح ہم اسکو سی لین
چاک دل و جگر مین موقع کہان رفو کا

بے طور پھنس گیا ہی مجمع مین میکشون کے
اللہ آج حافظ واعظ کی آبرو کا

لاغر ہوے ہین ایسا سوز درون سے اپنے
فرغل بنا ہمارے پہلے جو تھا شلو کا

تشبیہ دیجے میرے سوکھے ہوے گلو سے
یہ حال ہو گیا ہی بے یار آبجو کا

اب ضعف سے جھکین ہین ان اسقدر ہم
زنجیر تھی جو پہلے وہ طوق ہی گلو کا

جوگی جٹا سنبھالے بیٹھا ہی آسنی پر
عاشق نہین تو پوچھو حیلہ ہی کس گرو کا

کھوئے گئے ہم ایسے ملتا نہین ٹھکانا
جب سے ہوا ہی سودا اُس بُت کی جستجو کا

نشتر دیے جنون مین فصاد نے ہزارون
دیکھا تو میرے تن مین قطرہ نہ تھا لہو کا

مہندی کا تم بہانا گر آج بھی کروگے
آنکھون سے میری دریا بہ جائیگا لہو کا

بن بن کے پاس آئی دنیا ہمارے لیکن
اس بیوا کی جانب ہے نہ کبھی نہ ہوگا

اکسیر سے زیادہ ہی قدر و منزلت مین
کشتہ اگر ہو خالص عاشق کی آرزو کا

ناصح سے بحث کر کے کیون تیجے مغز خالی
کیا ہی سخن نتیجے بے صرفہ گفتگو کا

آج بے چین نہین ہی دلِ نالان میرا
کیون مکدر ہی مزاجِ شبِ ہجران میرا

پھر چلا دیکھ کے مردہ مجھے جانان میرا
ہائے کس یاس سے جاتا ہی پشیمان میرا

داغ سودا سے ہی گلشن تنِ عریان میرا
اے گلو دیکھ لو آکر چمنستان میرا

ہی تجھے خوف و رجا عشق ہی ایمان میرا
زاہدا خلد ترا کوچہ جانان میرا

حال کیا پوچھتا ہی بلبلِ نالان میرا
آج گلشن مین نہین وہ گلِ خندان میرا

زار ایسا ہون کہ قاتل کو بھی رحم آ ہی گیا
حال پر میرے ہوا خصم بھی گریان میرا

پاس سوائی سے تیری جو مین خاموش رہا
مار ہی ڈالیگا مجھکو غمِ پنہان میرا

مین دکھا دیتا تماشا مہِ کامل تجھکو
میرے پہلو مین جو ہوتا مہِ تابان میرا

وصل مین اُسکے جو میلے کبھی تو رہونگے
ہوگا پھر حال یہی اے شبِ ہجران میرا

چُپ اگر بیٹھے تو صیاد یہی کہتا ہی
آج خاموش ہی کیون مُرغ خوش الحان میرا

ایک دن رنگ دکھائیگا مرا جوش جنون
ہاتھ مین ہوگا ترے یار گریبان میرا

وائے قسمت نہ لگی اپنی ٹھکانے مٹی
قتل کرکے مجھے قاتل ہی پشیمان میرا

ای ہما کچھ تو کرم عاشق ناشاد پہ کر
یونہین پھر جائے نہ آکر سگ جانان میرا

منزلت دیکھ کہ بنتا ہی گریبان سحر
چاک ہوتا ہی جنون مین جو گریبان میرا

بولا وہ زخم پہ میرے نمک افشان ہوکر
ہائے خالی ہوا جاتا ہی نمکدان میرا

جوش اشک سے حیران ہون تری فرقت مین
کیا ڈبوئیگا مجھے دیدۂ گریان میرا

ہذیان کیا کہ اگر جان بھی دے دونگا اُسے
پھر بھی چھوڑیگا نہ پیچھا سگ جانان میرا

شعلۂ حسن کی تیرے وہ ضیا رکھتا ہی
داغ بردل ہی چراغ تہ دامان میرا

بال کھولے ہوئے کوٹھے پہ کھڑے ہین وہ ضرور
دل سر شام سے ہی آج پریشان میرا

پاس جو کچھ تھا ہوا نذر ترے دشت جنون
آستین میری گریبان مراد امان میرا

بات کچھ بھی نہ تھی تقدیر سے میری لیکن
آج پھر مجھسے خفا ہوگیا جانان میرا

کون ہر وقت کی الجھن مین پڑے دست جنون
ایسے جامہ سے ہی بہتر تن عریان میرا

دیکھ لینا سبب بخشش عالم ہوگا
جب کھلا حشر کے دن نامۂ عصیان میرا

حسن پر اپنے نہ اوبت کا فر مغرور
کانپ جاتا ہی تری باتون سے ایمان میرا

دہلی مولد ہی مرا لکھنؤ مسکن ہی سخن
رتبہ کیا جانینگے پورب کے سخندان میرا

یہی تو ہی ہمن ہر دم خیال کیا ہوگا
خبر نہین کہ پس مرگ حال کیا ہوگا

قسم نہ کھاؤ تمھین خوب ہم سمجھتے ہین — تمھارے دلمین ہمارا خیال کیا ہوگا
ابھی سے فتنۂ دوران ہی رنج دینے مین — بڑھیگا اور تو وہ نونہال کیا ہوگا
چُرا کے لے گئے وہ آج دل مرا یارو — تمھین تو اُنکی طرف احتمال کیا ہوگا
سمجھ چکے کہ غفور الرحیم ہی معبود — گناہ کرکے ہمین انفعال کیا ہوگا
کھلیگا اور تپِ غم سے ہائے روز بروز — ترا مریض محبت بحال کیا ہوگا
چلے ہو صبح شبِ وصل تم تو گھر اپنے — کہو خدا کے لیے میرا حال کیا ہوگا
خفا نہ مین نہ کسی بات کا ملال مجھے — خدا کے واسطے تمسے ملال کیا ہوگا
ڈرا رہا ہی قیامت سے کیون ہمین واعظ — رحیم بھی ہی مرا ذوالجلال کیا ہوگا
پھرا ہی کرتے ہین وہ کوے غیر مین اکثر — جو آئینگے مرے گھر مین کمال کیا ہوگا
عدو پہ جور کرین وہ دکھا دکھا کے تجھے — اب اس سے اور زیادہ ملال کیا ہوگا
امید وصل سے تسکین ہی کبھی دل کو — کبھی ہی یاس کہ اُنسے وصال کیا ہوگا
کھلیگا حشر کو جب نامۂ عمل میرا — خدا ہی جانے کہ اُسوقت حال کیا ہوگا
کہا جو مین نے کہ جاتے ہو بزم غیر مین تم — ق — سمجھتے ہو ہمین اسکا ملال کیا ہوگا
کبھی بلاتے ہو غیرون کو اپنی محفل مین — یہ جانتے ہو کسی کو خیال کیا ہوگا
جواب نامۂ دشمن بھی لکھ کے بھیجتے ہو — نہین یہ فکر کہ عاشق کا حال کیا ہوگا
ہمیشہ کرتے ہو ذکر وفا عدو سے مرے — نہین خیال کہ اسکا مآل کیا ہوگا
بس اِن وجوہ کو رنجش کے خوب غور کرو — اب اور باعث رنج و ملال کیا ہوگا

دیا جواب یہ سن سنکے اس پہ یوش نے
ہوا کرے جو تمھین ہی ملال کیا ہوگا

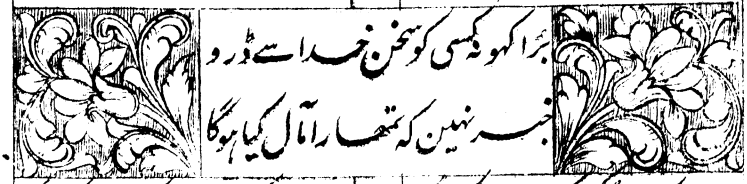

برا کہو نہ کسی کو سخن خدا سے ڈرو
خبر نہین کہ تمھارا مآل کیا ہوگا

سخن وہ کر بھی چکے ہمکو نیمجان کب کا
فراغ پا چکے ہم دے کے امتحان کب کا

یہ کیا ہوا کہ جو تو نے جلا لیا مجھکو
مین مر چکا تھا شب ہجر میری جان کب کا

ذرا سی بات پہ پاس اپنے بیٹھنے نہ دیا
بھرا ہوا تھا غضب مین وہ بدگمان کب کا

رہے ہو تم مرے گھر آکے مہربان کس دن
یہ ذکر کرتے ہو تم مجھسے میری جان کب کا

شب فراق مین جو کچھ گذر گئی ہم پر
وہ حال کر بھی چکے اُنسے ہم بیان کب کا

خدا کے فضل سے غالب ہین یونفس پہ ہم
پچھاڑ رکھا ہی ہمنے یہ پہلوان کب کا

سوال وصل پہ کھائین ہین گالیان اکثر
ذلیل کر چکی مجھکو مری زبان کب کا

ستم ہوا کہ ہوا ہمکو ہجر یار نصیب
عوض یہ تو نے لیا ہمسے آسمان کب کا

لیے ہین کس نے زبردستی آپ کے بوسے
گلہ یہ کس کا ہی کس دن کا مہربان کب کا

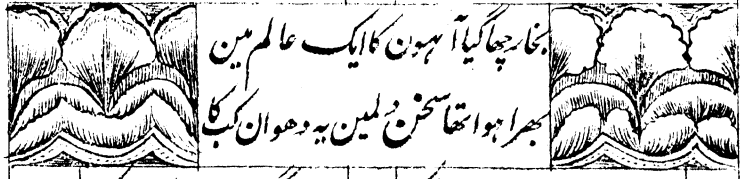

بخار چھا گیا آہون کا ایک عالم مین
بھرا ہوا تھا سخن دلمین یہ دھوان کب کا

ہی بے حجاب غیر سے ان روزون یار کیا
دیوار ہو گیا مرے دل کا غبار کیا

دل صاف رکھو ذکر کدورت ہی یار کیا
مین خاکپا تمھارا ہون مجھسے غبار کیا

بیخود ہین مدتون سے خبر تک نہین ہمین
کہتے ہین یار کسکو ہی خوشگوار کیا

تیور بُرے ہین دیکھ رہے ہین بغور آپ
کیجیگا میرے طائر دل کو شکار کیا

کیون اہتمام بزم کرون گھر مین غیر کے
اس جبر کا کہو تو تمھین اختیار کیا

کیون ان بتون کے عشق مین پھرتا ہون دربدر
مجھکو یہ ہو گیا مرے پروردگار کیا

غافل ہر ایک شے مین اُسی کا ظہور ہے
ہم کیا ہین عشق کہتے ہین کسکو نگار کیا

مغرور ہو نہ ہستی ناپائدار پر
دو دن کی زندگی کا بھلا اعتبار کیا

دور از خیال و وہم ہین ہاتھ فراق مین
کیا جانے کہہ رہا ہے دل بے قرار کیا

تم جانتے ہو خوب کہ پہلو مین دل نہین
پھر ہاتھ رکھ کے دیکھتے ہو بار بار کیا

اب رات کم ہے سو بھی رہو ای سخن کہین
اُس بے وفا کا کرتے ہو تم انتظار کیا

معدوم سلسلہ ہو ہر اک رسم و راہ کا
گر ورد دل ہو اسم مکرم آلہ کا

دل کو اگر ہو سرور عالم کا آسرا
وہ دل ہے مطلع ہو صد مہر و ماہ کا

لکھو درود سہل ہو ہر کام ہر مراد
کوہ ہموم دہر کا عالم ہو کاہ کا

طول امل کو حاصل صد مدعا کہو
درد و الم کو لمعہ کہو مہر و ماہ کا

معمور ہو احاطہ دور سما دلا
دکھلاؤ اسکو ولولہ اُس دود آہ کا

آلودہ ہو آو ہوس وہ ہوا کہ ہم
طامع ہوا سرور کا اور وا دواہ کا

ہو رکھ رکھاؤ علم و عمل کا ہر اک طرح
کس کام کا وہ علم کہ ہو گرد راہ کا

ہر دم ہو آسرا دل محروم وصل کو
وعدہ ہو گر مکالمہ گاہ گاہ کا

محروم علم مدح کا طامع رہا سدا | کامل کو دو کرو رصلہ واہ واہ کا

دلدار کو دکھاؤ اگر دل کا کل کلام
عالم دگر ہو سلسلۂ مہر و ماہ کا

سنجھے معاملہ وہی اس دل کی چاہ کا | زخمی جو کوئی ہو ترے تیر نگاہ کا

باعث نہ پوچھیے مرے حال تباہ کا | مین ہون فریب خوردہ کسی کی نگاہ کا

سمجھو نہ نیلگون فلک کج نہاد کو | چھایا ہوا دھوان ہی مرے دل کی آہ کا

رسوا کریگا آہ یہ مجھکو کہان کہان | پکا بُرا پڑا ہی مرے دل کو چاہ کا

یہ محو ہون کہ دیکھ کے سنبل کو باغ مین | مجھکو ہوا گمان تری زلف سیاہ کا

مُو باف سُرخ ڈالا ہی چوٹی مین آپ نے | یا سر چڑھا ہی خون کسی بے گناہ کا

مشکل ہی اب تو سانس بھی لینی فراق مین | غل تھا کبھی جہان مین ہماری بھی آہ کا

جام شراب ہاتھ مین اُس مہ جبین کے ہی | خورشید سے مقابلہ ہی آج ماہ کا

مدت سے تیرے عشق مین پھرتا ہون دربدر | پرسان نہین ہی کوئی بھی حال تباہ کا

جاتے تھے پہلے نالۂ دل آسمان پر | دشوار اب تو لب پہ بھی آنا ہی آہ کا

کیا دیکھون اُسکو بادل صد چاک وصل مین | کیونکر مقابلہ ہو کتان اور ماہ کا

انگور باندھ لائے مین پھر زخم تن مرے | شوق لقا ہی پھر مجھے اُس رشک ماہ کا

مشق جفا و جور نہ کیجے علے العموم | خون ہو جائے مفت کسی بے گناہ کا

تم اور میرے حال سے ہو جاؤ بے خبر | پھر کیا ٹھکانا میرے غم و درد و آہ کا

آغاز عشق اور مرا صبر دیکھیے
آیا کبھی نہ لب پہ مرے نام آہ کا

ملک عدم بھی خیر سے جانا محال ہی
منزل کڑی ہی اور یہ کھٹکا بھی راہ کا

مانگا جو بوسہ کہہ کے اسے ماہ تو کہا
لے آؤ بوسہ جا کے فلک پر سے ماہ کا

یاں ظلم کرے خوب ستمگر مگر وہاں
دیگا جواب کیا سخن داد خواہ کا

پرتو پذیر مجھسے ہی خار راہ کا
ذرہ ہی آفتاب تری گرد راہ کا

تمنے تو بزم مین کیا صرفہ نگاہ کا
یاں خاتمہ ہوا دل غفران پناہ کا

دیکھا نہ مثل تیر لگی تجھکو اے فلک
ہونا نہ تھا حریف تجھے میری آہ کا

دل میرا دست برد الم سے بچا لیا
احسان مجھپہ ہی یہ تمھاری نگاہ کا

جوش شباب موسم گل یار بے حجاب
پھر وقت اور کونسا ہوگا گناہ کا

یہ رشک کیا ہی کم کہ مرا دیکھکر پلنگ
دھوکا ہوا عدو کو تری خوابگاہ کا

لب سکا کیون نہ منتخب روزگار ہو
بنتا ہی جسپہ خال ترے دو آہ کا

نکلے وہ کیا کہ کچھ بھی توجہ نہین تمھین
ارمان بھی منتظر ہی تمھاری نگاہ کا

زاہد یقین رحمت حق اور یہ اتقا
یاں لطف تھا بجاے عبادت گناہ کا

گر چارہ ساز عیسی مریم ہوے تو کیا
مارا ہوا ہون مین تو تمھاری نگاہ کا

انداز پھر تمھارے تغافل کے ہین وہی
تم دیکھ بھی چکے ہو اثر میری آہ کا

کیا مدعی عشق ہون دل ہی تری طرف
سازش مین آنا صاف ہی ثابت گواہ کا

دامن اُٹھا کے چلتے ہو تا ہو کے خاک بھی
پہونچے نہ ہاتھ اُسپہ کسی دادخواہ کا

ہی دوستی عدو سے تو اُسکی طرف نہ دیکھ
چڑھ جاے اُسکو زہر نہ تیری نگاہ کا

ذکر عدو مین مجھ سے اور اس بانکپن کے ساتھ
جھکنا یہ کیون ہی آپ کی طرف کلاہ کا

ہو کاش میرے سوز کو دشمن کا دیکھنا
انداز تو بُرا ہی تمھاری نگاہ کا

اللہ رے سوز گرمی اُلفت کہ بعد مرگ
ٹنکا نہین ہی قبر پہ میری گیاہ کا

کشتہ ہون ایک حور بہشتی کا اے سخن
خلد برین ہی نام مری قتل گاہ کا

ہوا وہ جو مری قسمت مین آہ ہونا تھا
تمھارے عشق مین مجھکو تباہ ہونا تھا

ہم آئے تھے ترے کوچہ مین اسلیے کہ ہمین
اسیر حلقۂ زلف سیاہ ہونا تھا

تمھون کو دل تو دیا مینے اب ہین جون نادم
مرے غفور یہ مجھسے گناہ ہونا تھا

کیے ہین ظلم و ستم تونے عاشقون پہ بہت
فلک تجھے ہدف تیر آہ ہونا تھا

ترے فراق مین مرجاتے کیونکہ او ظالم
کہ آج ذبح ہمین بے گناہ ہونا تھا

ہمارے دیدۂ خونبار بھی قیامت ہین
اُنھین کو عشق مین میرے گواہ ہونا تھا

پھرے نہ نامہ بر اب تک کہ اُنکی قسمت مین
کبوترون کی طرح سے تباہ ہونا تھا

پہونچنے دینگے یہ دیر و حرم نہ مقصد تک
انھین کو میرے لیے سنگ راہ ہونا تھا

جہان مین میرے لیے تھی عدو کی کیا حاجت
جو تجکو اے فلک کینہ خواہ ہونا تھا

بجرم عشق دل و دیدہ ہوگئے نمّاز
عدو کسی کو کسی کو گواہ ہونا تھا

خیالِ حسن سے لیلیٰ کے کیا غرض تھی مگر
ہماری فردِ عمل کو سیاہ ہونا تھا

تمھارے ہجر مین ہم کیونکہ جلد مر جاتے
ہمین تو قیس سے بڑھ کر تباہ ہونا تھا

اسی سے اشک ہین آلودہ اُنکے کاجل سے
کہ لوحِ قبر کو میری سیاہ ہونا تھا

ملا نہ خضر کو کچھ اپنی زندگی کا مزا
کسی کا زخمیِ تیغِ نگاہ ہونا تھا

جہان سے ہو گیا کیا سحر سامری مفقود
تجھی کو دہر مین جادو نگاہ ہونا تھا

جگہ نہ ملتی تھی کیا تجکو اور اسکے سوا
ہمارا دل ہی ترا جلوہ گاہ ہونا تھا

غبارِ خاطرِ دلدار ہی سخن مانع
اسی کو میرے لیے سدِ راہ ہونا تھا

اتنے دِنون تک رہ کے جہان مین کارنمایان کچھ نہ کیا
ہاے ری غفلت ہمنے تو مرنے کا بھی کچھ سامان نہ کیا

روک لیا اک ہاتھ لگا کر خنجرِ بران کچھ نہ کیا
چھوڑ دیا بسمل جو مجھے اے قاتلِ دوران کچھ نہ کیا

کچھ بھی مدد وحشت مین مری ای تیغِ نگاہ یار نہ کی
تونے بھی ہو کر چاک جگر سے دست و گریبان کچھ نہ کیا

تھی یہ غرض برسات سمجھکر گھر مین وہیرے رہ جاتا
تونے ڈبویا عالم کو اے دیدۂ گریان کچھ نہ کیا

سر کو نہ پھوڑا در پر تیرے غل نہ کیا کچھ بھی ہمنے

کر نہ لیا وحشت مین جب تک چاک گریبان کچھ نہ کیا
خون نہ دیا کچھ زخم جگر نے تیر ستم گر خشک رہا
ہاے مرے دل نے بھی پاس خاطر مہمان کچھ نہ کیا
روک سکے تم بھی نہ جنون مین دشت نوردی سے مجکو
پار نکلکر تلوون سے بھی خار مغیلان کچھ نہ کیا
خاک ہوا وہ آتش غم سے ہاے غریق رحمت ہو
تو نے بھی اے اشک تحسّر با دل سوزان کچھ نہ کیا
ظلم کیے ہین سیکڑون تو نے جان سے مین بھی عاجز ہون
مجھکو نہ مارا صبح تلک تو اے شب ہجران کچھ نہ کیا
ہم بھی مریض الفت تھے لازم تھی مسیحائی تسکو
زحمت کیا وان جاکے عدو کو آکے مگر یان کچھ نہ کیا

خوب سخن کرتا ہی بسر و ارستہ مزاجی سے اپنی
اسکو جو سودائی نہ بنایا زلف پریشان کچھ نہ کیا

آنکھ دکھلائیگا غصے کی جو دلبر اپنا
حشر مین ہوگا عجب لطف سے محشر اپنا
دیکھیے عشق مین انجام ہو کیونکر اپنا
ہاے کمبخت دل اپنا ہی نہ دلبر اپنا
فاش سب راز محبت کیا آخر میرا
دل بھی پہلو مین ہی دشمن کے برابر اپنا
جو رسہ سہ کے تجھے ہمنے بنایا ظالم
ہی قصور اسمین مری جان سراسر اپنا

اُسکے ملنے کی کوئی راہ نکل ہی آتی
رہبری کرتا اگر ہاے مقدر اپنا

یون ہی رہتی تھی ہمیشہ تری چتون ہمسے
آئنہ لیکے ذرا دیکھ تو تیور اپنا

اُسکی فرقت مین عجب کاہش جان رہتی ہے
جی نہین لگتا کسی بات مین دم بھر اپنا

سخت جان عاشق جانباز مزے دیکھے ہونگے
دیکھ گردن پہ مری پھیر کے خنجر اپنا

رشک و ناکامی و ہجران کے نہ صدمے سہتے
اپنے قابو مین جو ہوتا دلِ مضطر اپنا

غیر کو حوصلہ رشک و رقابت نہ رہے
ہے یہی فکر کہ ہو جاے وہ کینو کجرا اپنا

زخمیِ تیغ ادا ہو کے نہ جیتے ابتک
یون تڑپتے کبھی ہوتا جو ستمگر اپنا

بسکہ منظور ہے شہرت تری عیاری کی
ذکر ہم آپ کیا کرتے ہین اکثر اپنا

اُسکے ناوک کو سخن ہنے جگہ دی دلمین
کام آہی گیا آخر دلِ مضطر اپنا

کبھی تو دل مرا بھی شاد کرنا
اگر بھولے ہو ون کو یاد کرنا

رہائی دو اسیرانِ بلا کو
ہمین لیکن نہ تم آزاد کرنا

نہ آئیگا کبھی وہ برسر مہر
عبث ہے نالہ و فریاد کرنا

کیا عاجز بہت وحشت نے مجھکو
جنون میری ذرا امداد کرنا

چلو میرے ہی اوپر خیر گذری
کسی پر یون نہ پھر بیداد کرنا

دلاتے رہنا اپنی یاد ہمکو
نہ ہون جب ہم تو ہمکو یاد کرنا

مرے پر بھی سخن کو تا قیامت

نہ ہو لیگا ترا بیدار کرنا

ظالم یہ بانکپن تجھے کس نے سکھا دیا
بلبل کو چٹکیون مین جو تو نے اڑا دیا

مین نے تو تمکو اپنا دلِ مبتلا دیا
یہ تو بتاؤ تمنے عوض اُسکے کیا دیا

منت کشی سے غیر کی مجھکو بچا دیا
خالق نے میرے درد نے مجھے لا دوا دیا

سہ سہ کے جور تجھکو ستمگر بنا دیا
دنیا مین تیرے ظلم کا سکہ بٹھا دیا

اظہار توبہ نے مجھے کیا ہی مزا دیا
مے پی کے اُسنے منھ مرے منھ سے ملا دیا

شربت جو اپنے ہاتھ سے اُسنے پلا دیا
مرنے کے وقت موت نے مجکو مزا دیا

پوچھا کیا ہزار مگر ہمنے رشک سے
قاصد کو اُسکے گھر کا نہ ہرگز پتا دیا

غم اسقدر دیا ہی ہمین عشق نے کہ ہم
کھاتے ہین آج تک اُسی سرکار کا دیا

کہتے ہین غیر سنکے ہمارے بیان کو
اس غم کی داستان نے تو ہمکو رُلا دیا

گھبرایا دل جو وصل مین اُنکے حجاب سے
آنکھون نے تپلیون کا تماشا دکھا دیا

سوگند کیا ہی وعدۂ فردا پہ کھائی ہی
اُس شوخ کی قسم نے ہمین تو مزا دیا

چونکا نا اپنا یاد ہی اُنکو شبِ وصال
کہنا یہ اُنکا ہاے ہمین کیون جگا دیا

کچھ تو خیال یار کو میرا ابھی آگیا
اُسنے جو بزم غیر سے مجھکو اُٹھا دیا

اے چرخ اُلجھ نہ مجھسے خبردار دیکھنا
نالہ کیا تو عرش معلےٰ ہلا دیا

بھر آیا دل تو ضبط سے کچھ بھی نہو سکا
روئے ہم اسقدر کہ اُنھین بھی رُلا دیا

زاہد سے مے کشون کی نئی چھیڑ دیکھیے
اک خشت خم کے واسطے مسجد کو ڈھا دیا

ناحق سوال وصل پہ بیزار ہوگئے
کچھ بات تو نہ تھی جسے تمنے بڑھا دیا

سودے ازلف داغ جنون اشک خون سے ہی
میرے سر اور آنکھون پہ اللہ کا دیا

تیری خطا ہی اسمین نہ کچھ غیر کا قصور
میری وفا نے خاک مین مجھکو ملا دیا

جب آسمان سے کوئی نازل بلا ہوئی
مرقد کو میرے دور سے اُسنے بتا دیا

یارون نے بعد مرگ یہ کیسا کیا سلوک
حسرت کو میرے ساتھ جو زندہ دبا دیا

مین مر کے خوش ہون اسمین کہ اب تیر ظلم نے
تیرا خیال غیر کے دل سے اُٹھا دیا

مین اور مست یہ تو نئی بات ہی سخن
ساقی نے کچھ شراب مین بیشک ملا دیا

بے جرم و خطا قاتل دوران نہین دیکھا
تم سا بھی کوئی جان کا خواہان نہین دیکھا

بیمار محبت کی عیادت کو سب آئے
تمنے مگر آکر کبھی اے جان نہین دیکھا

صد چاک بدل آہ بہ لب اشک بدامان
عاشق کو کبھی بے سر و سامان نہین دیکھا

کس ناز سے کہتے ہین شب وصل وہ مجھسے
ایسا کوئی پر حسرت و ارمان نہین دیکھا

جب فصل بہار آئی گئے جانب صحرا
دیوانون نے تیرے کبھی زندان نہین دیکھا

اُس کافر بدکیش سے اللہ بچائے
ایسا تو کوئی دشمن ایمان نہین دیکھا

عیسیٰ سے بھی کیا ہوگا علاج تپ فرقت
اُلفت کا مرض قابل درمان نہین دیکھا

تا مرگ رہی حسرت دیدار ستمگر
دل ہی مین رہا ہائے یہ ارمان نہین دیکھا

ممنون عدو کیون ہو عداوت سے مری تم
معشوق کو شرمندۂ احسان نہین دیکھا

اتنی تو مرے قتل کے بعد اُسنے وفا کی
پھر اُسکو کسی نے کبھی خندان نہین دیکھا

بے فکر غزل آج تو جاتے ہین سُنانے
تم نے بھی سخن بے سر و سامان نہین دیکھا

ردیف البا الموحدۃ

بہت ادب سے ملا کر دیا شراب مین آب
پلایا حور نے ساقی مجھے جو خواب مین آب

ملا کے شوق سے دے ساقیا شراب مین آب
کہ میرے آگے مسلم ہی آفتاب مین آب

اُسی کو سمجھو نگاہی آب مجھکو دے ساقی
نہ دے شراب تو دے ساغر شراب مین آب

خدا نے حُسن دیا ہی بقدر زیبایش
گلون مین رنگ تو ہی گوہر خوشآب مین آب

تمھاری زلف نے اسوقت ایسے بل کھائے
کہ جیسے آئے تموج سے پیچ و تاب مین آب

یہ جوش گریہ ہی فرقت مین سو گیا جو کبھی
تو سر سے تا بقدم دیکھتا ہون خواب مین آب

وہ بادہ کش ہون کہ بھولے سے بھی کبھی مین نے
سوائے مے نہ پیا موسم شباب مین آب

گئی نہ تیری محبت کی بُو پسینے سے
ملایا مین نے بہت رو کے اس گلاب مین آب

خمیس ہو گیا کچھ اب تو ساقی مہوش
ملا کے دینے لگا ساغر شراب مین آب

پیا بھی مین نے کبھی فرط تشنگی کے سبب
تو یون کہ ڈال لیا ساغر شراب مین آب

اُسی طرح سے مرے دل مین گھر کیا غم نے
کہ جیسے دخل کرے خانہ خراب مین آب

یہ شوخی برق مین دیکھی نہ گوہر و گل مین
غضب کی آج تو ہی روے پر عتاب مین آب

رہیگا سبز بیخن اپنا کشت غم دائم

بھرا ہوا ہی بہت دیدۂ پرآب مین آب

قید خانہ مین ہی جو ہی مکس جام شراب
کیون نہ کہیے اُسے مرغ قفس جام شراب

کچھ تکلف نہین یہ محفل رندانہ ہی
ساقیا بزم مین کیا پیش و پس جام شراب

ای پری رو لب شیرین ہین ترے ساغر می
خال لب کو ترے کہیے مگس جام شراب

آپ سے آپ یہ گردش مین شب و روز رہے
نام لکھدیجیے میرا جو پس جام شراب

جام مل ٹوٹتے ہین قافلہ ستان مین
ہی یہی ایک صدائے جرس جام شراب

نشہ مین غور سے دیکھا کیے گھڑیون اُسکو
عکس مژگان کو وہ سمجھے خس جام شراب

ساقی اس دور مین کون آنکھ ملا سکتا ہی
ہوگیا یار جب اپنا عسس جام شراب

چشم مخمور صنم کا ہی تصور ہر دم
ای سخن دلمین نہین اب ہوس جام شراب

کیونکہ سمجھاؤن تجھے او دل شیدا بیتاب
ہجر دلدار مین ہوتے نہین اتنا بیتاب

تاب نظارے کی ای رشک قمر لا نہ سکا
ہوگیا ایک نگہ مین ترا شیدا بیتاب

تو جو دریا سے نہاکر نکل آیا ہی صنم
ہی تموج سے ترے ہجر مین دریا بیتاب

ایک ساعت جو شب وصل مین آرام ہوا
رات بھر ہجر صنم مین رہے کیا کیا بیتاب

کہتے تھے دیکھ سکوگے نہ تجلی اُسکی
ہوگئے آپ بھی ای حضرت موسیٰ بیتاب

نام پوچھا ہی تو سن لوگ مجھے کہتے ہین
دردمند اشک فشان بیدل و شیدا بیتاب

مضطرب رہتا ہون ایسا مین شب فرقت مین
مجھکو گر دیکھین تو ہو جائین اجبا بیتاب

اچھی صورت کے بھی قربان کہ آئینے مین | خود ہوا دیکھ کے وہ آئینہ سیما بیتاب

ای سخن چین سے گذرے جو ہوس اسکی نہو
رکھتی انسان کو ہی خواہش دنیا بیتاب

ردیف التاء فوقانی

کیا جرم جو رکھی ترے رخسار پہ انگشت | مصحف پہ رکھا کرتے ہین اکثر بشر انگشت

مسی جو لگائی ہوا رنگین سراسر | کیا خوب ہوئی مثل گل نیلوفر انگشت

خون روتا ہون کیونکر نہ ترے ماتھ ہون رنگین | گریہ مین جو ہی پیش نظر تیری ہر انگشت

غیرون کی طرف جس سے کیا تو نے اشارا | ظالم وہ مرے حق مین ہوئی نیشتر انگشت

وہ گدگدی اس شوخ کو ہی لوٹ ہی جائے | دکھلاون ذرا دور سے اسکو اگر انگشت

خط دینے مین اس یار کو انگلی جو لگائی | کردونگا قلم مین تری اونامہ بر انگشت

روشن ہی سوا مہر درخشان سے کف دست | ہی پنجہ خورشید صنم تیری ہر انگشت

چھونے سے ترے در در مرے سر کا ہوا دور | کیا رکھی ہی صندل کا پری رواثر انگشت

ہی کلمہ توحید مرے دل پہ جو مرقوم | اٹھتی ہی شہادت کے لیے بیشتر انگشت

ملتی ہی حیات ابدی تشنہ لبون کو | ہی چشمہ حیوان سے فزون تیری ہر انگشت

گرمی وہ طبیعت مین سخن ہی کہ جلا دون
رکھدون جو مین دشمن کے ابھی حرف پہ انگشت

افشان چنا کیے وہ جبین پر تمام رات | دیکھا کیا مین جلوہ اختر تمام رات

چلتے رہے نگاہون کے خنجر تمام رات
بسمل رہا یہ عاشق مضطر تمام رات

وہ رشک آفتاب رہا شب جو میرے گھر
نکلا نہ چرخ پر مہ انور تمام رات

تاثیر تھی تصور ابروے یار کی
دیکھا کیا مین خواب مین خنجر تمام رات

آئی جو یاد جنبش مژگان زخمگر
دلمین چبھا کیے مرے نشتر تمام رات

ہمدم نہ پوچھ بہر خدا حال دل مرا
ق کیا کہیے آہ کٹتی ہی کیونکر تمام رات

فریاد و آہ و نالہ و سوز و فغان و غم
لیتے ہین بوسے لب کے مکرر تمام رات

حسرت ہی انتظار ہی حرمان و یاس ہی
گریان ہی چشم صورت ساغر تمام رات

ہمدم نہ غمگسار نہ مونس نہ چارہ گر
اک بیکسی سو وہ بھی ہی شدت تمام رات

راحت ملی نہ کل کسی پہلو سخن مجھے
تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات

جو ند دیکھے نگار کی صورت
کیا پھر اُس بیقرار کی صورت

دوستو حال دل نہ پوچھو تم
دیکھ لو مجھ نزار کی صورت

ہوا الٰہی یہ آسمان برباد
میرے مشت غبار کی صورت

تیری فرقت مین اے پری مجکو
سرو بستان ہی دار کی صورت

کیا مہ و مہر اور کیا گل و شمع
سب سے بہتر ہی یار کی صورت

گل نزاکت مین رنگ مین بو مین
پیش جانان ہی خار کی صورت

کھائے ہین گل کسی کی الفت مین
ہون سراپا بہار کی صورت

مر کے بھی خاک نے مری پائی | نقش پائے نگار کی صورت

یار آیا تھا اے سخن شب کو
نہ رہا گو ہزار کی صورت

ردیف الثالثہ

مجھسے ناصح بھی یہ کہتا ہی کہ یاں آئے عبث | جو نہ مانے پھر اُسے کیا کوئی سمجھائے عبث

بیقراری مری سنتے ہین تو فرماتے ہین | لازم انسان کو ہی اتنا بھی نہ گھبرائے عبث

فاتحہ کی بھی جب امید نہو تجھسے تو پھر | کیون کوئی تیرے لیے خاک مین ملجائے عبث

پہلے کھاتا ہی قسم وعدہ پہ پھر کہتا ہی | کون جھوٹی تری مرنے کی قسم کھائے عبث

دین و دنیا کا کوئی کام نہ انجام ہوا
کھوئی بس تنے سخن عمر یہان ہائے عبث

ردیف الجیم

پہلو سے جدا میرے وہ دلبر نہوا آج | نالون سے بپا فتنۂ محشر نہوا آج

مُنھ پھیر لیا مجھسے یہ کس جُرم پہ ظالم | کیون قتل پہ راضی ترا خنجر نہوا آج

سیماب کو وہ دیکھتے ہین ہاتھ پہ رکھکر | کیا کہیے ہمارا دل مضطر نہوا آج

دکھلاتے اُسے آئنۂ دل کی صفائی | افسوس کہ دنیا مین سکندر نہوا آج

کانٹے نہ پڑین کیون دہن زخم جگر مین | آب دم خنجر سے گلو تر نہوا آج

نازک جو کہا اُنکو تو اس بات پہ بگڑے | کہتے ہین کمر مین کوئی خنجر نہوا آج

کیا چل دیے اغیار تجھے چھوڑ کے تنہا
کیون لطف ترے باغ مین شب بھر نہوا آج

کھلتا سخن مین بھی گل افشانی گفتار
لبریز مرے سامنے ساغر نہوا آج

بیمار عشق ہون مرا کرتا ہی کیا علاج
اے چارہ گر سمجھ کہ مرض ہی یہ لاعلاج

ٹھہرے جو درد دل تو تپ ہجر کی دوا
اسکا ہو گر علاج تو اسکا ہی کیا علاج

یا ہجر مین وصال ہو یا اس سے ہو وصال
اپنے مرض کا کچھ نہین اسکے سوا علاج

اچھا ہوا نہ زخم دل اپنا کسی طرح
تیرے مریض عشق نے کیا کیا کیا علاج

ہجر بتان مین ہی سخن خستہ جان علیل
کہیے کہ اسکا ہوگا مسیحا سے کیا علاج

ردیف الحاء حطی

کیا ہی جنون خیز ہی نالۂ مرغان صبح
جسکے اثر سے ہوا چاک گریبان صبح

کہتے ہین وہ وصل مین ہوگیا سامان صبح
کیا نہین سنتے ہو تم نالۂ مرغان صبح

آج یہ آمد ہی کس غیرت خورشید کی
داغ جو بے نور ہین مثل چراغان صبح

کی جو نگہ یار نے صبح کو اسکی طرف
خوف سے تھرا گیا مہر درخشان صبح

وصل مین کیون ہوگئے تار شعاعی نمود
پاے ہوس مین چبھے خار بیابان صبح

کہتے تھے وہ جائینگے پیش نمود سحر
پھر نہ گئے شام تک مجھپہ ہی احسان صبح

ہجر مین یہ حال ہی میرا تو رشک قمر
جیسے چراغ سحر ہوتا ہی مہمان صبح

سوئے نہ ہم رات بھر عالم طفلی مین بھی
دل کو جو مرغوب تھے نالۂ مرغان صبح

تنگ کیا تھا بہت ہجر مین لو ہو گیا
دستِ جنون سے مرے چاک گریبان صبح

لطف شب وصل کا یونہین رہے ای خدا
نکلے نہ تا حشر اب مہر درخشان صبح

ہجر صنم مین سخن مین جو تڑپتا رہا
غم سے مرے ہو گیا چاک گریبان صبح

پیجیے ہمراہ غیرون کے شراب اچھی طرح
کیجیے دل کو مرے ای جان کباب اچھی طرح

وصل کی شب ہی اٹھا رخ سے نقاب اچھی طرح
آج تو بند ہو جا بے حجاب اچھی طرح

حسرتِ جوش جوانی مانع نظارہ ہی
دیکھین ہم کیونکر سوے اہل شباب اچھی طرح

کاش میرے دلمین بھی عالم یہی ہو داغ کا
جل رہا ہی کیا چراغ آفتاب اچھی طرح

کل نہین معلوم کیا ہو ساقی توبہ شکن
آج تو دل کھولکر پی لین شراب اچھی طرح

زندگی مین آسمان کے جور سے کب چین تھا
گور مین کر لین فرشتے بھی عذاب اچھی طرح

وقت پیری خواب غفلت سے ہوے بیدار ہم
چونکے تھے جب آیا سر پر آفتاب اچھی طرح

چشم بد بر اسکی آنکھون کا عجب انداز ہی
جیسے کوئی مست ہو پیکر شراب اچھی طرح

دیکھ کر رنگ خزان یہ ہوش مین اپنے نہین
روے بلبل پر چھڑک گلچین گلاب اچھی طرح

آج ہی دن وصل کا ہی ہو اگر شک آپ کو
انگلیون پر پہلے کر لیجے حساب اچھی طرح

لے نہ لون بوسہ کہین آنکھون کا خواب ناز مین
بدگمان تو ڈال لے منھ پر نقاب اچھی طرح

ایک بوتل کا ہی ہر دم میری آنکھون مین سرور
کیا گذرتا ہی مراد دور شباب اچھی طرح

خُم کے خُم خالی کرون دم بھر مین وہ مے نوش ہون
مجھکو پینے دے اگر ساقی شراب اچھی طرح

پوچھا جو اُس شوخ نے کیون آج کیسا ہی مزاج
کیا ہی مین نے بھی دیا اُسکو جواب اچھی طرح

شکر ہی ہمکو بھی اُسکے دَر کی دربانی ملی
ہوگیا دشمن کا اب تو سد باب اچھی طرح

عہد پیری دیکھیے کیا رنگ دکھلائے ہمین
کیونکہ گذرا ہی سخن اپنا شباب اچھی طرح

ردیف الخاء

بار لائے کہین نخلِ دل مخمور کی شاخ
پھر بہار آئے الٰہی پھلے انگور کی شاخ

ہاتھ آئی جو کبھی باغ مین انگور کی شاخ
نشہ مین اُسکو مین سمجھا شجرِ طور کی شاخ

سر نگون ہوتے ہین ذی قدر جو ہین عالم مین
بار انگور سے جھک جاتی ہی انگور کی شاخ

اِتنے روزن ہین حویلی مین ترے تیرو سے
بنگیا ہاتھ مرا خانۂ زنبور کی شاخ

تاک مین تاک کے رہتا ہون مین گلشن مین مدام
تاکہ چھونے بھی نہ پائے کوئی انگور کی شاخ

حق تو یہ ہی شجرِ عشق سے پھل اُسکو ملا
خوب پھولی پھلی نخل دلِ منصور کی شاخ

دلمین تھا زخم اب آنکھون سے لہو بہنے لگا
اک نئی اور یہ پھوٹی مری ناسور کی شاخ

دست رنگین مسے محبوب کے آکر دیکھے
جسنے دیکھی نہوا بتک شجرِ طور کی شاخ

قبر عاشق پہ کھڑے روتے ہین مژگان پہ ہین اشک
نخل ماتم سے یہ پیدا ہوئی انگور کی شاخ

تا فلک پہونچی ہی آہِ دلِ رنجور سخن
ہی یہ میرے شجرِ نالۂ پرشور کی شاخ

ملا ہی یار بھی کیا ہمکو بدزبان گستاخ
کہ بات کیجے تو دیتا ہی گالیان گستاخ

ہوس ہی بوسے کی لیکن کہون تو کیونکہ کہون — نہین مین آپ کی خدمت مین مہربان گستاخ
ادب سے ہوتی ہی انسان کی ہر جگہ وقعت — گرانگا ہون سے فوراً ہوا جہان گستاخ
بُرا نہ مانیے کہیے مرا قصور معاف — ہوا تھا مین تو فقط بہر امتحان گستاخ

سخن بیان کرون کیا بدز بانیان اُسکی
بہت ہی اندنون ہمسے وہ جانجان گستاخ

ردیف الدال المہملۃ

شیشے مین جو ساقی ہی مے ہوش ربا ہند — مے خوارون پہ کسواسطے ہی آب بقا بند
شب بھر رہے بے چین انھین نیند نہ آئی — مشاطہ نے باندھے جو ذرا کسکے حنا بند
جب دل مین ہوا قصد چلے جانب صحرا — دیوانے ترے فصل جنون کے نہین پابند
یہ وصل سے نفرت تھی کہ مرنے پہ بھی میرے — قاتل نے کیے جسم سے ہر ایک جدا بند
جاتی تھی ہوا کو چہ سفاک کی اُسمین — جراح نے کیون زخم مرے دل کا کیا بند
عشاق کا ایسا ہی ہجوم اُسکی گلی مین — جانے کی ہوئی راہ بھی اے باد صبا بند
ہر کام مین ہوتی ہی مدد غیب سے اُنکی — رہتی ہی کہین حاجت مردان خدا بند
کیا دل مین مرے آئی کہ خط یار کو لکھکر — سو بار پڑھا کھول کے سو بار کیا بند
مرتے ہین طرحدار جو کوئی نظر آئے — عشاق بھی رہتے ہین کہین ایک کے پابند

مضمون نئے لکھتا ہون سخن اپنی غزل مین
ہوتی ہی نہین اپنی کبھی طبع رسا بند

کیونکر کروں نشیب و فراز جہان پسند
مجھکو زمین پسند نہ یہ آسمان پسند

ہوگی کسی کو نرگس باغ جہان پسند
رضوان ہمین تو یار کی ہین انکھڑیان پسند

دیکھا ہی جب سے مین نے یہان تیرا نقش پا
کعبے سے مجھکو بڑھ کے ہی ہندوستان پسند

تائید پر کسی کی کسی سے خلاف ہی
یہ ڈھنگ تو ہمین نہین اے آسمان پسند

ساقی جو وہ پری ہو تو پھر کیون نہو مجھے
ابر و ہوا و سبزہ و آب روان پسند

کیون دیر سے کھڑا ہی تہ شاخ گل خموش
نالہ ہوا مرا کوئی اے باغبان پسند

باتین ہمین یہ اور کسی سے کہ اب ہمین
گالی تری پسند نہ تیری زبان پسند

بھاری سی ڈال پانون مین زنجیر اے جنون
ہلکی بہت ہین یہ تو نہین بیڑیان پسند

جی بھر گیا ہماری محبت سے آپ کا
کیجے کسی کو اور اب اے جان جان پسند

اسمین تو تیزیون کے سوا اور کچھ نہین
کیون روح کو ہی تو سن عمر روان پسند

دلبر کش مزاج پہ بولے یہ صبح وصل
اتنی بھی آدمی کی نہین شیخیان پسند

نشتر چبھو دو لاکھ ستمگر مزا نہین
مجھکو تو وہ مہین سی ہین چٹکیان پسند

یہ جان ہی یہ جگر ہی یہ دل تیری نذر ہی
اسمین سے کوئی بھی تو کرے اے دلستان پسند

کرتا ہون روز مشق سخن اس امید پہ
ہو جاے کاش اسکو مری داستان پسند

بندش سخن کی خوب مضامین نئے نئے
اہل جہان کو کیون نہو اسکا بیان پسند

الفت مین آپ کرتے ہین جور و جفا کی قید
میرے لیے لگاتے ہین اسمین وفا کی قید

جو پھنس گیا ہی چھوٹنا اُسکا محال ہی
حبس دوام ہی تری زلف رسا کی قید

کہتا ہی عاشقی مین مزہ صبر شرط ہی
کیسی جگر گداز ہی اُس دلربا کی قید

خط بھیجنے کے یار کو لاکھون ہین بندوبست
نامہ بری کے واسطے کیا ہی صبا کی قید

مین اُسکی فکر بندش مضمون مین رو دیا
یاد آگئی جو حضرت زین العبا کی قید

سب ہین اسیر یار کی زنجیر زلف مین
اس عاشقی مین کچھ نہین شاہ و گدا کی قید

ڈالا ہی اُسنے یوسف کنعان کو چاہ مین
اُلفت بلا ہی اور ہی اُسکی بلا کی قید

سب کچھ ہی اور کچھ بھی نہین ایک آن مین
عالم کے ساتھ کیون یہ لگا دی فنا کی قید

یہ بھی ہمارا عقدۂ تقدیر ہو گیا
کیا دل جلاتی ہی تری بند قبا کی قید

دل اپنا جس سے چاہینگے بہلائینگے سخن
اسمین نہین کچھ اُس بت نا آشنا کی قید

کچھ دنون اور بھی کرلین شب ہجران فریاد
جب نہین ہم تو کہان اے دل نالان فریاد

تونے صیاد قفس لاکے چمن مین رکھا
اب کرین کیا تیرے شرمندۂ احسان فریاد

خشک ہو ہو کے یہ چیرتے نہین او قاتل
کرتے ہین زخم مرے بہر نمکدان فریاد

ہم ہین عاشق ہمین فریاد و فغان سے کیا کام
بوالہوس کرتے ہین ہو ہو کے پشیمان فریاد

اے سخن آبروے عشق بھی جاتی نہ رہے
زیر لب نالہ ہو اور دلمین ہو پنہان فریاد

ردیف الذال المعجمۃ

سیکڑون باندھے جلابی دیے صدہا تعویذ
کام لیکن نہ کوئی عشق مین آیا تعویذ

حُب کی تاثیر نہ کچھ بغض و عداوت کا اثر
جھوٹ سچ کیا یہ لکھا کرتے ہین مُلّا تعویذ

راس آیا ہی دلا کس کی محبت مین کسے
بھیجا اُسنے مری تسکین کو جو اپنا تعویذ

بے اثر نالہ و فریاد و فغان ہو جب جا
کیا کرے اے دل محروم تمنا تعویذ

کیا سبب آتی ہی کیون بو سے عداوت تسے
سچ کہو آج تمھین کس نے پٹھایا تعویذ

جس پری زاد کو لکھ بھیجا وہ شب کو آیا
نامہ بر خط کو مرے کہتے ہین حب کا تعویذ

دیکھکر چرخ بھی کرتا ہی مہ و مہر نثار
زیب دیتا ہی وہ چھلکے مین تمھارا تعویذ

باغ کو جاتے ہو نرگس کی نہ لگ جاے نظر
پہنو سد کوئی اے گل رعنا تعویذ

جسکو جی چاہے وہی تابع فرمان رہے
کیا نہین ایسا فلیتہ کوئی گنڈا تعویذ

آج ہی فرط مسرت سے عجب حالت دل
جب سے پہنا کے گیا وہ مجھے اپنا تعویذ

صبح ہونے بھی نہ دی شب ہی کو جاتے ہو تو خیر
بھول جانا نہ کہین اے گل رعنا تعویذ

تھی گلے مین کوئی دھجی جو گریبان کی مرے
بدگمانی سے وہ کافر اُسے سمجھا تعویذ

عاشقون مین ہی سخن سب مین زیادہ سیانا
خون دل سے جو لکھا کرتا ہی حب کا تعویذ

ردیف الراء المہملۃ

تمھاری عقل ناقص پر پڑین اہل سخن پتھر
کہان اسکا لب نازک کہان لعل یمن پتھر

اگر تو بد زبان ہی طبع نازک ہم بھی کہتے ہین — لگا عاشق کو باتون کے نہ تو ای دل شکن تھہر
بھلا اُس سنگدل سے کیا بنے ہمسے کہ ہو جسکی — نگہ ترچھی ادا بانکی زبان ٹیڑھی سخن تھہر
نہ کر تو فوج قاتل کام لے تیغ تغافل سے — کہ ہون مین سخت جان میرا ہی ہر عضو بدن تھہر
غرض ہی اُس بت یکتا سے سب کو اپنی ملت مین — مسلمان سنگ اسود پوجتے ہین برہمن تھہر
پہنتا ہون مین یہ پوشاک بھاری جی شر وحشت مین — کہ دو اک ٹانک لیتا ہون میان پیرہن تھہر
وہ دیوانہ ہون مرجاون جو ای بت تیری اُلفت مین — بجاے نعش مرقد مین بھی ہو زیر کفن تھہر
اُنھین پھولون سے بیگانون کے مین بہتر سمجھتا ہون — لگائین گر عوض گل کے مجھے اہل وطن تھہر
سوا سے سنگ طفلان حسین کچھ بھی نہین خواہش — کھلاتے دیکھیے کب تک مجھے دیوانہ پن تھہر
وہ وحشی ہون جو یاد چشم مین صحرا کو جاتا ہون — لگاتے ہین مجھے ڈھیلون سے آنکھون کے ہرن تھہر
عدو جل جل کے سرگرم سخن ہوتا ہی یون مجھسے — شرر انگیز ہو جیسے بعزم سوختن تھہر

ہم اپنی شاعری کا ای سخن جھنڈا وہین گاڑین
کہین جس سرزمین شعر کو اہل سخن تھہر

آئی جب فصل جنون مول منگائی زنجیر — قیس و بے مے کے مجھے اُسنے بنائی زنجیر
آہنی میری پسند اُسکو نہ آئی زنجیر — ڈال دی پاتون مین بنوا کے طلائی زنجیر
عرش اعظم کو ہلا دونگا وہ دیوانہ ہون — زلف جانان کی اگر ہاتھ نہ آئی زنجیر
بیڑیان پاتون سے کیون آج گری جاتی ہین — شاید اُس شوخ نے منت کی بڑھائی زنجیر
مین وہ مجنون ہون کہ مجنون نے مری تربت پہ — چادر گل کے عوض لاکے چڑھائی زنجیر

ایسی تلوون سے لگی ہی کہ جلی جاتی ہی
غُل نہین کرتے یہ دیتی ہی دہائی زنجیر

پا بجولان نکیا عشق نے تنہا مجھکو
اس پری کو بھی تو منت کی پنھائی زنجیر

کس نزاکت سے لگاتے ہین وہ سونے کی گھڑی
زیب دیتی ہی انھین کیا وہ طلائی زنجیر

اچھی تقسیم ہوئی خلعت سودا کی جنون
طوق گردن کو ملا پاؤن نے پائی زنجیر

غُل سے وان ہوش بجا تھے نہ کسی انسان کے
اسی پری جب سے مجنون کو پنھائی زنجیر

بیٹھے زلفون کے تصور مین تو پھر ہل نہ سکے
ہمنے یہ اپنے لیے آپ بنائی زنجیر

چھین کر لاتے ہین مجنون سے زبردستی ہم
پہنے پھرتے ہین سخن اب تو پرائی زنجیر

کرتا ہون جبکہ مین کوئی تدبیر دیکھکر
ہنستی ہی خود مجھے مری تقدیر دیکھکر

آگاہ تھا نہ پہلے مین انجام عشق سے
واقف ہوا ہون قیس کی تصویر دیکھکر

دیوانگی مین قیدی گیسوے یار کو
وحشت زیادہ ہوتی ہی زنجیر دیکھکر

بے چین وہ بھی رہتے ہین اکثر مرے لیے
حیران ہین میری آہ کی تاثیر دیکھکر

سمجھا نہ مجھکو ناصح نافہم بے محل
کرتے ہین بات موقع تقریر دیکھکر

خط مین لکھا ہی تونے کہ ممکن نہین وصال
جی خوش ہوا بہت تری تحریر دیکھکر

کیا جلد اپنا طائر دل ہوگیا اسیر
اک خال زیر زلف گرہ گیر دیکھکر

کیونکر امید وصل پہ خوشدل رہون سخن
ڈرتا ہون حیلہ فلک پیر دیکھکر

نہ جان کی تن کو خبر ہی نہ تن کی جان کو خبر
کسی نے دی یہ مرے قلب ناتوان کو خبر

وہ نازہین کہ اُٹھانے ہر اک کو مشکل ہین
وہ جورہین کہ نہین جنکی آسمان کو خبر

بخار دل کا نکالا کبھی جو فرقت مین
تو ہوگئی مرے نالون کی لامکان کو خبر

نہ اِس طرح سے چھک دم تو لے ذرا بلبل
خدانخواستہ ہوجائے باغبان کو خبر

چلیں تو وعظ مین حورون کا ذکر سننے کو
یہ ہوجائے کہین میرے بدگمان کو خبر

کسی کو کیا نظر آئے نگاہ ناز تری
یہ تیر وہ ہی کہ جسکی نہین کمان کو خبر

پہنچتے ہے ہین وہان جاکے عیش و عشرت مین
ہماری کچھ نہین یاران رفتگان کو خبر

شب وصال مین تم اسقدر نہ گھبراؤ
کبھی نہ ہوگی کسی کے فرشتہ خان کو خبر

خدنگ یار نے سینے کو اِس طرح توڑا
کہ مطلقاً نہوئی میرے استخوان کو خبر

تو جملہ خبر یہ سے کم نہین قاصد
مین ابتدا کہون تجکو ترے بیان کو خبر

تغافل ستم آمیز کا علاج نہین
وگرنہ ہی مری اُس عیسی زمان کو خبر

نہ اِس ادا سے سخنور تھے اے سخن واقف
نہ اِس زمین کی تھی یاران نکتہ دان کو خبر

دو ہاتھ کیا لگائے ہین قاتل اِدھر اُدھر
کروٹ نہ لے سکا ترا بسمل اِدھر اُدھر

دو دو سیاہ آہ دل دردمند ہی
رخسارون پر جو آپ کے ہین تل اِدھر اُدھر

گھیرے ہوئے ہین حسرت و ارمان مرے اسے
گھبرا کے دیکھتا ہے جو قاتل اِدھر اُدھر

اعجاز دیکھ اشارہ انگشت یار کا
شق ہوکے ہوگیا مہ کامل اِدھر اُدھر

کیا شان دلبری ہی وہ جاتے ہین جب کہین
ہوتے ہین ساتھ عارض بیدل ادھر ادھر

یان سد راہ ضعف تو واں خوف اقربا
اب تو عجب طرح کی ہی مشکل ادھر ادھر

بوسہ مین مانگون اور وہ رخصت طلب کرین
کیا لطف ہی کہ دونون ہین سائل ادھر ادھر

لخت جگر ہین راست تو چپ پارہ ہائے دل
سیر چمن کا لطف ہی حاصل ادھر ادھر

کیا جائین یار سیر کو اس حال زار مین
اب ہم نہین ہین پھرنے کے قابل ادھر ادھر

وہ کون سی گھڑی تھی خدایا کہ ناگہان
میرا اور اسکا دل ہوا مایل ادھر ادھر

کیونکر جلین نہ غیر کہ جلنے کی بات ہی
آراستہ ہی آج تو محفل ادھر ادھر

مجھسے تو قطع ربط ہی غیرون پہ لطف ہی
پھر کیون ہی میری جان ترا دل ادھر ادھر

کچھ فکر عاقبت نہین افسوس ہی سخن
کیون کھو رہا ہی عمر کو غافل ادھر ادھر

قابل غور ہی یہ اس بت مکار کا کار
اک ملاقات مین ہوجاتا ہی اغیار کا یار

موسم گل نرہا فصل خزان آتی ہی
حال ہوجائیگا اب بلبل گلزار کا زار

اس نزاکت سے تو ہو گا نہ مرا کام تمام
امتحانا کوئی کر دیکھیے تلوار کا وار

روکے طوفان اٹھاؤنگا مین ان آنکھون سے
دلمین کرتا ہی خلش قلزم زخار کا خار

لخت دل جلد کہین یار کے ہون صرف نثار
یہ اتر جائے مرے دیدۂ خونبار کا بار

منھ نہین پھیرتے تیور نہین میلا کرتے
ہم بھی کیا کھاتے ہین ظالم تری تلوار کا وار

سوزن زر سے رفو کرتا گریبان اپنا
ناصحا مجھکو جو ملتا تری دستار کا تار

قلزم اشک ہوا باعث ہجر جانان — مین رہا وار کا وار اور وہ رہا پار کا پار

شعر کیا یہ نہین کہتا کہ سخن شاعر ہی
کسقدر تجھکو ہی کافر مرے اشعار کا عار

خیر عاشق ہین تمھارے گر ہزار — ہمکو بھی ملجائینگے دلبر ہزار

یہ نہین ممکن وفا مین فرق ہو — ہو جُدا تن سے ہمارا سر ہزار

ای صنم بے خود نہونگا مین کبھی — تم دیے جاؤ مجھے ساغر ہزار

دام سے چھُٹنا ہی مشکل عندلیب — کھول تو منقار سے شہپر ہزار

گردشِ تقدیر بھی کیا چیز ہی — آسمان کو بھی دیے چکر ہزار

فکر یہ ہی تو نہ رسوا ہو صنم — صدمے ہو جائین مرے دل پر ہزار

ایک قطرہ خون کا نکلا جسسے — ٹوٹے جب فصاد کے نشتر ہزار

کون کہتا ہی کہ منعم ہی دنی — پاس ہو گو اُسکے سیم و زر ہزار

یاد رکھ قاتل کہ ہون مین سخت جان — چاہیین میرے لیے خنجر ہزار

تو ہوا آگہ نہ میرے حال سے — سر کو ٹکرایا ترے در پر ہزار

کہیے کیا اُس دل کی حالت ای سخن
جسکے خواہشمند ہون دلبر ہزار

جلوہ فرما ہی وہی انجمن آرا ہو کر — سیر وہ آپ ہی کرتا ہی تماشا ہو کر

در بدر پھرنہ بعبث طالبِ دنیا ہو کر — بیٹھ رہ کوچہ دلدار مین تنہا ہو کر

ہائے اس عشق مین آرام کسی کو بھی ہوا
چین رہنے تو نہ پایا ترے شیدا ہو کر

ہم تو روئے بھی نہ تھے ہجر صنم مین اتنا
خون دل چشم سے کیون بہ گیا دریا ہو کر

راہد اہم وہ نہین عاشق نادان کہ کرین
خواہش خلد برین طالب مولا ہو کر

موت اس جینے سے بہتر ہی ترقی قت مین
کیا رہے ہم جو رہے دہر مین رسوا ہو کر

دیر مین مثل حرم جلوۂ جانان دیکھا
غور جب ہمنے کیا ناصیہ فرسا ہو کر

ہجر مین تھی مری کچھ وصل سے بہتر حالت
آئے کیون آپ یہان مضطرب اتنا ہو کر

کسقدر جلد ترے عشق مین دی جان ہمنے
صورت نقش قدم مٹ گئے پیدا ہو کر

سچ ہی یہ امر کہ حق بات بری لگتی ہی
کیا ہی مارا گیا منصور بھی رسوا ہو کر

وصل سے اسکے ملا رتبۂ معشوق ہمین
قطرہ دریا ہوا خود واصل دریا ہو کر

نظر لطف و کرم مجھپہ بھی ہو جائے صنم
اب یہ آوارہ کہان جائے تمھارا ہو کر

دام مین تیرے گرفتار ہوتے صیاد
پھنسے مرغان چمن زمزمہ پیرا ہو کر

کب گیا دلمین مرے در بنا گوش ترا
خوشنما اور ہوا عرش کا تارا ہو کر

تا بہ لب سینے سے آیا جو کبھی نالۂ دل
رہ گئے دونون ہی عالم تہ و بالا ہو کر

بزم اغیار سہی پھر کے ادھر تو دیکھو
یار انجان نہو تم نہ شناسا ہو کر

عشق خال لب میگون بھی پری رو تیرا
رہ گیا ابتو مرے دلمین سویدا ہو کر

رہنما مجھکو ہوا تیری حقیقت کی طرف
خود گریبان ہی مرا دیدۂ بینا ہو کر

نام لیتے ہو سخن اب بھی تم آزادی کا

قیدی سلسلۂ عشق جنون زا ہو کر

دیا ہی ہمنے اُسکو دل سمجھکر — کریگا دشمنی قاتل سمجھکر
کشیدہ اُنسے ای دل تو بھی رہنا — وہ کھچتے ہین تجھے مائل سمجھکر
بہت اس دشت مین مجنون ہین لیلی — اُٹھانا پردہ محمل سمجھکر
لڑانا آنکھ اُس خورشید رو سے — خبردار اوہ کامل سمجھکر
کہین صدمہ کلائی کو نہ پہونچے — لگانا ہاتھ اوقاتل سمجھکر
عدو کی ضد سے برہم ہوگیا وہ — دیا تھا دل جسے قاتل سمجھکر
رقیبون سے یہان ہی رونق بزم — ہم آئے تھے تری محفل سمجھکر
نہ اُٹھا جب کسی سے بار اُلفت — دیا انسان کو مشکل سمجھکر

سخن ہنس بول لیتے ہین وہ ہمسے
عنایت کرتے ہین بیدل سمجھکر

ردیف الزا المعجمہ

لطف گلشن نہین بھولا ہون مین صیاد ہنوز — سارا نقشہ ہی گلستان کا مجھے یاد ہنوز
کاش پہونچے کوئی ذرہ بھی ترے دامن تک — خاک میری ہی تری راہ مین برباد ہنوز
آہ و نالہ نہین یہ حسن طلب ہی ظالم — خواہش جور مین ہی شکوۂ بیداد ہنوز
موسم گل مین چمن تو نے چھڑایا مجھسے — داغ اسکا تو مرے دل پہ ہی صیاد ہنوز
مر گیا ہو نہ کسی غیر پہ اب فکر یہ ہی — بدگمان قتل پہ بھی مجھسے ہی جلاد ہنوز

نہ رہے چین سے اک جا چمن عالم مین
صورت برگ خزان پھرتے ہین برباد ہنوز

اور سب خاک ہی آنکھون مین ہمارے لیکن
کشور دل ہی ترے ظلم سے آباد ہنوز

اپنے ہی جور پہ نازان ہو کہ بیمثل ہین ہم
تمنے دیکھے نہین شاید ستم ایجاد ہنوز

کون لے آیا اُسے کھینچ کے اے جذبۂ دل
واہوے تھے نہ ہمارے لب فریاد ہنوز

لیجیے حضرت ناصح نے قدم رنجہ کیا
گھر کے باہر بھی گیا ہوگا نہ فصاد ہنوز

پانی بھر لائے نہ کیونکر دہن زخم کہ ہی
لذت بوسۂ تیغ ستم ایجاد ہنوز

دیکھیے جان پہ کس کی یہ بلا لاتا ہی
نہین معلوم ہمین عشق کی اُفتاد ہنوز

نام رہ جاتا ہی دنیا مین وفاداروں کا
ہی سخن ورد زبان قصۂ فرہاد ہنوز

مجھکو یون ہی وہ رشک ماہ عزیز
کہربا کو ہو جیسے کاہ عزیز

کاش کرتا نہ روشناس مجھے
کیون ملا مجھسے میرا شاہ عزیز

مین تڑپتا رہون نہ آؤ تم
نظر آتا نہین بناہ عزیز

مجھکو دیکھو کہ دل دیا مین نے
تمکو ہی مجھسے اک نگاہ عزیز

تیرے بیمار کی یہ حالت ہی
چارہ گر خستہ ہین تباہ عزیز

عرش سے اُٹھتے نہ حضرت موسیٰ
ہوتا اُسکا جو جلوہ گاہ عزیز

چرخ کیا تا بہ لب نہین آتی
دل کو ہی بیکسی مین آہ عزیز

میری پرسش کا دان سبب ہوگا

کیون نہو پھر سخن گناہ عزیز

ردیف السین مہملہ

نکلا ہی خط یار برنگ پر طاؤس
ہی مملکت حسن بچنگ پر طاؤس

داغون سے جو یہ غیرت گلزار بنا ہی
رکھتا ہی مرا دل سر جنگ پر طاؤس

وہ مرہم زنگار ہی اس زخم جگر پر
اڑ جائے جسے دیکھ کے رنگ پر طاؤس

ہی عشق حسینون کا ہر اک بات حسین ہو
ہو داغ بھی دل پر تو برنگ پر طاؤس

وہ زخمی بیکسی ہون کہ کھل جاتا ہی اکثر
ہی پاس بھی رہتا مرے ننگ پر طاؤس

یاد آیا سخن مجھکو خط سبز پری رو
کرتا ہی خلش دلمین خنگ پر طاؤس

یون جگر کا داغ ہی داغ دل مضطر کے پاس
جیسے اک اخگر ہو سوزان دوسرے اخگر کے پاس

بے خبر جز یاد حق دنیا و مافیہا سے ہو
جا کے بیٹھے ایکدم جو اس بت کافر کے پاس

کیون کھنچی جاتی ہی گردن خود بخود قاتل کوئی
کچھ ہی جادو ہی افسون ہی ترے خنجر کے پاس

اسکی سائے سے خدا چاہے تو بچ جاؤن پرے
مور کو رکھ دیکھ تو میرے تن لاغر کے پاس

چال پر موقوف کیا ہی اک قیامت کے لیے
کیا نہین ہی اور کچھ اس فتنۂ محشر کے پاس

تھے جو ارمان وصل مین وہ کر دیے تم پر نثار
اور تو اب کچھ نہین ہی میرے دل مضطر کے پاس

بیخودی مین آگیا تھا اسکی زلفون کا خیال
ورنہ وہ نسیم سخن جاتا ہی کون اڑ کے پاس

ردیف شین معجمہ

جلوہ گر کس کی ہی قاتل تری تلوار مین لاش
جسکی پرتو سے ہی آئینہ رخسار مین لاش

ہاتھ دنبل مین لگائے تو صفائی نہ رہی
لطف یہ ہی کہ گرے ایک ہی تلوار مین لاش

ناتوانی سے ہوا ہو گیا مین تیر کے ساتھ
ڈھونڈھی قاتل نے تو پائی لب سوفار مین لاش

خواب مین دیکھا تھا قاتل نے پاتے ہاتھون سے
اب تک آتی ہی نظر دیدۂ بیدار مین لاش

مجرم عشق کی کیا خوب سزا کی تونے
بیٹھے جی اسکی جو چنوائی ہی دیوار مین لاش

بند آنکھین نہ کر دیارو نہ تم دفن کرو
یونہین رہنے دو مری حسرت دیدار مین لاش

بیگناہی پہ مری روئی ہین حورین دریا
بہتی پھرتی ہی مری قلزم زخار مین لاش

مرگ کے بعد یہ کیون دفن پہ لڑتے ہین حسین
پڑ گئی ہاے یہ کس مفت کی تکرار مین لاش

تاکہ ہو جاے ستمگر ترا بسمل ٹھنڈا
رہنے دے اپنے ذرا سایۂ دیوار مین لاش

امتحان عشق کا ہی سخت کہ اک مدت تک
رہی بے گور و کفن قیس کی کہسار مین لاش

بعد مردن بھی خدا جانے سزا کیا دیگا
آگئی گر کہین دست بت خونخوار مین لاش

مین سمجھتا ہون لگی اسکی ٹھکانے مٹی
دفن ہو جسکی سخن کوچۂ دلدار مین لاش

کچھ اندنون ہی مجھسے مرا گلعذار خوش
جسکی خوشی سے مین بھی ہون لیل و نہار خوش

ہی رشک یہ کہ کون سی بات اسکو بھا گئی
آئینہ دیکھکر جو ہوا وہ نگار خوش

ہوتا ہی جبکہ رنج تو دل مانتا نہین
باتون سے کوئی دل کو کرے گو ہزار خوش

عادت جو میرے رونے پہ انکو ہنسی کی ہی
ہین دیکھکر وہ گریۂ ابر بہار خوش

رنج والم نہ جائینگے جبتک ہو دم مین دم | جان نذر کرکے ہوگا ترا جان نثار خوش

رویا مین اپنا جلوہ دکھایا ہی یار نے
دنیا مین ہم ہوے ہین سخن ایکبار خوش

ردیف الصاد المہملۃ

میرے ہی واسطے ہین یہ خنجر علی الخصوص | قاتل مین جان دونگا اسی پر علی الخصوص
کردے کسی کی چال قیامت بپا وے | رفتار مین اسی کے ہی محشر علی الخصوص
یون گالیان تو دیتے ہین عاشق کو برملا | لیکن ہمین وہ دیتے ہین ہمکر علی الخصوص
تیرا غم فراق ہی سبکو علی العموم | عاشق ہین ہمکو سب سے ذرا بڑھکر علی الخصوص
جان و دل وجگر کا وہی حال ہی سخن | بے چین ہی ہر بست دل مضطر علی الخصوص
اس سادگی مین تم پہ کرورون بناؤ ہین | کیا کیجیے جب پہنتے ہو زیور علی الخصوص

پائی سخن غزل کے لیے صاد کی ردیف
اخلاص و حیص بیص سے بہتر علی الخصوص

ردیف الضاد المعجمۃ

غرض کسی سے نہین ہی مجھے خدا سے غرض | اور سب سے بعد اگر ہی تو مصطفےٰ سے غرض
یہی ہی رسم محبت زمانے مین اب تو | وہ آشنا ہی کہ نکلے جس آشنا سے غرض
الٰہی مجھکو کسی کا نہ کیجیو ممنون | نہ نکلے میری کسی دوست آشنا سے غرض
جواب خط نہ سہی ہوے زلف لاتی ہی | اسی لیے ہی مجھے نامہ بر بلا سے غرض

عدو کو دیکھ کے شرما گئے قدم نہ اُٹھا
یہان تو مٹ گئے ہم آپکی حیا سے غرض

کسی کی یاد مین ہر وقت مست رہتا ہون
مجھے نہ رند سے مطلب نہ پارسا سے غرض

مطیع و تابع فرمان ہو دل کے لینے تک
پھر اسکے بعد نہین تمکو مبتلا سے غرض

سوال بوسے کو رد کیجے خیر ای شہِ حسن
کبھی تو آپ کی بھی ہو گی مجھ گدا سے غرض

غرض کسی سے نہ رکھی فراق دائم مین
تمام عمر رہی آہ نارسا سے غرض

تمھاری تیغ تغافل سے مر گئے صدہا
ہزارون مار لیے تمنے اس ادا سے غرض

وفا شعار پری وش سے دل کو بہلایا
نہ رکھی ہمنے کبھی یار بیوفا سے غرض

غزل سے ہمکو ہے اپنا نشاطِ دل منظور
کسی کی واہ سے مطلب نہ مرحبا سے غرض

سخن جہان مین بس تم الگ ہو سب سے
نہ کام غیر سے رکھو نہ آشنا سے غرض

ردیف الطاء المہملۃ

سچ کہا کرتے تھے اس لیت کو احباب غلط
فی الحقیقت ہی یہ سب عالم اسباب غلط

ہو گئے ایسے ہم ای قاصد بیتاب غلط
جاے القاب لکھا یار کو آداب غلط

اُڑ رہے ہین یہ ہمارے شررِ آتشِ دل
لوگ سمجھے ہین انھین کرمکِ شب تاب غلط

بیوفا آکے کسی دن تو ہو میرا مہمان
وعدہ کرتے نہین احباب سے احباب غلط

واعظو آپ ذرا اپنے بیان کو سمجھو
مین تو کہہ سکتا نہین از رہِ آداب غلط

کز لبِ شوق سے رندون نے کیا محو اسے
جسقدر پایا خطِ جامِ مے ناب غلط

گر نہو دلمین ترے اُس بت یکتا کا خیال — ہے عبادت تری اے زاہد کذاب غلط
ہجر مین رات کو رو رو کے بسر کرتے ہین — غم غلط ہوتا نہین کیونکہ نہو خواب غلط
وعدۂ شب تو کیا آپ نے ہے لیکن — یہ بھی اے غیرتِ خورشید جہانتاب غلط
پھینک دو نگاہ مین ابھی چیر کے پہلو تجکو — بیقراری جو ہوئی اے دلِ بیتاب غلط
گر یہ چشم ہوا باعث جوشِ دریا — یہ مرے اشک کا طوفان ہے سیلاب غلط
خاطرِ سنجدہ و آہ شرر افشان کے حضور — داستان برق کی اور قصۂ سیماب غلط

یار کا وصل ہو دیکھا ہے خیال یوسف
اے سخن ہوگا نہ میرا یہ کبھی خواب غلط

تجھکو کیسے گلِ شاداب غلط — آب ہے گل مین گر تاب غلط
دل کے دینے کو کیا ہمنے قبول — ہے تمھارا مگر ایجاب غلط
مدد اے خضر بیابانِ جنون — لے چلا پھر دلِ بیتاب غلط
مجھسے پوچھے جو وہ احوال مرا — سچ کہون یا دلِ بیتاب غلط
معنیِ لفظِ رضا و تسلیم — جانتے ہین مرے احباب غلط
تاب نظارۂ رخ کی تیرے — لائے خورشیدِ جہانتاب غلط
وعدۂ وصل ہو غیرون سے صحیح — ہمسے ہو اے گلِ شاداب غلط
بیوفا خط مین لکھا ہے اُسکو — وہ نہ سمجھے کہین القاب غلط
شکوۂ جور بتان کیا معنے — اور وہ بھی دلِ بیتاب غلط

کتنی مہمل ہی سخن آپ کی طرز
بیٹھے کہتے رہو اجواب غلط

معشوق بھیجتے ہین مجھے چار سو سے خط
آیا ہی اک پری کا ابھی لکھنؤ سے خط

لایا اگر جواب تو انعام پائیگا
قاصد لکھا ہی آج بڑی آرزو سے خط

کیا جانے کیا خیال مرا اُسکو آگیا
پڑھوا کے رو دیا وہ ستمگر عدو سے خط

شاید وہ مہربان ہوا کر وفا کی بو
بھیجا ہی لکھ کے اس لیے اپنے لہو سے خط

مین نے ہی دیکھتے ہی سخن چاک کر دیا
لکھوا کے بھیجا اُسنے جو مجھکو عدو سے خط

ردیف الطا المعجمہ

عبث ہی ہم گنہگاروں سے تیری گفتگو واعظ
پڑھا تو نے نہین قرآن مین کیا لاتقنطوا واعظ

بھرا آتا ہی دل جوش محبت مین ندامت سے
نکر تو رحمت خالق مین ہمسے گفتگو واعظ

کرین ہم حضرت بادہ مین کس سے بحث اے رندو
کہ دشمن محتسب نا آشنا زاہد عدو واعظ

خدا کے واسطے کر مختصر دوزخ کے قصے کو
بجاے اشک اب آتا ہی آنکھون سے لہو واعظ

تجھے تو خاک بھی بہرہ نہین آداب مجلس سے
کہ چھو لیتا ہی میرے جام کو تو بے وضو واعظ

کسی زاہد کو باغ سبز دکھلا اپنی باتون کا
یہان عاشق ہین جنت کی نہین ہی آرزو واعظ

ہوا ہی اب تو مجمع بے طرح رندان میکش کا
خدا مجلس مین رکھے آج تیری آبرو واعظ

سوالون کا ہمارے تم جواب اُسوقت دے سکتے
کتابون کے عوض پہلے مین گر ہوتے سبو واعظ

کیا کرتے ہو اکثر ذکر حور و جنت و کوثر
چلوگے آج جلسہ ہی کنار آب جو واعظ

پرانے قصے جنکی اڑ چکی ہین دھجیان یارو
اب اُنہین تارسے باتون کے کرتا ہی نمود واعظ

نہوتا دشمن مذہبی تو شاعر ہجو کیون کرتے
ہوا باتون سے اپنی آپ رسوا کو بکو واعظ

معاذ اللہ سوال حرمت مے پر بگڑتا ہی
نہ دیکھا آج تک ہمنے تو ایسا تند خو واعظ

سخن یہ چھیڑنے کو گفتگوے شاعرانہ ہی
وگرنہ میرا ایمان ہی مے دل کی آرزو واعظ

ردیف العین المهملة

اے گل بہار باغ ہی دور خزان شمع
رنگ سحر منا یگا نام و نشان شمع

بلبل جہان مین ہی سبب افتخار گل
پروانہ باعث شرف دودمان شمع

سوز درون و گریہ سے مین بھی مون صبح تک
مانند اشک ہمسفر کاروان شمع

تم دیکھنا کہ وقت سحر خاک بھی نہین
یہ حسن ایک رات کا ہی مہمان شمع

پاس خموشی شورتپش مین بھی ہی وہی
بجھی نہین کسی نے ادائے فغان شمع

جلنے کے واسطے اسے آزاد کردیا
رکھا فلک نے قید سے خالی مکان شمع

بجھونہ بیقراری شعلہ پہ ہی وشو
ہی ماجراے عشق مرا بر زبان شمع

شب بھر مین خود جلے کہ جلاے کسی کو وہ
کوتاہ کسقدر ہوئی عمر رواں شمع

میرا اور اسکا ایک سا سوز و گداز ہی
میرے سوا نہین کوئی ہمداستان شمع

وہ ہنس رہے ہین ہاے رقیبون سے بزم مین
مین جل رہا ہون سامنے اُنکے بسان شمع

میرے سیاہ خانہ مین آتے جو ہو کبھی
ہوتا ہی فندقون پہ تمھارے گمان شمع

پروانے چند بزم مین تھے وہ بھی جل بجھے
باقی رہا نہ کوئی بھی اب نوحہ خوان شمع

ایسی ہوئی فنا غم جانان مین ای سخن
تا صبح پھر کسی نے نہ پایا نشان شمع

ردیف الغین المعجمۃ

فروغ پائے بھلا کیونکہ پیش یار چراغ
قمر کے سامنے ہوتا ہی بے وقار چراغ

نہین ہی غم کہ دل داغدار رکھتا ہون
سر مزار نہو ہی تہ مزار چراغ

سیاہی شب غم کا اثر یہان تک ہی
کہ وصل مین بھی ہوا اُنکو ناگوار چراغ

وہ تفتہ دل ہون کہ مر کر بھی کام آؤنگا
بنائینگے مری مٹی سے بھی کھارہ چراغ

خیال زلف صنم مین ہی داغ دل بے نور
کہ جس طرح سے فروزان ہو پیش مار چراغ

سمجھ کہ قبر کے اندر بھی نور ہی اسکی
نظر جو آئے کسی کے سر مزار چراغ

سخن دھوین سے مرا گھر سیاہ ہو جائے
جلاون مین جو کبھی تیرہ روز کار چراغ

گرمی تمھاری دیکھ کے غیرون سے کھائے داغ
گھر سے تمھارے آئے تو گویا کہ آئے داغ

داغون پہ داغ اور دیے تنے جلے داغ
دل کے مرے پھر ہرے بھی ہونے نہ پائے داغ

شمع و چراغ و لالہ و طاؤس ہین خجل
ایسے تمھارے عشق مین ہمنے بھی کھائے داغ

وہ نئی ہی اب نہین ہی کہ تجھکو دکھاون مین
دل کو جلا گیا تری فرقت کا ہائے داغ

تجھکو جو امتحان مرا منظور ہو صنم | گل کھاؤن اور مین تری خاطر بجاے داغ

بلبل کو عشق گل مین مزا کیا ملے سخن
کیا جانے جسنے سینے کے اوپر نہ کھائے داغ

ردیف الف

سب ہو گئے ہو کیون اسی عیار کی طرف | کوئی تو بولو میرے دل زار کی طرف

دیکھی نہ آکے سینہ پر داغ کی بہار | گذرے نہ تم کبھی مرے گلزار کی طرف

یہ رشک کیا ہی کم کہ وہ ظالم مرے لیے | جاتا ہی بہر قتل جو اغیار کی طرف

قاصد کا اور صبا کا مجھے انتظار ہی | ہر دم نگاہ ہی در و دیوار کی طرف

کیا بات کوئی ناصح مشفق سمجھ مین آئے | دل تو لگا ہوا ہی مرے یار کی طرف

مرتا ہی عشق گیسوے دلدار مین قریب | ناظر زحل ہی طالع اغیار کی طرف

تیور بدل گئے وہین اس بدمزاج کے | دیکھا جو مین نے ابروے خمدار کی طرف

کعبے کا عزم اور کسی سال ہو تو ہو | جاتے ہین ابتو کوچۂ دلدار کی طرف

وہ دن خدا دکھائے مجھے بھی کہ محتسب | آئے ذلیل خانۂ خمار کی طرف

تقدیر ہی مین کفر ہو واعظ تو کیا کرون | کھچتا ہی دل اسی بت عیار کی طرف

آنکھین نکال لونگا مین نرگس تری ابھی | ڈالی نگہ جو یار کے رخسار کی طرف

اچھی نہین ہین آپ کی یہ بدمزاجیان | ہمسے بگڑ کے ہوتے ہو اغیار کی طرف

ہمراہ مثل بو سخن ناتوان بھی ہی

چل اے نسیم کوچۂ دلدار کی طرف

ردیف القاف

شفاے امراض قلب بے جان بنام حضرت قیام اصدق

دواے درد دل پریشان کلام حضرت قیام اصدق

قبول کرے وہ جان عالم تو پھر اسے ہو جہان مین کیا غم

نہو وہ رتبے مین شاہ سے کم غلام حضرت قیام اصدق

جنھون نے حضرت سے کی ہی بیعت ملی انھین دو جہان کی نعمت

ہوئے وہ سب سے بلند رتبت غلام حضرت قیام اصدق

زبان نے دل سے مزا جو پایا دہن کے بوسون سے لطف اٹھایا

مری زبان سے بہون تک آیا جو نام حضرت قیام اصدق

جنھین ہی قرب خداے اکبر مراتب انکے ہین سب سے برتر

سمجھ کہ ہی عرش سے بھی اوپر مقام حضرت قیام اصدق

یہی دعا ہی یہی تمنا رہے سخن پر ہمیشہ سایہ

الٰہی ہو تا قیام دنیا قیام حضرت قیام اصدق

اسقدر ہی مجھے اندیشۂ آلام فراق — کانپ جاتا ہون جو لیتا ہون کبھی نام فراق

عید کے دن سے زیادہ ہی ترا روز وصال — کم نہین صبح قیامت سے تری شام فراق

روح کرتی ہی جدائی کا ارادہ تن سے — سوچتا ہون مین کبھی دل مین جو انجام فراق

سیکڑون پھنسکے پھر کے ہین امید وصال | تیرے وعدون نے بچھایا ہی عجب دام فراق
ای صنم جلد خبر عاشق ناکام کی لے | ابتو کٹتے ہین بڑے رنج سے ایام فراق
دیکھیے ملتا ہی کیا ہمکو بدولت اسکے | سنتے آتے ہین کہ ہی وصل ہی انجام فراق

دوست کے وصل سے دلشاد سخن آپ ہین
دشمنون کے لیے دنیا مین ہوا آلام فراق

تجھسے ہی ای مہر انور دھوپ سونے کا ورق | چاندنی چاندی کا پتر دھوپ سونے کا ورق
حسن سے تجھ بجائے بھی گر دھوپ سونے کا ورق | کیا خجل ہو تجھسے بنکر دھوپ سونے کا ورق
اٹھ گیا تو صبح کو لیکن ابھی تک ای صنم | ہی مرے بالاے بستر دھوپ سونے کا ورق
کیمیا گر ہی تمھارا حسن جسکے فیض سے | رہ گئی بنکر زمین پر دھوپ سونے کا ورق
رے و آتشناک سے قاتل کے تیرے وقت ذبح | بنگئی اللہ اکبر دھوپ سونے کا ورق
راہ مین بھی تیرے اعجاز رخ پر نور سے | بنتی جاتی ہی برابر دھوپ سونے کا ورق
عکس رخ سے تیرے او قاتل عجائب سیر ہی | چاندنی ہی آب خنجر دھوپ سونے کا ورق
بعد بارش ہر جگہ قوس قزح کے سامنے | کیا نظر آتی ہی کافر دھوپ سونے کا ورق
ہاے ضد کیسی ہی یہ تمھین ہی کس کا اختیار | کیونکہ بجائے ستمگر دھوپ سونے کا ورق
پرتو رخسار جانان سے نظر آئی ہمین | اسکی دیوار چمن پر دھوپ سونے کا ورق
چارہ گر مرتا ہی جو اسکے طلائی رنگ پر | ہین جواہر اسکو پتھر دھوپ سونے کا ورق
چرخ کو زینت مکان کی آپ کے منظور ہی | اسلیے پڑتی ہی بنکر دھوپ سونے کا ورق

یہ تو بتلاؤ کہ آخر کس مرض کی ہی دوا
ہمنے مانا ہی سراسر دُھوپ سونے کا ورق

مے تو پی زاہد ابھی تیری نظر کے سامنے
دیکھ بنجاتی ہی کیونکر دُھوپ سونے کا ورق

باعثِ تزئینِ مجلس ذکرِ مے ہی زاہدا
دیکھ ہی بالائے منبر دُھوپ سونے کا ورق

چاندنی کی کیا حقیقت پائے جو تجھسے فروغ
ہو مقابل تجھسے بنکر دُھوپ سونے کا ورق

کیا لطافت ہی نقاب اُٹھتے ہی رخ سے گئی
تیرے عارض پر سمٹ کر دُھوپ سونے کا ورق

سامنے رخسارِ جانان کے یہ چارون ہین خجل
ماہ کامل مہرِ انور دُھوپ سونے کا ورق

جنبشِ طرفِ نقابِ روے قاتل سے سخن
بنکی ہی زیرِ خنجر دُھوپ سونے کا ورق

جنکے دلون مین فرق ہو اُنکی زبان مین فرق
ظاہر پرست یار کے ہوگا بیان مین فرق

بیداد گر پھریگا نہ مُنھ تیغ سے مرا
ڈالونگا مین نہ عشق کے نام و نشان مین فرق

عاشق کے بھی مزاج کا ویسا ہی حال ہی
موسم کا جس طرح ہو بہار و خزان مین فرق

ثابت قدم وفا مین ہونگا مین تا برگ
کیا دخل ہی جو آئے مرے امتحان مین فرق

رشک و حسد کی اصل ہین خوبان ماہ وش
یہ لوگ ڈالتے ہین دلِ دوستان مین فرق

جنت نشان واقعی اُسکی ہی سرزمین
اقلیم سبعہ اور ہی ہندوستان مین فرق

جو حسن اسمین دیکھتے ہین یان بھی ہو وہی
کیا ہی تمھاری مانگ مین اور کہکشان مین فرق

بھاگے نہ کیون کمان سے کماندار تیر ا تیر
بے شبہہ ہی طبیعت پیر و جوان مین فرق

کام آپڑا ہی اُس بُت سفاک سے مجھے
ڈالا ہی جس نے خلق کے امن و امان مین فرق

اُسکی اُمید وصل پہ جیتا ہون اے سخن
اب تک تو کچھ نہین مرے تاب و توان مین فرق

ردیف الکاف المہملۃ

شام سے نالے مین کرتا ہون سحر ہوتے تک
یہ بھی سودا ہی تری زلف کے سر ہوتے تک

کسکو دیکھون ترے اے رشک قمر ہوتے تک
تو رہیگا مری آنکھون مین نظر ہوتے تک

صدقے ہو جائینگے قد مو نپہ ترے او قاتل
بچگے گر تری شمشیر کے سر ہوتے تک

تجھسے اور شمع سے تشبیہ مناسب ہی کہ وہ
سیکڑون رنگ بدلتی ہی سحر ہوتے تک

برق وش تو ہی تو ہی تجھسے بھی کم فرصتِ عمر
کیا رہیگا تری غفلت پہ نظر ہوتے تک

شب کو تھا بزم مین دعوای تقابل تجھسے
کھل گیا رنگ قمر کا بھی سحر ہوتے تک

بیخودی نے مجھے شکوے سے بھی رکھا محروم
اُٹھ گئے پاس سے وہ مجکو خبر ہوتے تک

مزرعِ دل مین ترا تخم محبت بویا
دیکھین کیا رنگ یہ لاتا ہی شجر ہوتے تک

کیا ہی عیار ہی کافر کہ عیاذاً باللہ
دل رہا پہلو مین بس ایک نظر ہوتے تک

تو بو مطلب نہین کوچے سے تمھارے ورنہ
غیر کا دخل نہ تھا اپنا گذر ہوتے تک

اے سخن یارنے کل مجھکو سرافراز کیا
پانون دبوایا کیا مجھسے سحر ہوتے تک

زلف و ابرو ے صنم ہین یہ ہم چارون ایک
ایک مین اور یہ مین بہر ستم چارون ایک

جادۂ فکر و رہِ فقر و فنا منزلِ عشق
غافلو ہین یہ رہ ملک عدم چارون ایک

مین بھی دنیا مین عجب طرح بسر کرتا ہون
ہی مجھے عیش و خوشی حزن و الم چارون ایک

جستجو سبکہ ترے ہی تو ہی میرے نزدیک
مسجد و دیر و کلیسا و حرم چارون ایک

صاحب ختم رسل رکن رکین اسلام
اہل ایمان کو ہین یہ اہل کرم چارون ایک

عارف و سالک و باقر سخن خستہ جگر
وضع رکھتے ہین سخن مین یہ اہم چارون ایک

آج کچھ اور ہی جناب کا رنگ
دیکھیے روے پر عتاب کا رنگ

چشم مد دور یار کی رنگت
شیشہ مین جسطرح شراب کا رنگ

کیا ہی زیبا ہی روے انور پہ
ہلکا ہلکا سا یہ نقاب کا رنگ

حسن مین کیون نہین ہی لطف مگر
اور ہوتا ہی وہ شباب کا رنگ

پون ہی جسم اسکی کا سرخ و سفید
جیسے کپڑے پہ ہو شہاب کا رنگ

کھائین دھوکا نہ تشنہ لب کیونکر
ایک ہی آب اور سراب کا رنگ

چل کے ساقی کو دو مبارکباد
دیکھو تو میکشو سحاب کا رنگ

سرخ ڈورے نہین وہ آنکھون مین
نہ جا آج کچھ شراب کا رنگ

دیکھکر اے سخن نہ ڈرنا تم
یار کے روے پر عتاب کا رنگ

ردیف الالام

مرتے دم کی ہی یہی ایک وصیت قاتل
اپنے کوچے مین بنانا مری تربت قاتل

جس جگہ ہی ترے مقتول کی تربت قاتل
لوگ آتے ہین وہان بہر زیارت قاتل

مر گیا اپنے نہ مرنے پہ ترے ہاتھ سے مین
ہو گئی میرے لیے میری ندامت قاتل

دیکھ کس شوق سے زخمون نے مرے چوما ہی
سرخ ایسی تھی کہان تیغ کی رنگت قاتل

تو کہ گئے ہاتھ کھنچی تیغ نہ مطلق تجھسے
کی نزاکت نے تری میری شفاعت قاتل

تو گلا کاٹنے بیٹھا ہی مرے سینہ پر
اتنی صحبت ہی تری مجکو غنیمت قاتل

جسنے دیکھا تجھے وہ مر گیا تیرے اوپہ
کیا بنائی ہی خدا نے تری صورت قاتل

مار رکھتا ہی ترا لطف سے باتین کرنا
تو ستمگر ہی تو ہی تیری عنایت قاتل

صدمے سہتے ہین مگر مُنہ سے نہین کچھ کہتے
ہی مرے زخمون کو بھی ضبط کی عادت قاتل

سخت مشکل ہی کہ فریاد کرون یا نکرون
روح سے شرم ہی اور تجھسے ندامت قاتل

مجھکو کرتا ہی ترا شکوہ بیداد خجل
یاد آتی ہی جو اُسدم تری صورت قاتل

اک غزل اور سخن سے دم آخر سُن لے
دیکھ تو اُسکی ذرا طبع کی جودت قاتل

مخلصی ہو مجھے اس قید سے کیونکر قاتل
خوب مضبوط ہی زنجیر مقدر قاتل

دست نازک کو ندے رنج گرانبار کہ ہی
تیرا انداز تغافل مجھے خنجر قاتل

عرصہ حشر مین کافی ہین شہادت کے لیے
جسقدر ہین تری شمشیر کے جوہر قاتل

بیگناہی پہ مری دیکھ کے کس حسرت سے
دیکھتا ہی تجھے تر دیدہ جوہر قاتل

مر نہ جاتے نگہ لطف پہ اُسکی اب تک
جیتے کس طرح جو ہوتا نہ ستمگر قاتل

آئنہ دیکھ کے میلا ترا تیور ہو ہوا
قبر مین کانپ گئی روح سکندر قاتل

صورت زخم کبھی منہ نہ پھریگا تجھسے
تجھپہ مرجائینگے صدقے ترے ہو کر قاتل

اپنا انداز غضب قہر و ستم کی چتون
دیکھ لینے دے ٹھہر جا ذرا دم بھر قاتل

آزمائے تو مرے جسم پہ سارے ہتھیار
تیغ تلوار تبر نیچہ خنجر قاتل

دونون ابرو کے اشارے مرے دل پر اچھا
ایک ہی زخم پہ دو وار مکرر قاتل

دہن زخم سے بسمل کے صدا آتی ہی
ہائے سفاک جفا پیشہ ستمگر قاتل

نامۂ شوق شہادت پہ لکھون کیا قاصد
یار عیار جفا کار کہ دلبر قاتل

جس جگہ قتل ہوا عاشق جانباز تو وان
روح آتی ہی تجھے ڈھونڈھنے اکثر قاتل

سن چکا حال سخن قتل مین اب دیر ہی کیا
کام کر جلد کہ ہی وقت بھی آخر قاتل

الفت پری وشون کی ستم ہی برا دل
اللہ ان بتون سے ہمارا بچاے دل

کانپی زمین فرشتے بھی تھرا کے رہ گئے
پہونچے جو آسمان پہ مرے نالہاے دل

آنکھون مین ہی کبھی کبھی زلف صنم مین ہی
یہ منزلت ہی عشق مین کسکو سواے دل

دل اپنا تیر لگتے ہی خون ہو کے بہ گیا
سینے مین ہی مگر ترا پیکان بجاے دل

او بدشعار ضبط کو میرے خیال کر
یہ بھی کبھی زبان سے نہ نکلا کہ ہاے دل

پاس وفاے عاشق شیدا ضرور ہی
سن لیجیے کبھی تو صنم ماجراے دل

تیر نگاہ مین بھی تمہارے وفا نہین
ہی مونس جگر تو کبھی آشناے دل

چھیڑو بہت نہ اسکو کہ نازک مزاج ہی — بیزار تمسے دیکھو کہین ہو نہ جائے دل
کیونکر کہون کہ تم پہ نہین اعتما دکچھ — کہہ دوگے مدعی سے مرا مدعا ے دل
قصہ بہت طویل کہانی دراز ہی — ہمدم سنائین کیا تجھے ہم ماجراے دل
تھا باغ آرزو مین یہ پہلے مثال گل — سب خار تھے نظر مین ہماری سوائے دل
بلبل ہوا پھر اک گل خندان کو دیکھکر — کیا نغمہ سنج درد تھی کچھ دن نوائے دل
قمری بنا کبھی وہ کسی سرو ناز کا — کوکو کی تھی صدا وہ نہ تھے خندہ ہاے دل
پھر اک نگار آفت جان پر ہوا نثار — نازل ہوئی پھر ایک مصیبت برائے دل
پھر اک پری کو دیکھ کے دیوانہ بنگیا — جانے لگے فلک پہ مرے نالہاے دل
پھر اسکو دیکھ بزم مین ہونے لگے بلند — سوز درون سے شمع صفت شعلہ ہاے دل
چنگاریان اڑین تو وہ پروانے بنگئے — ہر دم نثار یار تھے باصد ہواے دل
کچھ جل کے خاک ہوگئے کچھ شعلے بنگئے — وہ ابتداے دل یہ ہوئی انتہاے دل
ڈھونڈھوگے اب تو پاؤگے گرد ملال مین — تھوڑی سی آگ سینے کے اندر بجاے دل

اب ہوگئی شراب محبت دو آتشہ
دل اسپہ ہی فدا تو سخن ہی فداے دل

ردیف المیم

شام غریبی ہو مے محمد صلے اللہ علیہ وسلم — صبح وطن ہی روے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
کیون نہ جھکین ہم سوے محمد صلے اللہ علیہ وسلم — مثل خدا ہی خوے محمد صلے اللہ علیہ وسلم

دیکھا جمال خدائے جہان کا پردہ اٹھا راز نہان کا
جسنے دیکھا روے محمد صلے اللہ علیہ وسلم

سبکی زبان پر تا بقیامت جاری رہیگا قد قامت
عشق قد دلجوے محمد صلے اللہ علیہ وسلم

خضر طریق حق نہو کیونکر جس سے دماغ جان ہو معطر
پیرہن خوشبوے محمد صلے اللہ علیہ وسلم

ہی جو ازل سے شوق لقا کا ہاے سخن اب ہی یہ تمنا
خواب مین دیکھون روے محمد صلے اللہ علیہ وسلم

تم کرو جو کچھ طلب ای سیمبر دیدینگے ہم
دل پہ کیا موقوف ہی جان و جگر دیدینگے ہم

خنجر قاتل رکیگا گر ہمارے قتل مین
نیمچہ ایک اور اسکو تیز تر دیدینگے ہم

دل جو اس بے مہر سے مانگا تو یون کہنے لگا
جاؤ بھی گھبرا گئے کیون اسقدر دیدینگے ہم

لائیگا میرا جواب خط تو پھر انعام مین
جان تک اپنی تجھے ای نامہ بر دیدینگے ہم

دل ندینے پر ہوئی کیون خاطر اقدس ملول
پھر گئی اتنے مین کیون ہمسے نظر دیدینگے ہم

فکر بے حاصل ہی درمان بے اثر ہو جایئے
ٹانکے زخمون مین خود اپنے چارہ گر دیدینگے ہم

پائی ہی اک چیز ہمنے بھی تمہاری رات کو
دل تو کہتا ہی نہ دین تکو مگر دیدینگے ہم

روٹھ کر جانا کچھ ایسی دل لگی بازی نہین
تیرے قدمون پر ابھی دم بھر مین سر دیدینگے ہم

سوچتا ہون جبکہ دیکھون کب وہ آتے ہین یہان
دل یہ کہتا ہی سخن تجھکو خبر دیدینگے ہم

دل ہی وابستہ تری زلف رسا سے ظالم
مجھکو سودا ہی مگر تیری بلا سے ظالم

مرض عشق مین تدبیر سے کیا ہوتا ہی
کون امید ہی صحت کی دوا سے ظالم

میرے قاصد کا گمان ہوتا ہی اکثر اسکو
اسلیے مُنھ وہ چھپاتا ہی ہوا سے ظالم

وہ معما وہن تنگ ہی تیرا کہ کبھی
حل مطالب نہون جسکے شعرا سے ظالم

جان عاشق گذر جاتے ہین صدمے لاکھون
اسقدر شوق ہی کیون جور و جفا سے ظالم

بے گنہ قتل مجھے تونے بہ ظاہر نہ کیا
مار رکھا ہی مگر ناز و ادا سے ظالم

نہ محبت نہ مروت نہ کچھ اُلفت کی نگاہ
شوق ہی تجکو مگر جور و جفا سے ظالم

تیغ ابرو سے اگر بچگئے کچھ دن تو کیا
تیر مژگان بھی تو ہین خون کے پیاسے ظالم

دیکھتے ہی مجھے وہ طرفہ ستم کرتا ہی
پھیر لیتا ہی نگہ شرم و حیا سے ظالم

دیکھون تجکو دم نزع اگر ہا لین پر
مجھکو پھر خوف نہو اپنی قضا سے ظالم

حوصلہ ظلم کا تھا مشق بھی کرکے مجھ پر
ہو گئے تم بھی تو اب فضل خدا سے ظالم

مرکے مین خاک بھی ہو جاؤن تو مانند غبار
روح لپٹے ترے دامان قبا سے ظالم

سخن خستہ جگر وصل سے ناکام رہا
ظلم کی تیرے ہی فریاد خدا سے ظالم

عشرت و آرام و راحت سے ہوئے بیزار ہم
غم ہمارا دوست غم کے ہو گئے غمخوار ہم

پائی ہی جب سے اجازت طوف کوے یار کی
آپ اپنے ہو گئے ہین وا لہ و فتار ہم

بل کی لے ہسے نہ تو ہکو سمجھکر ناتوان
مار رکھینگے تجھے او گیسوے خمدار ہم

تندرست ہین لیکن نہین ہی ظاہر اکوئی مرض
تیری آنکھون کی طرح برسون سے ہین بیمار ہم

نیم باز آنکھون کا تیری خواب مین بھی ہی خیال
آج کل رکھتے ہین اے جان طلع بیدار ہم

یہ سُنا کر ٹال دیتے ہین دلِ مشتاق کو
حشر مین دکھلائینگے اُسکا تجھے دیدار ہم

بنکے شکلِ یاس سارے دن ڈراتی ہی مجھے
رات کو رہتے ہین جس امید پر بیدار ہم

اپنے ہی دل کو کہ تیرے حُسن کا آئینہ ہی
کرتے ہین ای جان شب فرقت مین کیا کیا پیار ہم

اِسقدر بے چین کر ڈالا دلِ بیتاب نے
جان سے اپنی ہین ابتوای سخن بیزار ہم

عدو ہی برق کہ ہی باغبان نہین معلوم
جلایا کس نے مرا آشیان نہین معلوم

سمجھ کے اپنا کیا آپ مین نے کیون نقصان
بنایا غیر کو کیون راز دان نہین معلوم

مجھے تو یہ نہ کبھی ایک آنکھ دیکھ سکا
ہوا ہون کیون مین فلک کو گران نہین معلوم

نہ یہ زمین ہی نہ یہ آسمان وہان قاصد
زیادہ اس سے بس اُسکا نشان نہین معلوم

بُلا کے لایا ہی صیاد کو گلستان مین
کریگا مشورے کیا باغبان نہین معلوم

یہ بیخودی ہی کہ بس اُٹھ کھڑے ہوئے گھر سے
نکل کے جائینگے گھر سے کہان نہین معلوم

کہونگا خاک مین اُس بیوفا سے حالت دل
مجھے تو کوئی بھی طرزِ بیان نہین معلوم

زمین پہ کیا کوئی اُسکا پتا لگائیگا
کہ آسمان کو بھی اُسکا مکان نہین معلوم

مجال ہوتی اگر ہمکو آنکھ اُٹھانے کی
تو منظر اپنا بھی ہوتا کہان نہین معلوم

ہمارا ذکر وہان اِس طرح سے ہوتا ہی
وہ کیا ہوا سخنِ خستہ جان نہین معلوم

ردیف الف نون

اُلجھ کر ہاتھ سے میرا گریبان آستین دامن
ہوا ہی دھجیاں کیا کیا گریبان آستین دامن

لیے پھرتے ہو تم کس کا گریبان آستین دامن
جنون مین ہمدمو کیسا گریبان آستین دامن

پلایا بادہ گلگون جو شب کو بزم رندان مین
بھرا ساقی نے سب میرا گریبان آستین دامن

سبب کیا ہی جو مجھسے لوگ کہتے ہین کہ یا حضرت
کیا کیا آپ نے اپنا گریبان آستین دامن

جنون مجکو فراموشی مین یاد آئے تو کہتا ہون
الٰہی کیا ہوا میرا گریبان آستین دامن

یہ جوش اشک ہی دریا قلزم جوش مین آئے
بچوڑون مین اگر اپنا گریبان آستین دامن

نہ کچھ باقی رہے دست جنون پر ہے اڑے سب کے
کمر مونڈھا کلی پردا گریبان آستین دامن

مہ نو ہی شعاع شمس ہو مہر درخشان ہی
پری رو سیمبر ترا گریبان آستین دامن

گلے مین طوق ہاتھون مین کڑی ہے صحرا کا دامن ہو
تمنا ہی کہ ہوا یا گریبان آستین دامن

رفو تھا دھجیان تھین جا بجا خار مغیلان تھے
مزا تھا یہ بھی جبتک تھا گریبان آستین دامن

اُدھیڑا پھاڑ ڈالا دھجیان کین جوش وحشت مین
ہمارے ہاتھ جب آیا گریبان آستین دامن

سخن افسوس اُس کپڑے کی بھی تقدیر کیا بدہی
بنا ہو جس سے عاشق کا گریبان آستین دامن

گلرو نہین ہین داغ مرے جسم زار مین
سرتا پا ہون چشم ترے انتظار مین

سمجھو نہ لخت دل مژہ اشکبار مین
بجلی چمک رہی ہی یہ ابر بہار مین

خاک در صنم ہو ملے ہجر یار مین
سرمہ لگاؤن چشم شب انتظار مین

سوئے تمام عمر تو پہلوے یار مین
آئیگی نیند کیونکہ اکیلے مزار مین

پڑجائے جس پہ خاک مری اُسکو عشق ہو
یارب یہ دے اثر مری مشت غبار مین

باغِ جہان مین صورت نرگس بسر ہوئی
گذری تمام عمر ترے انتظار مین

جاتے نہ ہم کبھی ترے کوچہ مین بے وفا
پر کیا کرین کہ دل ہی نہین اختیار مین

اُس بدگمان سے کام نکلا ہی نگاہِ شوق
لیکن نہ فرق آئے ترے اعتبار مین

ڈرتا ہون بدمزاجیِ جانان سے اسقدر
دل پر بھی میرے جبر نہین اختیار مین

دشمن تو مرکے چھوٹ گیا اس عذاب سے
باقی بھی مر رہے ہین ترے انتظار مین

قطرات اشکِ خون سرِ مژگان تو دیکھیے
یہ گل بہار دیگے اس خارزار مین

گو دشمنی نہین ہی اثر کو دعا کے ساتھ
کیون دخل دون مشیتِ پروردگار مین

ای خضر تم بھی موت کو ڈھونڈھو مری طرح
گذرے ہو شب کسی کے تمھین انتظار مین

اس بے بسی مین موت نہ مانگون تو کیا کرون
وہ اختیار مین ہی نہ دل اختیار مین

سمجھو کہ حشر نام ہی اُنمین سے ایک کا
فتنے چھپے ہوے ہین جو قدِ یار مین

دم بھر مین تیری ایک نہین نے مٹا دیے
کیا کیا خیال تھے دلِ امیدوار مین

بے فائدہ ہی فکر حصول مرام کی
کچھ ہو رہیگا گردشِ لیل و نہار مین

گھبرا نہ جائے تنگیِ جا سے خیالِ یار
ارمان سخن بھرے ہین دل بیقرار مین

کبھی کسی سے مرا یار بے حجاب نہین
حیا کے پردے مین رخ پر اگر نقاب نہین

ہجوم یاس مین کیا چین سے گذرتی ہی
کہ جب امید نہین ہی تو اضطراب نہین

ہوا ہی غیر کی خلوت کا راز بے پردہ
بس اب نکیجے آپ از رہ حجاب نہین

نقاب ڈال کے چہرے پہ حشر مین آنا
کہ دیکھنے کی تمہارے کسی کو تاب نہین

ہزارون پستے ہین الکھون تمام ہوتے ہین
خدا کا قہر ہو ظالم ترا شباب نہین

یقین ہی جاؤنگا مین بے حساب جنت مین
گناہ ہین مرے اتنے کہ کچھ حساب نہین

قدم زمین پہ رکھا ہی جہان جہان تو نے
جگہہ وہ کونسی ہی جو فلک جناب نہین

دعا کو ہاتھہ اُٹھائے تو ہنسکے فرمایا
ہزار مانگو دعا ایک مستجاب نہین

غرض یہ ہی کہ رہین مبتلاے غم دائم
ہماری ضد سے زمانے کو انقلاب نہین

ہمارے دلمین جو تو ہی تو شک یہ ہوتا ہی
کہ شوخیان مین تری دل کو اضطراب نہین

یہان تو دیکھکے مین اُنکو محو حیرت ہون
وہ جانتے ہین مری بات کا جواب نہین

بنایا تیرے ستم نے جہان کو پُر آشوب
وہ فتنہ کون ہی جو تیرے ہمرکاب نہین

گلہ مین کس سے کرون سرنوشت کا اپنی
کہ قاصد آیا تو خط کا مرے جواب نہین

پڑا ہی اپنی ہی آنکھون پہ پردہ غفلت
سخن وگرنہ رخ یار پر نقاب نہین

بعد امتحان قتل بھی وہ جور کم نہین
تم غیر کو ستاؤ یہ مجھ پر ستم نہین

عالم کی دید کو تو مرا دل بھی کم نہین
کچھ غم نہین جو پاس مرے جام جم نہین

دل شاد اُنکے وعدے سے ہون گو فریب ہو
ہون وہ وفا شعار کہ مرنے کا غم نہین

یونہین رہا فراق تو شکوے بھی ہین ضرور
کیونکر کہون کہ وصل مین رنج و الم نہین

مژگان یار اور کسی کے لیے ہین نم
دلمین ہمارے وہ خلش دمبدم نہین

پھیلائے پاؤن کوچۂ جانان مین غیر کیا
اُسکو یقین ہی کہ وہ ثابت قدم نہین

شکوہ کرون ستم کا تو دونا ہو التفات
کیونکر کہون کہ حالِ عدو پر کرم نہین

کسوقت نامہ بر دمِ تحریر خطِ شوق
شنجرف خون دل نہین مژگان قلم نہین

دیکھا مجھے تو غیر سے آنکھین چرا گئے
کیا اس نگاہ لطف مین پنہان ستم نہین

گھبرا کے تیرے ظلم سے بیداد گر یہان
وہ کون ہی جو راہیِ ملکِ عدم نہین

ہان بوالہوس ہی غیر اُسے آزما نہ تو
قسمت مین اُسکی لذّت جور و ستم نہین

سر کاٹ لو قسم نہ مجھے دور قیب کی
تم جانتے ہو کیا مرے حق مین وہ سم نہین

وعدے کا اُسکے غیر سے کیونکر یقین ہو
کہتا ہی بات بات پہ جو دمبدم نہین

ہی یا دُانکا وصل مین پہلے تو ٹالنا
کہنا پھر اُنکا ناز سے وہ دمبدم نہین

صدقے مین اُسکی سادگی اور اپنے ضعف کے
زندہ ہون اور کہتے ہین اسمین تو دم نہین

اِک روز مین نے اُس سے کہا تُو ہے بیوفا
میرے ہی حال زار پہ تجکو کرم نہین

ملنا رقیب سے ترا کیون ہو گیا شعار
حاصل اُسے بھی گرچہ جز اندوہ و غم نہین

تیور جو دیکھتا ہون تو ہین اندنون بُرے
وہ آنکھ وہ نظر وہ نگاہِ کرم نہین

وعدہ کیا تو اُسکا بھی تجکو نہین خیال
پاسِ وفا مروّت قول و قسم نہین

جس بات کو کہا تو سُنا سر بسر غلط
جس لفظ کو سُنا تو کہا یک قلم نہین

جو امر مین نے شوق سے چاہا کہ ہان یہ ہو
تو نے ہزار بار کہا کم سے کم نہین

بل ابروون پہ یار نہین ہی یہ بے سبب
بے وجہ گیسوون مین ترے پیچ و خم نہین

للہ کچھ تو باعث رنجش بیان کر
مانا کہ بات یہ کوئی ایسی اہم نہین

ایسا قصور کونسا مجھسے ہوا کہ اب
مطلق خیال میرا تجھے ای صنم نہین

مدنظر ہی مجکو تو ہر دم تری خوشی
مرجاؤن مین بلا سے مجھے اسکا غم نہین

نازش مجھے وفا پہ نہ الفت پہ کچھ غرور
اسکا خیال بھی ترے سر کی قسم نہین

حق ہی یہی کہ میری ہی تقدیر ہی بُری
انصاف میرا شیوہ ہی مین ہٹ دھرم نہین

جو کچھ گلہ ہی اپنی ہی قسمت سے ہی مجھے
تجھسے کوئی شکایت جور و ستم نہین

بولے کہ بس معاف سنی داستان عشق
غصے مین تاب ضبط ہمین ایک دم نہین

قسمت گئی ہی آپ کی چرنے کسی جگہ
بدنام کیون کیا اسے کیا یہ ستم نہین

عاشق کرے شکایت معشوق کس طرح
یہ تاب یہ مجال یہ طاقت یہ دم نہین

شکوہ غلط ہمارا ہمارے ہی سامنے
پھر یہ بھی ہی کہ آپ سے الفت بھی کم نہین

جو آپ نے اڑائین وہ یان سب کہی گئین
کیا آپ جانتے مین سمجھتے ہی ہم نہین

معشوق اور ڈھونڈھیے کوئی وفا شعار
یان کچھ خیال آپ کے سر کی قسم نہین

ٹھنڈے ہی ٹھنڈے جلد یہان سے سدھاریے
یون ناز اٹھائین آپ کے ایسے تو ہم نہین

جب یہ سنا جواب سخن ہنسنے یار سے
سمجھے کہ بات اور ہی کچھ اسکا غم نہین

پھر کیا تھا منتون سے اسی دم منا لیا

کہتے ہی وہ رہے کہ خدا کی قسم نہین

ہوش کہتے ہین جو دنیا مین بشر کچھ بھی نہین
ہین وہی چین سے یان جنکو خبر کچھ بھی نہین

حال بیمار محبت پہ نظر کچھ بھی نہین
جان سے جائے کوئی تمکو خبر کچھ بھی نہین

خواب ہی لطف شب وصل پری رو گویا
کھل گئی آنکھ تو پھر وقت سحر کچھ بھی نہین

نالے سنکر مرے فرماتے ہین کیا ہی کیا ہی
کہتا ہون تھام کے مین اپنا جگر کچھ بھی نہین

ہوکے بیہوش سنین غیر سے باتین انکی
وہ یہ سمجھے کہ مجھے اسکی خبر کچھ بھی نہین

مہر و الفت نہ سہی بغض و عداوت ہی سہی
پھر مجھے دیکھتے تم کیون ہو مگر کچھ بھی نہین

ہون وہ خود رفتہ کہ ہمراہ ہون ہر دم انکے
ہی مجھے انکی خبر اپنی خبر کچھ بھی نہین

لے گیا کون اسے کیا ہوا کس جا چھوٹا
دل گم گشتہ کی ہمکو تو خبر کچھ بھی نہین

اپنے بیمار محبت کی خبر لو جلدی
ورنہ تم یاد ہی رکھنا کہ سحر کچھ بھی نہین

مانگیے دل تو سناتے ہین کہان دل کیسا
کہیے وہ کیا ہی تو کہتے ہین کہ مگر کچھ بھی نہین

میری ہر بات کی ہر وقت خبر ہی تمکو
دل تمہارا ہی کہان ہی اسکی خبر کچھ بھی نہین

اک یقین میرا کہ کچھ بھی نہین اور سب کچھ ہی
اک ترا وعدہ کہ سب کچھ ہی مگر کچھ بھی نہین

ضعف سے اب تو یہ حال دل مضطر ہی سخن
کبھی بیتاب کبھی دو دو پہر کچھ بھی نہین

گویا ہی زبان وصف رخ سیم بدن مین
سکہ ہی مرے نام کا اقلیم سخن مین

وہ گل بھی ہی ساقی پہ تفرج چمن مین
کیا دیر ہی پھر دور می توبہ شکن مین

غنچے بھی مجھے دیکھ کے ہنستے ہین چمن مین
روتا ہون جو اے یار تری یاد دہن مین

تسکین نہین اک لحظہ اسے خانۂ تن مین
دم ہی وہ مسافر جسے غربت ہی وطن مین

اے ہمنفسو شام غریبی سے سوا ہی
بے یار جو ہوتی ہی مجھے صبح وطن مین

ہی نالۂ بلبل سے بہم گریۂ شبنم
شاید کوئی گل چاک گریبان ہی چمن مین

اس دشت نوردی پہ بھی اب تک دل نالان
الجھا ہی سر خار بیابان وطن مین

کیا رنگ یہ لایا ہی جوانون کو مٹا کر
خون شہدا ہی شفق چرخ کہن مین

سبکو تری صحبت کی تمنا ہی پری رو
غنچون کے بھی آغوش کشادہ ہین چمن مین

اے چارہ گرو سوچ کے کرنا مرا درمان
ہی درد عوض روح کے ہر عضو بدن مین

اے مرگ غریبی ابھی لازم ہی توقف
رولون مین ذرا یاد عزیزان وطن مین

بو سونگھنے مرقد مین چلی آتی ہین حورین
خوشبو ہی غضب تیرے شہیدون کے کفن مین

ہم دیکھ رہے ہین دل شیدا کو یہین سے
آتا ہی نظر وہ ترے گیسو کی شکن مین

کوچے مین ترے ہمکو بندھا گھر کا تصور
یاد آیا قفس بلبل شیدا کو چمن مین

گل شاد ہون مٹی بھی ٹھکانے لگے اسکی
بلبل کو جو صیاد کرے دفن چمن مین

یون ناز تو ہر ایک ترا قہر ہی لیکن
اک بات نئی ہی ترے بے ساختہ پن مین

اس شہر مین غالب کا جو شاگرد سخن ہی
دشمن پہ ہمیشہ سے وہ غالب ہی سخن مین

ہمسے پھر کر یار کی بدنام آنکھین ہو گئین
عاشقون کی گردش ایام آنکھین ہو گئین

کر لیا تنے ہمارے طائر دل کو شکار
خال دانہ بنگیا اور دام آنکھین ہوگئین

مر گئے ہمکو تو مرجانا تھا آخر ایک دن
اس پری کی مفت مین بدنام آنکھین ہوگئین

حسرت دید اور وہ بیداری شب کیا ہوئی
بعد مردن طالب آرام آنکھین ہوگئین

ایک ہی بوسے سے آنکھون کے ہوا دلکو سرور
ساقیا جام مے گلفام آنکھین ہوگئین

ناصحا دیکھا ہی ان آنکھون سے کس کس کا جمال
تیرے آگے مورد الزام آنکھین ہوگئین

دیکھیے تو ڈھونڈھ کر کیسا نکالا ہی حسین
حضرت دل قابل انعام آنکھین ہوگئین

دیکھ یہ تاثیر ہی میرے دل پر سوز کی
سرخ کیا تیری دم شنام آنکھین ہوگئین

راز الفت کھل گیا رونے سے اپنے اے سحن
کیا بری خصلت ہوئی نمام آنکھین ہوگئین

ہوے ہین منشی غم سے اسقدر ناسور سینے مین
کہ گویا بنگیا ہی خانہ زنبور سینے مین

پھپھولے لخت دل کے ہوگئے معمور سینے مین
بھری ہی ساقیایان بھی مے انگور سینے مین

خیال روے تابان سے منور خانہ تن ہی
چراغ طور ہی گویا دل پر نور سینے مین

جہان برآئینہ دو اک خواہشین اسکی تو ہوتا ہی
دل مغرور اپنا اور بھی مغرور سینے مین

بھلا بتلاؤ دل سے کس طرح ارمان مرکلین
نہ پہلو مین شگاف اپنے نہ ہی ناسور سینے مین

مسیحائی تمھاری کون سے دن کام آئیگی
بہت بے چین ہی اب تو دل رنجور سینے مین

کسی سے کچھ بھی اے پردہ نشین ہم کہ نہین سکتے
غم فرقت بھی رہتا ہی ترا مستور سینے مین

شکایت کس کی در پردہ ہوئی مدنظر انکو
بنے ہین صورت ذی کیون سے مرناسور سینے مین

جلائیگا سراپا رفتہ رفتہ ای سخن مجکو
کہ ہی پر کالہ آتش دل محرور سینے مین

ہین یہ لکیرین اوبت بے پیر ہاتھ مین
یا عاشقون کا ہی خط تقدیر ہاتھ مین

دست شفا بھی ہی لب معجز نما بھی ہی
اعجاز لب مین ہی تو ہی تاثیر ہاتھ مین

پہنائی یار کو بھی فلک نے مرے عوض
منت کی بیڑی پانون مین زنجیر ہاتھ مین

وہ بدگمان ہوا ہی کچھ اپنے سے ورنہ کیون
رکھتا ہی ہر گھڑی مری تصویر ہاتھ مین

معجز نما وہ دست نگارین ہین یار کے
بول اٹھے ہو جو بلبل تصویر ہاتھ مین

کہتا ہی دل کہ ابکی تو ہرگز نہ چھوڑیے
وہ ہاتھ دے اگر دم تقریر ہاتھ مین

تیغ نگاہ کم نہین عاشق کے قتل کو
آئے ہو کیون لیے ہوے شمشیر ہاتھ مین

واکس طرح سے عقدہ امید ہو سخن
ٹوٹے ہوے ہین ناخن تدبیر ہاتھ مین

شراب عشق کے مخمور کو سرشار کہتے ہین
کسی کا ہو جو دیوانہ اسے ہشیار کہتے ہین

یہ کیا ہی ای پری رو جو تمھین دلدار کہتے ہین
وہی پھر بیوفا بے مہر دل آزار کہتے ہین

دہن غنچہ ہی آنکھین نرگس شہلا ہین ای گلرو
تمھارے چہرۂ رنگین کو ہم گلزار کہتے ہین

مجبوری تمھاری ہان مین ہان ہم بھی لگاتے ہین
نہین کہنے کی جو باتین ہین وہ ناچار کہتے ہین

جنون لین تو پڑے پھرتے ہین صحرا مین بہت تنکے
چبھے جو پانون مین کانٹا اسی کو خار کہتے ہین

شرار و سوز و آہ و نالہ و افغان و بے تابی
شب فرقت مین انکو کوکب سیار کہتے ہین

یہ کس گلرو کے شوق دید مین حالت ہوئی تیری
کہ سب اے نرگس شہلا تجھے بیمار کہتے ہین

چلے ہین ہم زبانی اُنسے اپنا حال دل کہنے
ولیکن دیکھیے کیا جاکے پیش یار کہتے ہین

یہ ضد کیسی ہی مجھسے بات بھی سنتے نہین میری
وہی کرتے ہو صاحب جو تمھین اغیار کہتے ہین

نہ جاؤ بیٹھ جاؤ ایک دو باتین مری سُن لو
ذرا کہنا ہمارا مان لو اے یار کہتے ہین

سخن کچھ قدر شاعر کی نہین ہی اس زمانے مین
ہنسے جاتے ہین اب وہ لوگ جو اشعار کہتے ہین

گھر اُس نے کیا دلمین مہمان اسے کہتے ہین
کیا بندہ نوازی ہی احسان اسے کہتے ہین

تھمتا ہی نہین آنسو باران اسے کہتے ہین
عالم کو ڈبو ڈالا طوفان اسے کہتے ہین

وصل اُسکا نہین ممکن ہجران اسے کہتے ہین
نکلا نہ کبھی دل سے ارمان اسے کہتے ہین

دل چھین لیا میرا کہتے ہین اسے دلبر
اور لیکے ہوا چمپت جانان اسے کہتے ہین

خط عارض گلگون کا صنع ید قدرت ہی
تفسیر اسے کہتے ہین قرآن اسے کہتے ہین

معجون مفرح سے بہتر ہی اگال اُسکا
کھاتے ہی ہوی صحت درمان اسے کہتے ہین

ہنستا ہی وہ عاشق کش رونے پہ مرے دیکھو
بجلی اسے کہتے ہین باران اسے کہتے ہین

کرتے ہو خطا ہر دم اللہ چھپاتا ہی
دیکھو تو گنہگار و احسان اسے کہتے ہین

ہی اُس شہ خوبی کا یہ رعب کہ در تک بھی
جانے ہی نہین دیتا دربان اسے کہتے ہین

وہ اُٹھ گئے پہلو سے آواز عدو سُنکر
لاحول ولاقوۃ شیطان اسے کہتے ہین

ہی عمر ابد اُسکی آب دم خنجر مین
اے حضرت خضر آب حیوان اسے کہتے مین

دشوار ہی وصل اُسکا اور سہل ہی مرجانا
مشکل اسے کہتے ہین آسان اسے کہتے ہین

بیمار محبت کو کیا جلد ہوئی صحت
قربان ہوا اُسپر درمان اسے کہتے ہین

انجام کا ہو کھٹکا امید ہو بخشش کی
مذہب مین سخن اپنے ایمان اسے کہتے ہین

دونون عالم کا خیال سہ نہین آتا دل مین
جب سے تو آیا کسی کی نہ رہی جا دل مین

نا امیدی کا ذرا دھیان جو آیا دل مین
حسرتین ہوگئین اپنی تہ و بالا دل مین

اک نشانہ کبھی بھولے سے اِدھر بھی ظالم
ہی لب تیر کے بوسے کی تمنا دل مین

تم جو تنہا مرے گھر آتے ہو اے رشک قمر
کیا کہون تجسے خیال آتا ہی کیا کیا دل مین

کردے اک آن مین ہم تشنہ لبون کو سیراب
رحم گر آئے ذرا ساقی دریا دل مین

مست رہتے ہین سخن جام محبت سے
فکر امروز نہ یان ہی غم فردا دل مین

مدتون سے جو نہین تھا کوئی مہمان دل مین
رہ گیا آکے ترے تیر پیکان دل مین

مجکو دیتا ہی خجالت ترا پیکان دل مین
کہ نہین خون بھی پُر دعوت مہمان دل مین

بیوفائی کا گلہ کیجیے اب کیا اُنسے
اپنے وعدے سے ہین وہ آپ پشیمان دل مین

سُنکے حال دل شیدا کو وہ بولے شب وصل
خیر سے آپکے بھی خوب ہین ارمان دل مین

دیکھکر مجکو بظاہر تو رُکا رہتا ہی
شاد ہوتا ہی مگر وہ گل خندان دل مین

میرے گھر مین جو رقیب آئین مرے یار کے ساتھ
دون جگہ اُنکو ہی خاطر مہمان دل مین

ٹل گئی آج تو صدقے ستمے او گلرو ۔۔۔ ورنہ تھا خوف بلائے شب ہجران دل مین

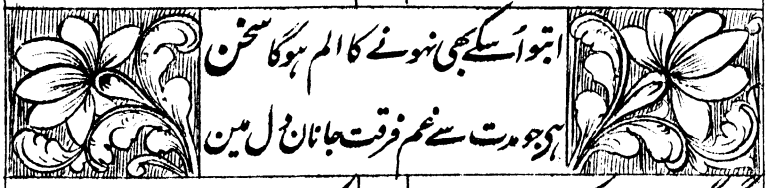

کیا گفتگو ہی غیر سے کچھ میرے باب مین ۔۔۔ تم کیون ہوا ستقدر مری جان اضطراب مین
رشک آفرین وہ نالے کیے اضطراب مین ۔۔۔ دشمن بھی کہہ رہے ہین پڑے کس عذاب مین
لکھا ہی شعر مدح شہ بوتراب مین ۔۔۔ پاؤنگا داد بزم رسالت مآب مین
وہ مہر آسمان جلالت کہ جسکی تیغ ۔۔۔ ظاہر خط شعاع سی ہی آفتاب مین
پھر کوچہ رقیب مین جا کر ہوا ذلیل ۔۔۔ کیا جانے آئی کیا دل خانہ خراب مین
ای دل خیال وصل ستمگر نہ چھوڑنا ۔۔۔ ڈالا ہی تونے ہاے مجھے کس عذاب مین
تیرے خیال شرم سے کیونکر زبان پہ لاؤن ۔۔۔ جو کچھ کہ مینے رات کو دیکھا ہی خواب مین
ایسا یہ ہی کہ اور ابھی کھینچ انتظار ۔۔۔ نرگس کے پھول آئے ہین خط کے جواب مین
کیا اُس سے دشمنی ہی مجھے غیر کی طرح ۔۔۔ کیون ظلم و جور اُسکے لکھون مین کتاب مین
کہنے بھی کچھ نہ پایا مین بیہوش ہوگیا ۔۔۔ وہ آئے اور چلے بھی گئے آکے خواب مین
کیا بات ہی کہ میری طرف سے بہ بزم غیر ۔۔۔ پڑجاتی ہی شکن تری طرف نقاب مین
مل آگیا کمر مین نزاکت تو دیکھیے ۔۔۔ غصے سے وہ جو آئے ذرا پیچ و تاب مین
آئے ابھی اور آتے ہی رخصت طلب ہوتم ۔۔۔ رکھے ہوے ہو پانون کو گویا رکاب مین
آئے تو بولے دیکھیے پھر ہم نہ آئینگے ۔۔۔ یون دی تسلی آکے مجھے اضطراب مین

جی چاہتا ہی شکوہ بیجا سے چھیڑ دون | کچھ کہہ کے اُنکو لاؤن ذرا پھر عتاب مین

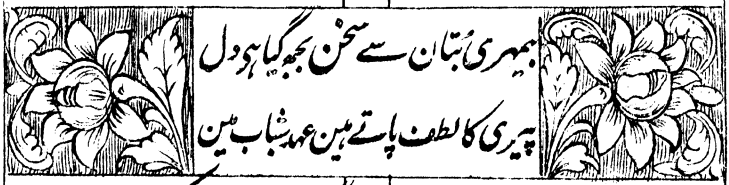
بھیری بُتان سے سحن بجھ گیا ہی دل
پیری کا لطف پاتے ہین عہد شباب مین

متاع دل و نقد جان بیچتا ہون | اگر قدر کیجے تو ہان بیچتا ہون
مرے لخت دل لعل ہین مول لیجے | گہر چاہو اشک روان بیچتا ہون
کسی کی نگاہون پہ سودا ہی دل کا | مین ارزان یہ جنس گران بیچتا ہون
جنون مین یہ بکتا ہی دیوانہ تیرا | کوئی لے تو مین بیڑیان بیچتا ہون
الٰہی اسے لے کے وہ کیا کرینگے | دل اپنا پئے امتحان بیچتا ہون
مین اک جام پر اپنا سب دین و مذہب | ترے ہاتھ پیر مغان بیچتا ہون

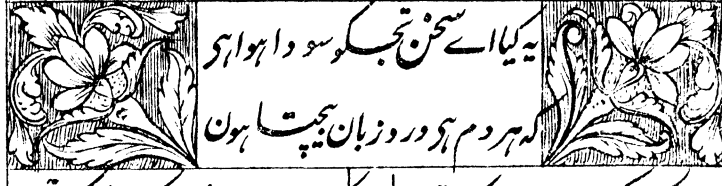
یہ کیا اے سحن تجکو سودا ہوا ہی
کہ ہر دم ہی در دو زبان بیچتا ہون

سحن کر چکے تم زمانے کی باتین | کرو اب وہان مُنھ دکھانے کی باتین
لگاتا ہون مین اُنکے ہاتھون مین مہندی | یہ ہین رنگ اپنا جمانے کی باتین
جنھین بات کرنی نہ آتی تھی پہلے | وہ کرنے لگے اب زمانے کی باتین
رہو گھر مین میرے کوئی شب تو مہمان | کرو ہمسے صاحب نہ جانے کی باتین
ڈراتا ہی ہمکو بھی دوزخ سے واعظ | وہی لایا اگلے زمانے کی باتین
پڑھو خط مرا شمع دکھلائے دشمن | یہی ہین ہمارے جلانے کی باتین

کبھی بوسہ زلف مانگا تو بولے
سخن ہین یہی مار کھانے کی باتین

ہمصفیر و تور ڈالون مین قفس کی تیلیان
کیا کرون لیکن نہین ہین میرے بس کی تیلیان

تونے اے صیاد کیون بدلین قفس کی تیلیان
کیا یہ بودی ہوگئین اگلے برس کی تیلیان

کس طرح توڑون کہ مضبوطی مین ہین سب ایک سی
زیر و بالا راست چپ و پیش و پس کی تیلیان

سیر گلشن سے دل شیدا بہلتا کچھ دنون
چھدری چھدری بھی اگر ہوتین قفس کی تیلیان

دم پھڑک جائیگا اے صیاد گرمی مین مرا
اُس قفس مین رکھ مجھے ہون جسکی خس کی تیلیان

مرغ دل اپنا بھی اُڑ جائیگا مثل بوے گل
روکتی ہین حکمت گل کو قفس کی تیلیان

طائر جان ہی مقید خانۂ تن مین مرے
جب تک اے صیاد ہین تار نفس کی تیلیان

تنکے مین چُنتا نہین بے سود وحشت مین صنم
تیری چلمن کے لیے لایا ہون خس کی تیلیان

طائر مضمون لیلے ہاتھ آتا گر سخن
باندھتا اُسکے قفس مین مین جرس کی تیلیان

بسمل نہون کٹاؤن جو آج اپنے سر کو مین
قاتل تجھے دکھاؤن وفا کی ہنر کو مین

تیر ستم سے اُسکے بچاؤن کسے کسے
پہلو کو جسم کو دل و جان کو جگر کو مین

عالم ہی سوز عشق مین نار جحیم کا
فردوس سے نہ بدلونگا ایسے سقر کو مین

کعبے چلا ہون کوچۂ جانان کو چھوڑ کر
جانا مجھے کدھر تھا چلا ہون کدھر کو مین

لیکے وہ خط لیے ہوے آتا ہی یار کا
جان نذر دونگا آج تو اس نامبر کو مین

دیدار آخری ہو ذرا دیکھ لینے دو
تم تیغ تو اُٹھاؤ جھکا دونگا سر کو مین

بلواؤن تمکو مضطرب الحال اپنے گھر
دکھلاؤن آج نالۂ دل کے اثر کو مین

تصویر یار پھر گئی آنکھون کے سامنے
کل ناگہان جو خواب سے اُٹھا سحر کو مین

اُٹھونگا مین نہ یان سے کبھی مثل نقش پا
تکتا رہونگا یار ترے رہگذر کو مین

قربان ایسے ناز کے دیکھا نہ اُسطرف
بیٹھا ہوا تھا بزم مین اُنکی جدھر کو مین

یہ کہکے جام مے مجھے اُسنے پلا دیا
کچھ جانتا نہین ہون اگر اور مگر کو مین

یہ کیا کہ آج خون سے رنگین نہین ہین اشک
کچھ بر خلاف پاتا ہون دل سے جگر کو مین

اب کیا کسی کا شکوہ کرون کس سے کیا کہون
دل دے کے آپ چور بنا عمر بھر کو مین

جسکے حریم تک نہ گذر ہو خیال کا
کیونکر بتاؤن اُسکا پتا نامہ بر کو مین

فرصت ملی کبھی جو تصور سے یار کے
جاؤنگا آپ اے سخن اپنی خبر کو مین

قبلۂ کون و مکان حضرت غوث الثقلین
کعبۂ امن و امان حضرت غوث الثقلین

صاحب جود و کرم عقدہ کشائے عالم
دستگیر دو جہان حضرت غوث الثقلین

آشکارا کن اسرار خداوندی من
واقف سر نہان حضرت غوث الثقلین

نظر لطف و عنایات و کرم ہو جائے
جانب خستہ دلان حضرت غوث الثقلین

خامہ تحریر مدحت مین ترے عاجز ہی
اور قاصر ہی زبان حضرت غوث الثقلین

نفس امارہ مرا در پئے ایذا ہی بہت
دیجیے مجکو امان حضرت غوث الثقلین

بحر عصیان سے نکالو مجھے زنہار کردو
ای مسیحائے زمان حضرت غوث الثقلین

صوفیوں ہین تو ہین سب ورد و وظائف برحق
مجکو ہی ورد زبان حضرت غوث الثقلین

بوجھ عصیان کا بس اب مجھسے نہین اٹھ سکتا
ہی بہت بار گران حضرت غوث الثقلین

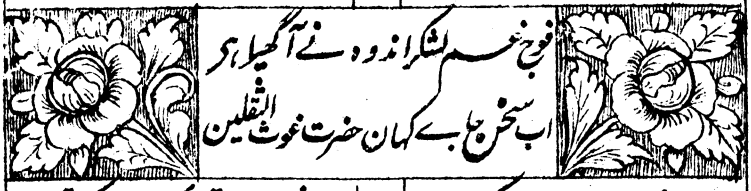
فوج غم لشکر اندوہ نے آگھیرا ہی
اب سخن جاے کہان حضرت غوث الثقلین

محبت مین بتان خوبرو بھی ساز کرتے ہین
جسے مشتاق پاتے ہین اسی پر ناز کرتے ہین

چراتے ہین دل عاشق یہ کافر کچھ عجب ڈھب سے
سمجھ ہی مین نہین آتا کہ کیا انداز کرتے ہین

عنایت انکی ہی میری حقیقت کیا ہی جو مجکو
نگاہ ناز سے وہ دیکھکر ممتاز کرتے ہین

حقیقت مین جنھین ہی عشق وہ کچھ بھی نہین کہتے
کنار گور تک الفت کا مخفی راز کرتے ہین

تکلم جب کیا میرے تن بیجان مین جان آئی
نہین کرتے ہین باتین آپ تو اعجاز کرتے ہین

فدا ہین ہم تو ایسے ظالمان جور پرور پر
جو ظلم اپنا نثار عاشق جانباز کرتے ہین

تجھے افشاے راز عشق مین اک شی سی ملتی ہی
شکایت جب تری اودیدہ غماز کرتے ہین

گلہ انسے کیا انکے تغافل کا تو فرمایا
سبھی معشوق اپنے عاشقون پر ناز کرتے ہین

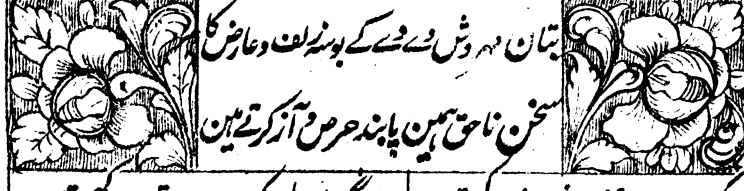
بتان مہ وش دے دے کے بوسہ لف و عارض کا
سخن ناحق ہمین پابند حرص و آز کرتے ہین

وہ کس ادا سے مجھپر شمشیر کھینچتے ہین
گویا اجل کی میری تصویر کھینچتے ہین

کیا حسرت شہادت ہوتی ہی دل کو اپنے
پہلو سے جب کسی کے وہ تیر کھینچتے ہین

کم ہوگئی ہی وحشت کیا دشمنون کو میرے
کیون چارہ گرابھی سے زنجیر کھینچتے ہین

دل شاد آج اپنا کرتے ہین وصل سے ہم
اپنی تمھاری اک جا تصویر کھینچتے ہین

ٹھہرا نہ امتحان مین بھاگا رقیب آخر
پہچان کر ستمگر شمشیر کھینچتے ہین

ہشیار اے فرشتو آگاہ کر دیا ہی
اب دل سے ہم بھی آہ دلگیر کھینچتے ہین

کافی ہی مجکو اُنکے ابرو کی ایک جنبش
ناداں ہین جو مجھپر شمشیر کھینچتے ہین

حیران ہون اے سخن مین کیا اُنکا ہی ارادہ
بیٹھے ہوئے جو میری تصویر کھینچتے ہین

بہت ہین اِن دنون حداد اور زرگر کی توقیرین
وہان بنتے ہین طوق اُنکے یہان بنتی ہین زنجیرین

عنایت سے جنون کی مجکو استغنا کامل ہی
کہ یہ صحرا تو کوہ و دشت مین اپنی ہی جاگیرین

ہماری بھی نگاہون مین ہی اک محبوب لاثانی
مری تصویر سے ملتے ہین معشوقون کی تصویرین

وہ نینے بھی پڑے زر بھی دیا رونے سے برسون
بہت کچھ کر چکے ہین وصل کی ہم اُسکے تدبیرین

کرو یہ اہتمام اب کے برس تو موسم گل مین
کہ پہنو طوق منت تم ہمین پہناؤ زنجیرین

پری رو کلک نقاش ازل نے آپ کھینچی ہی
ادا ؤن کی تری لاکھون ہی میرے دل پہ تصویرین

بھلا اے چرخ تو بتلا تو انصاف اِسکو کہتے ہین
زلیخا خوش ہوا اور رہین پاؤن مین یوسف کے زنجیرین

دیا دل مین نے اور اُسنے جفا مین خوب کین مجھپر
ہوا مجرم ایک مجھسے اور ملین سو اُسکی تعزیرین

خیال زلف جانان سے فقط مشہور وحشی ہون
گلے مین طوق ہی اپنے نہ ہین پاؤن مین زنجیرین

جدا پاتا نہین تجھسے کبھی دم بھر بھی مین اُسکو
کرون کیونکر نہ پھر مین اپنا ایسے دل کی توقیرین

اُسی کا ذکر ہی ناچار جو سنتا ہون مین ورنہ
خدا کی شان ناصح اور کرے یون مجھسے تقریرین

نہ وہ مائل نہ دشمن پامال اپنا ہی یا قسمت
ہوئین کیا آہ میرے نالہاے دل کی تاثیرین

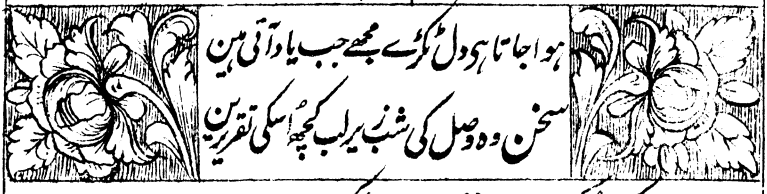

وہ اپنا جلوہ دکھا چکے ہین مری نظر مین سما چکے ہین
نگاہین ہمسے لڑا چکے ہین فدائی اپنا بنا چکے ہین

پھر اپنے گھر وہ بلا گئے ہین غضب کا مژدہ سنا گئے ہین
پھر اُنکے دم مین ہم آگئے ہین کہ جنسے دھوکے اُٹھا چکے ہین

عبث ہی اے ہمدمو داوا گمانِ صحت کرو نہ اصلا
کبھی نہ ظاہر ہو زخم جسکا وہ تیغ ایسی لگا چکے ہین

غضب خدا کا یہ بدگمانی کہ معذرت بھی مری نہ مانی
نہ دو ہمین رنج یار جانی کہ بس کیا اپنا پا چکے ہین

یہ سنگدل جان کے ہین دشمن دل اِنکے پاتے ہین ہمنے اہین
بتون کی اُلفت مین مشفق من بہت سی ہم خاک اُڑا چکے ہین

کبھی جو آتے ہین وہ خوشی مین تو بھپتی کہتے ہین دل لگی مین
اسی طرح سے ہنسی ہنسی مین وہ ہمکو اکثر بنا چکے ہین

الٰہی یہ بُت ہمین ستائین ہم اُنکے جور وجفا اُٹھائین

عدو کو پاس اپنے وہ بٹھائین کہ جنکے ہم ناز اٹھا چکے ہین

کیا ہی تیغ نگہ سے گھائل بنایا تمنے ہمین بھی بسمل
بنوگے تم کیون نہ میرے قاتل کہ تمسے آنکھین لڑا چکے ہین

مقدمے ہین ہنسی کے معاملے ہین یہ دل لگی کے
کہین یہ جھگڑے بھی عاشقی کے کسی سے اے پر جفا چکے ہین

نہ بجے ایذا ہمین سفر مین کہ بیٹھے ہین ہم تو رہگذر مین
بلایئے انکو اپنے گھر مین کہ جنکے گھر آپ جا چکے ہین

اگر ہی شوق شہادت اے دل تو ان تو جہ بسوے قاتل
خبر نہین تجکو اے غافل رے وہ مقتل مین آ چکے ہین

فنا ہی گرچہ یہ ساز ہستی مگر نچھوڑینگے مے پرستی
گزار دینگے یہ فاقہ مستی جہان سے دل تو اٹھا چکے ہین

کرو روان خط لکھے جائینگے ہم ہزار الفت بتائینگے ہم
کبھی نہ یاد انکو آئینگے ہم وہ ہمکو دل سے بھلا چکے ہین

نہین کچھ اس مرگ مین تکلف ہم ایسے مزے پہ کرتے ہین تلف
اجل کوئی دم تو کر توقف سنا ہی در تک وہ آ چکے ہین

عجب طرح کی ہی دل کو الجھن کہ پھر گئی ہمسے اسکی چتون
غضب ہوا ہو گیا وہ دشمن کہ جس سے ہم دل لگا چکے ہین

کرے وہ کیا پُر گزاف وعدہ کہ جسکا سب سے خلاف وعدہ
کبھی کریگا نہ صاف وعدہ اُسے تو ہم آزما چکے ہین

ہماری بھی کچھ عجیب خو ہی جفا کی پھر دل کو جستجو ہی
پھر اُنپہ مٹنے کی آرزو ہی جو ہمکو پہلے مٹا چکے ہین

کہا کسی نے مجھے بتا کر کہ بیٹھے ہین کیون الگ یہ جا کر
کہا یہ اُس گل نے مسکرا کر ہم انکو پہرون منا چکے ہین

نہ کر زیادہ کلام ساقی نہ ہمسے لے انتقام ساقی
بس اب بڑھا ہمکو جام ساقی بہت مزے مین ہم آچکے ہین

کوئی جہان مین ہی ایسا یار و ہوے نہ الفت مین رنج جسکو
اسی محبت مین ہاے ہم تو بڑی مصیبت اُٹھا چکے ہین

سخن کہان ہو یہ کیا غضب ہی یہ بات تمسے بہت عجب ہی
شکایت اب اُنکی بے سبب ہی گلے وہ تمکو لگا چکے ہین

گرچہ اُس سنگ نے ہمکو دیے جسکے لاکھون سے لیے بوسے مگر ہمنے لپٹ کے لاکھون
منزل عشق کو آسان نہین طے کرنا سیکڑون رہگئے اس راہ مین بھٹکے لاکھون
دشت وحشت مین اُنہین وحشیان دامن کی مرے ٹکڑے جامے کے ہوے خار سے پھٹ کے لاکھون
سیکڑون یار تری کاکل پیچان کے اسیر اور پابند تری زلف کے لٹکے لاکھون
کون امید ہی اب دل کے مرے بچنے کی پڑتے ہین تیر مژہ تیرے سمٹ کے لاکھون

متین کرتے رہے ہم وہ پریشان رہے — اور شب وصل مین ہوتے رہے کھٹکے لاکھون
جان سینے مین ہو اور دم ہو مرا ہونٹھون پر — اب بھی آؤ کہ یہان کام ہین اٹکے لاکھون
سادگی پر تری مرتے ہین ہزارون عاشق — اور صدقے ہین پری روتری ہٹکے لاکھون
بے نیازی سے کہتے ہین خبر بھی نہ ہوا — مثل منصور یہان دار پہ لٹکے لاکھون

دشت وحشت مین سخن ہمنے کسی کی نہ سنی
خار صحرائے جنون راہ مین لٹکے لاکھون

بوسون کے دینے مین ہو تمہین قال و قیل کیون — اس درجہ ہو گئے ہو صنم تم بخیل کیون
بہر خدا ہر ایک سے ملنا تو چھوڑ دے — اوقات ایسی رکھتا ہو کافر ذلیل کیون
دشمن کو مار لیتے ہین یون وقت امتحان — دیکھا نہ تمنے اے صنم سعید یل کیون
مین خاکسار مدح کے قابل نہین جناب — لیکن آپ کرتے ہین مجکو ذلیل کیون
اس سے عبث امید ہو تجکو فلاح کی — تیری مدد کریگا سپہر محیل کیون
تقدیر جو نہوتی گرہ در گرہ مری — دیتے وہ میری عقدہ کشائی مین ڈھیل کیون
کیون مر گئے نہ رشک عدو سے فراق مین — کوچے مین تیرے جلکے ہوے ہم ذلیل کیون
مر جائے اپنا آپ گلا کاٹ کر نہ غیر — ہو تیری تیغ ناز کا ظالم قتیل کیون

لیتے کبھی کبھی جو خبر اسکی تم مسیح
رہتا سخن فراق مین اب تک علیل کیون

ذرا تاثیر دیکھو آسمان اب تک ہو چکر مین — کیا تھا ایک نالہ ہمنے اپنی زندگی بھر مین

ضعیف و ناتوان ایسا ہوا ہون ہجر دلبر مین — لپٹ جاتا ہون کروٹ لیتے ہی اک تار بستر مین

پڑا دھبا لہو کا میرے جب قاتل کے خنجر مین — نگہ کی طرح پنہان ہوگیا وہ چشم جوہر مین

سمائی ہی یہی اب تو دلِ ناکام و مضطر مین — عدو کی شکل بنکر جائین اک دن یار کے گھر مین

وفائے غیر کا تا عذر اُنکو ہو نہ محشر مین — گواہی ہوگی دشمن کی ہمارے خون کے محضر مین

خیال ناتوانی بھی گذرتا ہی گران تن پر — تصور کی بھی گنجائش نہین اب جسم لاغر مین

فلک نے بیکسی پر میری اشک اپنے بہائے ہین — نمایان قطرۂ شبنم نہین پھولون کی چادر مین

سُناؤن کس طرح حال دل پُر درد مین اُسکو — قیامت ہی کہ مجھسے بھی بگڑ جاتا ہی دم بھر مین

مرض مین عشق کے خاک شفا کا کام کرتی ہی — اثر دیکھا یہی خاک زمین کوے دلبر مین

گرے نظرون سے ہم عالم کی جب تنے نظر بدلی — زمانہ پھر گیا ہمسے تمھارے ایک تیور مین

کسی کا درد ہجر اے چارہ گر ہی جان کے بدلے — جگر مین قلب مین پہلو مین دل مین سینہ و سر مین

کبھی داغ جگر سوزان کبھی ہی داغ دل روشن — چراغ اک روز جلتا ہی شب ہجران کے مر گھر مین

کسی سے کچھ ذرا تسکین تو ہوتی جان غمگین کو — غضب یہ ہی نہ تم پہلو مین ہو میرے نہ دل مین

سر سودائے زلف اُسکا بنیگا سائبان ہم پر — سوا نیزے پہ جسدم آئیگا خورشید محشر مین

پیگا جو اسے مفتون رہیگا چشم جانان پر — یہی مضمون لکھا دیکھا ہی ساقی خط ساغر مین

نہ لائے تاب سوز عشق جلکر خاک ہوجائے — جو لکھ کر باندھ دون مین حال دل بال سمندر مین

بلا کر آنکھ تم مجکو چھری سے ذبح کرتے ہو — کہو تو لطف اسمین ہی کہ تھا اُس تیر خنجر مین

ستم بھی گر ہوے ہم پر تو اس گردون گردان کے — ازل کے روز سے گردش لکھی تھی مقدر مین

عبث اے منعمو مغرور ہو دنیاے فانی پر
گیا جسدم جہان سے کچھ نہ تھا دست سکندر مین

ہوا افسردہ بھی حیران ہماری گرمی خون سے
کہ لاکھون پڑ گئے چھالے زبان تیز نشتر مین

نہین ملتا نشان اپنے دل گم گشتہ کا شاید
کہین ہم بھول آئے کوچۂ زلف معنبر مین

پر پرواز اگر منقار سے کھولے تو کیا کھولے
کہ مدت سے نہین ہی طاقت پرواز شہپر مین

یہ کیا ہی جور و ظلم سے مجکو منع کرتے ہین
کرامت کچھ تو ہی میرے سر شک دیدہ تر مین

حسینون کی پڑین ہر دم نگاہین میرے زخمون پر
الٰہی دے وہ قوت دست و بازو ستمگر مین

محبت کی نظر سے دیکھ کر تو قتل کر مجکو
ملا دے زہر او سفاک کچھ تو آب خنجر مین

اثر دیکھا مرے مضمون بیتابی کا او قاتل
پھڑک مرنے پہ بھی باقی ہی بازو ے کبوتر مین

مجھے کیا خوف سوز آفتاب روز محشر سے
سخن چھپ جاؤنگا مین دامن آل پیمبر مین

درد جگر نہین مجھے کچھ درد سر نہین
وہ درد ہی کہ جسکی دوا چارہ گر نہین

وہ دل نہین وہ جان نہین وہ جگر نہین
پہلو مین میرے آج جو وہ سیمبر نہین

ہی محو یا کہ قتل ہوا کچھ خبر نہین
یا نامہ بر کا میرے وہان تک گذر نہین

اس بے وفا پہ ہنے کیا اپنا دل نثار
جسکو ہمارے حال کی مطلق خبر نہین

تو ہمارا حال یہ ہی ہجر یار مین
گر شام ہو گئی تو امید سحر نہین

اچھا ہوا لیا جو مرے دل کو آپ نے
لیکن غضب یہ ہی کہ پھر اسپر نظر نہین

اپنی شب فراق ہی آفت و گرنہ یان
وہ کون سی ہی رات کہ جسکی سحر نہین

ہر روز اُنکے ظلم ہین مجھپر نئے نئے
کیونکر کہون کہ یار کو مجھپر نظر نہین

گھر سے گیا رقیب سیہ روہزار شکر
عقرب مین آج تو مرا رشک قمر نہین

دے نفع ہر کسی کو جو مقدور ہی تجھے
بیکار وہ شجر ہی کہ جسمین ثمر نہین

ضد آپڑی ہی مجھسے یہانتک تو اب اُسے
ہر سو نگاہ ہی مری جانب مگر نہین

مین کیا ہون اور کون ہون جاتا ہون کس طرف
اُس بزم سے نکل کے مجھے کچھ خبر نہین

دل لے گیا ہی چھین کے اک شوخ بیحجاب ق جوشِ شباب سے جسے اپنی خبر نہین
زیب بدن ہی ہائے وہ پوشاک چمپئی
آنچل فقط ہی دوش پہ بالائے سر نہین

دکھلائے کیون نہ وہ رخ پُر نور دمبدم
جسکی مثال دہر مین شمس و قمر نہین

مانند اُسکی آنکھ کے جادو نہین کوئی
مثل اُسکے روز لف کے شام و سحر نہین

رفتار مین قیامت صغریٰ ہی آشکار
اٹکھیلیون کی چال پہ کچھ منحصر نہین

دم بھر مین شوخیون سے کبھی یان کبھی وان
دیکھا ابھی ادھر ابھی دیکھا اُدھر نہین

بے چین اسقدر کہ کسی جا نہین قرار
بے رحم اسقدر کہ کسی پر نظر نہین

شکوہ غم فراق کا بیکار ہی سخن
خالی جہان مین رنج سے کوئی بشر نہین

گھر بھول کر بھی وہ کبھی آتا اِدھر نہین
اے وائے اتفاق کہ وہ راہ پر نہین

قاتل وہ جذب جانب تیغ دو سر نہین
کیون دل کو آج خواہش زخم جگر نہین

اُسکو خیال عاشق شوریدہ سر نہین
یان نائے وہ کہ جنمین ذرا بھی اثر نہین

ابرام قتل قاتل نازک مزاج کو
اور میرا سر وہ جسکی مجھے بھی خبر نہین

خانہ بدوش پھرتے ہین ہم خانمان خراب
گھر کیا بتائین دل مین تمہارے تو گھر نہین

درماندگی بھی عشق مین کیا چیز ہی بری
نامہ اگر لکھین تو کوئی نامہ بر نہین

جلوہ یہ کس کا میری نظر مین سما گیا
بے خود یہ ہون کہ کچھ مجھے آتا نظر نہین

جسنے کہ دل کو گھر ترا سمجھا تو پھر اُسے
کعبہ ہو یا کہ دیر کم از رہگذر نہین

داغ ہوا وہ سوز درون سے کہ اب مرا
طوق گلو ہی حلقۂ بیرون در نہین

جسمین ہست زیادہ عنصر آبی کا صرف ہی
دریا روان ہی آہ مری چشم تر نہین

اپنا تو جب یار مین عالم ہی دوسرا
بس جا مین ہون وہان کی کسی کو خبر نہین

شاید شب فراق شب وصل غیر تھی
ہی صبح تیرہ رنگ وہ نور سحر نہین

جان ہی فدائے عشوہ ناز و ادائے دوست
مرنا ہمارا قتل پہ کچھ منحصر نہین

سمجھو ابھی نہ تم کہ شب وصل ہو گئی
نور شکست رنگ ہی میرا سحر نہین

رشک آفرین وہ منزل مقصود ہی جہان
جز خندہ ہائے غیر کوئی راہبر نہین

پھر جائے میرے سر پہ تعجب کی بات ہی
وہ آب تیغ آپ کی جو تا کمر نہین

مانا کہ مجھسے ربط بظاہر خلاف ہی
لیکن یہ کیا کہ غیر سے تمکو حذر نہین

خود رفتہ ایک مین ہی نہین اسکی راہ مین
لاکھون وہ گم شدہ ہین کہ جنکی خبر نہین

آشفتگی مین شعر کا کس کو سخن دماغ
فرمائشون سے یارون کی لیکن مفر نہین

کچھ کرو عشق مین شفا ہی نہین — اس مرض کی مگر دوا ہی نہین

کس سے جاکر کہین حقیقت دل — کوئی یان درد آشنا ہی نہین

مین نصیبون کو اپنے روتا ہون — آپ کا کچھ مجھے گلا ہی نہین

دشمن جان ہین دونون گیسو بھی — اک فقط کاکل رسا ہی نہین

جور ضا پر نہ اُسکی راضی ہو — ہائے وہ بندۂ خدا ہی نہین

کیا ہی مے نوش ہین ہم اے ساقی — پیے جاتے ہین اور نشا ہی نہین

وصل اُس بت سے اور نہو ممکن — ہان مگر مرضی خدا ہی نہین

اُسکی اُلفت مین ہمکو رونا ہی — عمر بھر جو کبھی ہنسا ہی نہین

کیا کہین جسم زار کی حالت — برسون گذرے ہین کچھ غذا ہی نہین

اے تبو کیون غرور کرتے ہو — کیا ہمارا مگر خدا ہی نہین

کیجیے رحم میری حالت پر — اور کچھ میری التجا ہی نہین

چاہتا ہون نہ بولون اُس سے مگر — دل تو کمبخت مانتا ہی نہین

ہم خفا ہون تو اُنسے کیونکر ہون — اُنکے غصے کی انتہا ہی نہین

ایک دن کو جو ہم کہین جائین — مدتون اُنکا پھر پتا ہی نہین

تجکو دکھلاتے اے سخن لیکن
آج میرا وہ مہ لقا ہی نہین

جبکہ پہلو مین دلربا ہی نہین — دل لگانے کا پھر مزا ہی نہین

ہم تو اُس بیوفا پہ مرتے ہین — جسکو مطلق سرو فا ہی نہین
دل خدا جانے کیا ہوا میرا — مدتین گذرین کچھ پتا ہی نہین
سامنا اُنسے ہو گیا جس دم — پھر سمجھ لو کہ رنج تھا ہی نہین
اپنی قسمت کی بھی شکایت ہی — کچھ گلا ہمکو یار کا ہی نہین
جیب و دامن سے کیا غرض ہمکو — اب جنون کا وہ ولولا ہی نہین
جس سے تسکین دل ہو فرقت مین — اُس سے بہتر کوئی دعا ہی نہین
ناز و انداز بھی تو آفت ہین — کچھ قیامت تری ادا ہی نہین
دل لہو ہی جگر بھی پانی ہی — اب تو پاس اپنے کچھ رہا ہی نہین
جو تمھاری ادا کے بسمل ہین — بعد مردن اُنھین فنا ہی نہین
خود وہ نادم ہین اپنی غفلت پہ — اب شکایت کی اُنسے جا ہی نہین
ہم جفائین تو لاکھ بار سہین — تمکو لیکن سر جفا ہی نہین
پوچھتے کیا ہو ہین فدا تم پر — اور کچھ اپنا ماجرا ہی نہین
آئے وہ کیا کہ عمر بھر جس نے — کوئی وعدہ وفا کیا ہی نہین
وقت آخر عبث مرا درمان — چارہ گر اب تو کچھ رہا ہی نہین
کیا ہمین زندگی کی ہو امید — وہ ترا حسن جان فزا ہی نہین
اُنکا خنجر وہی گلے پہ مرے — کسی گردن پہ جور کا ہی نہین
وہ مجھے رنج دے ہین اُن کرون — صبر کی میرے انتہا ہی نہین

کہتے ہین مجھسے کیا ہی بیٹھا ہی جیسے کچھ گویا جانتا ہی نہین

اے سخن اُسکو دل دیا ہے نے
ہاے جو کچھ بھی جانتا ہی نہین

اب تو اُس سے کچھ التجا ہی نہین یاس وہ ہی کہ مدعا ہی نہین

صرف دربان یار ہو بھی چکین یا دا تو کوئی دعا ہی نہین

وہ نہ آیا تو اُسکی فرقت مین زندگانی کا کچھ مزا ہی نہین

بولا قاتل لگا کے اوچھا ہاتھ کیا کرون مین تری قضا ہی نہین

ہم فلک کے دھوین اُڑا دیتے نالۂ دل مگر رسا ہی نہین

زلف کے پیچ مین پڑے انسان اس سے بڑھکر کوئی بلا ہی نہین

شکوۂ دل شکایتِ معشوق مذہبِ عشق مین روا ہی نہین

یار تک تو پہونچتا میرا غبار اُس طرف کی مگر ہوا ہی نہین

حسن اور عشق کے وہ جھگڑے ہین حشر تک جنکا فیصلا ہی نہین

مثل آواز مین بھی اُس در پہ جبکہ بیٹھا تو پھر اُٹھا ہی نہین

چاہتے ہین مگر نہین آتی میرے حصے مین کیا قضا ہی نہین

شورشین عشق کی کسے دکھلائین صبر اب طاقت آزما ہی نہین

زخم دل پر نمک چھڑکتا ہی لطفِ قاتل کی انتہا ہی نہین

مر کے بھی کاش ہمکو چین ملے لیکن اُنکا یہ مدعا ہی نہین

پھیر خنجر سر گلو قاتل — مستحق اسکی کچھ قضا ہی نہین
دم رکا ہی روان ہین آنسو گرم — پانی ٹھنڈا ہو کیا ہوا ہی نہین
سبزۂ خط سے تو بھی ہی خون ریز — سرخ سبزی سے کچھ حنا ہی نہین
دلربائی کا لطف کیا ظالم — جبکہ پہلو مین دل رہا ہی نہین
اسکے ناوک کو دون جگہ مین کہان — حسرتون سے تو دل مین جا ہی نہین

ہم منائین تو لاکھ بار سخن
ہائے لیکن وہ مانتا ہی نہین

مثل تیر اصنم ہوا ہی نہین — تجھا از ماہ تا بہ ماہی نہین
جسکو چاہا اسی کو لے ڈالا — وہ زمانہ وہ عہد شاہی نہین
انکے دربان سے کیون بگڑتا مین — مین تو عاشق ہون کچھ سپاہی نہین
کرکے تقصیر دین اسے الزام — یہ تو لڑنا ہی عذر خواہی نہین
ترک عشق اور مجھسے ہو توبہ — ناصحا مین تو ایسا واہی نہین
موت آئی نہ دشمنون کو مرے — کب قضا مین نے اپنی چاہی نہین
اشک سے عشق اپنے کیا ہو ثبوت — مثل کی معتبر گواہی نہین

دیکھکر اسکو چونکتے کیون ہو
سخن دہلوی ہی راہی نہین

ربط دل کو ترے پیکان سے ہم دیکھتے ہین — ہاتھ دھونا پڑا اب جان سے ہم دیکھتے ہین

یون نہ دیکھا تھا کبھی جلوۂ جانان ہمنے
آج اُس شوخ کو جس شان سے ہم دیکھتے ہین

جاتے ہین بزم سے تری تو تجھے پھر پھر کر
ہاے کس حسرت و ارمان سے ہم دیکھتے ہین

ہمکو روکا تھا تو غیرون کو اجازت کیون دی
آج بگڑی ترے دربان سے ہم دیکھتے ہین

مسجد و میکدہ و دیر مین رونق ہی نہین
یہ مقامات تو ویران سے ہم دیکھتے ہین

ضعف مین جوش جنون دشت نوردی کیسی
ہاتھ عاجز ہی گریبان سے ہم دیکھتے ہین

اپنے دیدار سے عشاق کو رکھے محروم
یہ بہت دور تری شان سے ہم دیکھتے ہین

کیا کہین تجکو صنم ہمکو یہی ہی حیرت
شان خالق تری ہر شان سے ہم دیکھتے ہین

خال ہندو رخ روشن پہ تمھارے ہی عیان
اُنس کافر کو مسلمان سے ہم دیکھتے ہین

شاید اس سمت کو آتا ہی مرا شاہسوار
گرد اُٹھتی ہوئی میدان سے ہم دیکھتے ہین

سرنگون بیٹھے ہین ہم تو ہین نگاہین نیچی
کہدو تم اپنے ہی ایمان سے ہم دیکھتے ہین

آئینہ تجکو دکھاتے ہین پری رو اغیار
اور بیٹھے ہوئے حیران سے ہم دیکھتے ہین

حال دل میرا تم اس کان سے سن لیتے ہو
اور اُڑا دیتے ہو اُس کان سے ہم دیکھتے ہین

کھول دیتا ہی تو صیاد قفس کے روزن
سیر گلشن ترے احسان سے ہم دیکھتے ہین

گرچہ حالت نہین اب دل مین ہمارے لیکن
صدقے تجھپر اُسے سو جان سے ہم دیکھتے ہین

اُسکے ظلم و ستم و جور و جفا کو ہر دم
لوگ سنتے ہین فقط کان سے ہم دیکھتے ہین

اس محبت کا بُرا ہو کہ تجھے او ظالم
یاس مین بھی بڑے ارمان سے ہم دیکھتے ہین

راہ پر اُس بت بے مہر کو لائیگا سخن

یہ تو باہر ترے امکان سے ہم دیکھتے ہین

تری طرح کوئی پیمان شکن جہان مین نہین
کہ جسکے قول مین انکار جسکی مان مین نہین

سرشک کب مری مژگان خونچکان مین نہین
یہ پھول وہ ہین کہ ڈھونڈھو تو بوستان مین نہین

دکھاؤن سیر چمن کیا خیال جانان کو
کہ اب وہ لطف مری چشم خونفشان مین نہین

وہ ظلم مجھپہ کیے جائین جس طرح چاہین
سمجھ لیا کہ اثر نالہ و فغان مین نہین

سُنا کہ غیر بھی ہاتھون سے اُنکے نالان ہین
یہ بات سچ ہی تو اب جان میری جان مین نہین

جلایا جس نے قفس میرا موسم گل مین
وہ برق اور ہی جسکا پتا جہان مین نہین

ہمیشہ ٹال دیا تمنے حال دل نہ سُنا
اب آئے سننے کہ طاقت مری زبان مین نہین

عدو کو آج دکھاتا مین لطف جانبازی
نہ کرتے آپ اگر میرے امتحان مین نہین

کہان تم اور کہان میرا کلبۂ احزان
خیال وہ ہی کسی کے بھی جو گمان مین نہین

ہر ایک بات کا کیونکر جواب دون ناصح
تری طرح سے طلاقت مری زبان مین نہین

جنون مین خاک اُڑا کر بناؤنگا اندھا
گذار خواب اگر چشم پاسبان مین نہین

وہ لطف مرگ نصیب شہید الفت ہی
مزا جو خضر کو بھی عمر جاودان مین نہین

کچھ ایسی آگ لگائی ہی سوزش دل نے
سوائے آتش غم مغز استخوان مین نہین

یہ ضعف آہ تو دیکھو کہ صاف ہی مطلع
ذرا بھی داغ کہین آج آسمان مین نہین

بہار آتے ہی صیاد ہو گئے دشمن
کہ ہمصفیر کوئی اپنے آشیان مین نہین

وہ روز کرتے ہین اسوا سطے ستم ایجاد
کہ تاب جور مرے جسم ناتوان مین نہین

پھڑک پھڑک کے اُسے یاد کیون دلائین ہم
جو بات خاطر صیاد و باغبان مین نہین

ستم کی فکر نہین مجکو یہ تردد ہی
کہین نہ وہ کہ درست آپ امتحان مین نہین

نہ جائیو کبھی اے غیر کوے جانان مین
بلا جو وان کی زمین مین ہی آسمان مین نہین

سرور جذب دل قیس راہبر ہوگا
مہار ناقہ اگر دست ساربان مین نہین

ہوا ہی مدنظر کس کا پاس رسوائی
کہ ضبط اشک سے آواز تک دہان مین نہین

نہ آہ و نالہ ہی لب پر نہ دل مین شور و فغان
کوئی صدا مرے اشکون کی کاروان مین نہین

نگاہ ہو تو ہر اک جا اُسی کا ہی جلوہ
مقام یار معین کسی مکان مین نہین

ستم کہ قتل مین عاشق کے دم شکستن تک
کیے ہی جاتے ہین وہ شور الامان مین نہین

ہجوم یاس مین ہمدم مین کس طرح سے کرون
دعاے وصل صنم جو مرے گمان مین نہین

مٹا دیا ہی یہانتک تو جبہہ سائی سے
کہ جاے سجدہ ترے سنگ آستان مین نہین

وہ آئین بہر عیادت عدو کے ساتھ مگر
مزا وصال کا اس مرگ ناگہان مین نہین

غرض تو یہ ہی کہ دم بھر نہ مجکو چین ملے
قرار دہر کو اسواسطے جہان مین نہین

وہ دور تھے تو مجھے دشمنی ہر ایک سے تھی
وہ پاس ہین تو کوئی دوست اب جہان مین نہین

سخن خموش بس اب سامعین کو رنج ندے
کہ اختصار ترے غم کی داستان مین نہین

ردیف واو

دشمن اسیر حلقۂ زلف دوتا نہو
دنیا مین کوئی قیدی دام بلا نہو

ابرو وہ کیا چھپی ہوئی جسمین قضا نہو — کس کام کا وہ حسن ہی جسمین ادا نہو

ہجر بتان مین ہوگئے ہم ایسے بے قرار — جیسے خدا نکردہ کسی کے خدا نہو

مرقد پہ آیئے گا مرے خوب سوچکر — آنے سے آپ کے کہین محشر بپا نہو

اُس بدگمان سے حال کہین کیا غضب ہی — کہتا ہی تیرا اور کہین دل لگا نہو

دشمن کے ہم تو ناز اُٹھائین ترے لیے — اور تجھسے حق دوستی کچھ بھی ادا نہو

یارب گیا یہان سے وہ جس طرح صبح وصل — معشوق یون کسی سے کسی کا جدا نہو

کچھ لطف زندگی مجھے بلجائے وصل مین — تم مجھسے بار بار جو اے جان خفا نہو

کردون وہین یہ اپنا لہو پانی ایک مین — گر خون دل سے روز مرا ناشتا نہو

مجکو ندیکھ مہر و محبت کی آنکھ سے — او بیوفا کہین ترے دل مین دغا نہو

کھل کر یہان فراق مین دین اپنی جان ہم — اور کچھ خبر تجھے بت نا آشنا نہو

بوسہ ہی مانگا اور تو کچھ بھی نہین کہا — اتنی سی بات پر تو مری جان خفا نہو

مطلب کی بات سنتے ہی مجھسے وہ حیلہ ساز — یون چپ ہوا کہ جیسے کسی نے سنا نہو

کیون قدر کر رہا ہی مرے دل کی اندنون — شاید کسی کو اُسنے کہین دل دیا نہو

واعظ کی خشک باتون سے گھبرا نہ جائے دل — جسمین کہین بھی ذکر بت مہ لقا نہو

آنکھین چُرائین تمنے بھی بزم رقیب مین — یہ تمسے کیون نہو مرے تم آشنا نہو

ہر چند رشک غیر عذاب الیم ہی — لیکن نہو تو عشق مین کچھ بھی مزا نہو

مرنے کا لطف کیا ہی کہ عالم کا ہو ہجوم — اور نعش پر وہی بت نا آشنا نہو

لازم یہی ہی عاشق ناشاد کو سخن
پابند حرص و آز دل مبتلا نہو

وہ تیرا امتحان مین کیونکر خطا نہو
قسمت مین جو عدو کی ستمگر لکھا نہو

بے ربط ساتھ دونون کا ذکر وفا نہو
شکوہ رقیب کا ہو تو میرا گلا نہو

یہ تمسے کون کہتا ہی محشر بپا نہو
رفتار سے غرض ہی قیامت ہو یا نہو

کیون ظلم سہکے اُسکو ستمگر بنا دیا
اے دل یہ کیا کیا ترا ظالم بُرا نہو

خون ہو نہ جائے مفت کسی بے گناہ کا
ظالم ہر ایک پر تو ستم آزما نہو

حق گو کسی طرح سے نہین مستحق دار
منصور تو نے دعوی الفت کیا نہو

مرنا ہی جنکو وقت پہ مرجائینگے وہ آپ
تو ظلم کرکے سب مین ستمگر بُرا نہو

مانا کہ خون دل ہی غذا ہجر یار مین
پھر کیا ہو جبکہ خون بھی دل مین رہا نہو

اللہ رے اضطراب سر و رشب وصال
اُس گل کا اور بند قبا جسسے وا نہو

بنجاؤن ہاے دشمن جان اپنا آپ مین
وہ مجھپہ مہربان جو دم بھر ذرا نہو

دل مستمند طرز جفاے جدید ہی
پھر وہ کرستم جو کسی پر کیا نہو

ہر لحظہ اضطراب کا کھلتا نہین سبب
دل کا ہمارے مرگ کہین مدعا نہو

اُس گل کے رہگذار مین چل دیکھ کر ذرا
افتادہ مثل گرد کوئی اے صبا نہو

دشمن کو مار لینے دے پھر قتل کر مجھے
تا باز پرس تجھسے بروز جزا نہو

ظالم جفا و جور کا کر مجھپہ خاتمہ
مین چاہتا ہون مجھا کوئی دوسرا نہو

کیون اندنون ہو عرش کے اوپر مراد مرغ — دشمن کوئی نظر سے تمہاری گرا نہو
تھا یہ بھی اتفاق قضا و قدر کہ تم — جب تک نہ آؤ روح بھی تن سے جدا نہو
اللہ ری تحوت بت نا آشنا مزاج — ملتا ہو یون کہ جیسے کبھی آشنا نہو
تا حشر مین اجابت حق پر رہون نثار — شرمندۂ قبول جو میری دعا نہو
ذوق ستم مین دم بھی نہ مارا شب فراق — نالہ بھی زیر لب ہی کیا تا رسا نہو
رہنے نہ پائے حسرت و ارمان و یاس و غم — تم دل مین یون رہو کہ کسی کی بھی جا نہو

کافی ہو اسکی تیغ تبسم سخن مجھے
نازک ہو اس سے کہدو کہ تیغ آزما نہو

کس قدر طول خموشی نے کیا گم مجکو — یاد کچھ بھی نہ رہے طرز تکلم مجکو
ہون وہ لاغر کہ مرا اشک ہو قلزم مجکو — جوشش گریہ ہو دریا کا تلاطم مجکو
اپنی ہستی و عدم پر ہو تو تم مجکو — اسقدر بیخودی شوق کیا گم مجکو
اسکے کوچے سے چلی آتی ہو آواز رقیب — آج سونے نہین دیگا یہ توہم مجکو
ہوگئی ضبط سے خاموشی ہو عادت اپنی — آپ اب دیجے نہ تکلیف تکلم مجکو
تجکو کس رخ کا ہوا ہون کہ شب فرقت مین — روز تکتے ہین عجب سے مہ و انجم مجکو
تجھسے بیمہر کی الفت مین جو مین رتا ہون — اپنے رونے پہ خود آتا ہو تبسم مجکو
مین بھی مشتاق ہون ہوجائے تمہاری ہی خوشی — واسطہ غیر کا اب قتل کرو تم مجکو
سب سے ہو قطع نظر شوق جفا مین اسکی — اب کسی سے بھی نہین چشم ترحم مجکو

بے ترے حکم کے اک قطرۂ مے مجھ پہ حرام
ساقیا دیکھ لے ٹھکرا کے لبِ خم مجھ کو

مسکرانا بھی ترا وصل مین اک آفت تھا
آج تک یاد ہے اے جان وہ تبسم مجھ کو

کپڑے پھاڑونگا تو رسوا وہ مقرر ہونگے
ہوگیا جوشِ جنون مین یہ توہم مجھ کو

ماسوا اور کسی وقت یہ باتین ہونگی
اب تو گریے سے نہین تاب تکلم مجھ کو

موت کو اپنی سمجھ لون مین حیاتِ ابدی
ہاتھ سے اپنے اگر قتل کرو تم مجھ کو

بے ترے پاؤن کی آواز کے مر کر نہ اٹھون
آکے عیسیٰ بھی جو بالین پہ دین قم مجھ کو

مین تو تھا علمِ الٰہی مین ازل سے پہلے
عالمِ کون و مکان پر ہے تقدم مجھ کو

وصل مین جلوۂ جانان سے یہ بیہوش ہوا
مثلِ موسیٰ نہ رہی تاب تکلم مجھ کو

ترے کوچے مین یہ دل کہتا ہے مجھسے چھٹکر
کیا اسی واسطے لائے تھے یہان تم مجھ کو

عشق مین لینے کے دینے یہ پڑے ہین کیسے
دل نے گر پایا تجھے پا کے کیا گم مجھ کو

جسقدر ہو سکے آزار دیے جاؤ صنم
تا یقین ہو نہ مجھے چاہتے ہو تم مجھ کو

رشکِ صد عکسِ و غمگین ہے مسرت میری
دل بھر آتا ہے تو آتا ہے تبسم مجھ کو

دل مین طوفِ حرمِ عشق کا ہے عزم سخن
چاہیے گرد و غریبی سے تیمم مجھ کو

کسی کا دردِ ہجران باعثِ شور و فغان کیون ہو
شکایت شکر کی جا ہو تو پھر منہ مین زبان کیون ہو

خیالِ رشکِ قتلِ غیر سے خود کیون نہ مر جاؤن
مری گردن تمھاری تیغ کو سنگِ فسان کیون ہو

ستم جو کچھ ہین مجھ پر ہین فقط تیرے تغافل سے
اگر تو دوست ہو میرا تو دشمن آسمان کیون ہو

ہماری داستان سننے سے جسکو نیند آجائے
تو پھر اُس بیخبر سے ماجرا اپنا بیان کیون ہو

عذابِ عالمِ فانی دلیلِ رستگاری ہی
نہو گر لطفِ حق شاملِ ستم مجھپر یہان کیون ہو

مجھے دیکھو جہان تک رنجِ ہجران تجکو دنیا ہو
غمِ فرقت ترا ظالم نصیبِ دشمنان کیون ہو

رضا پر تیری راضی ہون مگر اتنا کہونگا مین
ستم ہو یا کرم جو کچھ ہو مجھپر ناگہان کیون ہو

کرو تم مجھسے باتین پیار کی اور مین کرون تمسے
عدو جو پاس بیٹھا ہی وہ میرا ہمزبان کیون ہو

وہ کہتے ہین کہے جا تو جہان تک تیرا دل چاہے
ترے مطلب کی باتون پر ہمارے منہ ہے ہان کیون ہو

تمنائے شوقِ لقا مین مرگ عاشق زندگانی ہی
مثالِ خضر مجکو فکرِ عمرِ جاودان کیون ہو

بوقتِ مرگ کیون کوئی ہمارا داغ دل دیکھے
ملے جو جان کے بدلے وہ دولت رائگان کیون ہو

غلط ہو بدگمانی تیرے ملنے کی رقیبون سے
گمان میرا جہان جائے تمگر تو وہان کیون ہو

کریگا کون فیصل عاشق و معشوق کا جھگڑا
کسی کو کیا غرض میرے تمہارے درمیان کیون ہو

مزا دکھلائیگا تجکو وہ اپنی بیقراری کا
ابھی سے سر دھنا ہی قاتل شہیدِ تفتہ جان کیون ہو

تمہارے لطف مین پنہان ستم جب مین سمجھتا ہون
تو کیون پوچھون کہ مجھپر اسقدر تم مہربان کیون ہو

ابھی تو مین ہی زندہ ہون تمہارے ظلم سہنے کو
ستم کا حوصلہ غیرون پہ صرف امتحان کیون ہو

ہماری لاش پر آکر ستمگر یون لگا کہنے
اگر بیتابیِ دل ہو تو یہ خوابِ گران کیون ہو

کرے وہ گر مرے جذبِ دلِ بیتاب کا شکوہ
سخن پھر مجکو اُس بت سے شکایت درمیان کیون ہو

یاد آئے جو وہ گیسوے پریشان مجکو
دشت وحشت بھی ہوا خانۂ زندان مجکو

کر دیا عشق نے کیا بے سر و سامان مجکو
اپنا سایہ بھی نظر آتا ہی عریان مجکو

یون ہی رہنے دو دم مرگ پر ارمان مجکو
اپنے سینے سے لگاؤ نہ مری جان مجکو

دمبدم ایک نئی چھیڑ چلی جاتی ہی
تنگ کرتے ہین بہت اب مرے ارمان مجکو

تم وہ نازک کہ تمھین قتل مرا مشکل ہی
مین وہ عاجز کہ نہین مرگ بھی آسان مجکو

ہے ری سادگی اُسکو بھی وہ عاشق سمجھا
آئینہ پھینک دیا دیکھ کے حیران مجکو

سر و سامان نہین اور دست جنون تیرے لیے
چاہیے ایک نیا روز گریبان مجکو

اتنی تاکید مرے باب مین کسواسطے ہی
کیا نہین جانتا ہی آپ کا دربان مجکو

اب تو تیرا ہی غم عشق ہی غمخوار مرا
رنج راحت ہی تو ہی درد بھی درمان مجکو

پھر بہار آئی کوئی دامن صحرا تبلا
تجھے ہونا ہی جنون دست و گریبان مجکو

آتش عشق مرے پر بھی تو بھڑکائیگی
پھونک ڈالیگی تری جنبش دامان مجکو

دم نہ نکلیگا اگر لاؤ گے تم غیر کو ساتھ
ایسا مرنا نہین منظور مری جان مجکو

اے جنون دل نے مرے وسعت صحرا پائی
اب نظر آتا ہی کوسون کا بیابان مجکو

تھک گئے ڈھونڈھ کے قاتل نہ ملا کوئی حسین
اک نظر آتے ہو تم جان کے خواہان مجکو

رات کی رات کا مہمان ہی مرا جانبحان
بھول جانا نہ کہین اے شب ہجران مجکو

کاش پہلو سے نکلجائے کہ ہو چین مجھے
ہو گیا دل بھی ترے ہجر مین ارمان مجکو

ضبط ہی عشق مین آخر کو سخن کام آیا
کوئی مشکل ہو نظر آتی ہی آسان مجکو

حالِ دل اشک و آہ سے پوچھو — ان ہی دونون گواہ سے پوچھو
مجھسے کیا پوچھتے ہو حالتِ دل — اپنی ہی تم نگاہ سے پوچھو
زاہدو اسکی شانِ رحمت کو — مجھ سراپا گناہ سے پوچھو
ذرہ ذرہ مین نور ہی اسکا — شک جو ہو مہر و ماہ سے پوچھو
لذتِ زخمِ تیغِ قاتل کو — کچھ نہ مجھ بے گناہ سے پوچھو
میرے دل کی تباہی و قسمتِ گلہ — اسکی نیچی نگاہ سے پوچھو
مسئلہ کوئی ہو نہ بحث کرو — جان شریعت کی راہ سے پوچھو
یہ نہ سمجھے ہوا کبھی کہ ذرا — میرے حال تباہ سے پوچھو
کب تک آنا جی ہو گیا دشوار — ضعف کو میری آہ سے پوچھو
دافعِ یاس ہے صلاح یہی — دوستی کی ہو راہ سے پوچھو
میری صورت ہی آکے دیکھ نہ لو — حال تم کون گواہ سے پوچھو
دل ہو میرا تمہاری زلفون مین — اپنی طرف کلاہ سے پوچھو
کس کو مارا کسے کیا گھائل — کچھ تو تیغ نگاہ سے پوچھو

ہو گدا اسے در رسولِ سخن
مرتبہ اسکا شاہ سے پوچھو

چشمِ گریان راز دلِ افشا نہو — دیکھنا طوفان کوئی برپا نہو
تسکو ہر دم اور کچھ ہو یا نہو — آئینہ ہو زلف ہو اور شانہ ہو

اُس سے اے دل سوچکر ملنا ذرا — دیکھنا ظالم کہین دیکھا نہو

جلد ہو محشر کہ ہم اُس سے کہین — آج ہے سے وعدہ فردا نہو

مجکو اب شکوہ کسی سے کچھ نہین — کیا کرے کوئی جو دل اپنا نہو

وہ دکھاوے جلوہ اپنے حسن کا — دیکھنے کا غیر کو یارا نہو

آج وعدہ وصل کا ہوتا وفا — تیری جب مرضی نہین اچھا نہو

میرے گریہ کی شکایت غیر سے — مجھپہ طوفان دیکھیے کیا کیا نہو

مین بھلا کیا اور میرا عشق کیا — تم تو اپنے حسن مین یکتا نہو

ایک عالم ہے تماشائی ترا — اسقدر تو محو و خود آرا نہو

ہان شکایت جب کرون مین غیر کی — تجھسے جب ظالم مجھے شکوا نہو

وقت آخر وہ اگر آئے تو کیا — گفتگو اب اُنسے ہو بھی یا نہو

فتنۂ محشر بھی ہو تو کچھ نہین — جو تری رفتار سے برپا نہو

دل مرا لیکر چھپانے سے غرض — راز دشمن ہے کہ جو افشا نہو

دیکھ لو جی بھر کے آج اُنکو سخن
کل خدا جانے کہ کیا ہو کیا نہو

پھینک دینگے چیر کر پہلو دلِ ناشاد کو — کیا کرینگے رکھ کے ہم اس خانمان برباد کو

مجھپہ کیا کیا آفتین گذرین تمہارے ہجر مین — بیٹھ جاؤ سن تو لو دم بھر مری روداد کو

خوب وہ سمجھے حقیقت اس خراب آباد کی — جو نہ سمجھے کچھ بھی اس دنیاے بے بنیاد کو

اشک خون سے بسکہ ہی رنگین ہمارا جسم زار
زخم کا کچھ بھی پتا ملتا نہین جلاد کو

ایک گل مین بھی نہ پائی ہمنے تو بوے وفا
غور سے دیکھا بہت اس گلشن ایجاد کو

اور بھی تکلیف قاتل کیا ہی چھڑکا ہی نمک
غیر کیا جانے بھلا اس لذت بیداد کو

کسقدر گلچین جگر خون کن مری فریاد ہی
جب سنا نالہ مرا غش آگیا صیاد کو

یاد رکھ اے چارہ گر تڑپا کے سر مر جاؤنگا
ننگ ہی میرا کہ پاس آنے دون مین جلاد کو

تیری انداز کمر کی عالم تصویر نے
کر دیا محو تماشا مانی و بہزاد کو

اہل محشر کو یقین ہی دن وہ ماتم مین کٹے
لائین جب محشر مین تیرے کشتہ بیداد کو

گر پڑا بزم عدو مین اسکے قدمون پر سخن
دیکھنا کوئی ذرا بخت اس افتاد کو

وہ آئے ذرا آنے کا انداز تو دیکھو
اے ہمدمون یہ وصل خدا ساز تو دیکھو

مارا نگہ ناز سے ٹھوکر سے جلایا
اس رشک مسیحا کا یہ اعجاز تو دیکھو

اعدا کو تعظیم بجاتا ہی ستمگار
گھر مین مرے اغیار کا اعزاز تو دیکھو

ہی دل کو ہمارے ہوس عرش معلّے
مرغ قفس عشق کے پرواز تو دیکھو

کیا دیکھا ہی تمنے ابھی دنیا کا تماشا
ہان چشم تغافل ہو اگر باز تو دیکھو

کہتے ہین سمجھ لونگا خبردار مین تمسے
کھل جائیگا الفت کا اگر راز تو دیکھو

کس حسرت و ارمان سے دم توڑ رہا ہی
مقتل مین سوے عاشق جانباز تو دیکھو

کیا یونہین رہا کرتے تھے بگڑے ہوے مجھسے
تم آج کل اپنا ذرا انداز تو دیکھو

اِس ناز سے کہتے ہین سخن آتے ہین ہم بھی
آواز کے قربان یہ آواز تو دیکھو

یہ احتشام یہ زیبائش سمند نہو
جلوہ مین آپ کی گر یہ نیاز مند نہو

جنون کے ساتھ بیابان مین عجب کھیل کھیلین
بہار مین جو ہمین ابکی قید و بند نہو

چڑھے وہ بام حقیقت پہ کسطرح زاہد
کسی کی زلف کی جب ہاتھ مین کمند نہو

کسی کو آپ سمجھتے نہین جہان مین حسین
بشر کو چاہیے اتنا بھی خود پسند نہو

کمالِ عشق مین صدمہ ضرور ہوتا ہی
محالِ عقل ہی اسمین اگر گزند نہو

کسی کی زلف کی ہی وصل مین یہ سرگوشی
کہ میرے دام تعلق مین پائے بند نہو

وہ چشم کیا جو ترے واسطے نہو گریان
وہ قلب کیا جو پریشان و دردمند نہو

وہ دل نہین جو ترے ناز کا نہو پامال
وہ سر نہین جو سنان پر تری بلند نہو

ہجوم یاس مین جبتک دعا کو ہاتھ اٹھین
در قبول بھی جبتک الٰہی بند نہو

یہ در ہی روز جزا اُسکی بے نیازی سے
کہ اُسکو بھی کہین ناز بتان پسند نہو

عدو کو کرتے ہو میرا انیس تنہائی
یہ تمسے کیون نہو تم میرے دردمند نہو

یہ حکم ہی کہ کر و صبر اور بھی چندے
کہو تو کیونکہ قلق اے سخن دو چند نہو

اس طرح غربت مین ہی مجکو وطن کی آرزو
جیسے بلبل کو قفس مین ہو چمن کی آرزو

ہو کسی کو عمر بھر سیر چمن کی آرزو
ہی یہان تو اک مژہ بر ہم زدن کی آرزو

عاشقِ شیدا جو پُرحسرت نہ ملتے خاک مین
کیونکہ بر آتی کہو چرخِ کہن کی آرزو

کسقدر آوارہ صحرائے الفت ہین وہ گوک
تھک کے جو کرتے ہین آخر راہزن کی آرزو

ایک تازہ زخم ہو پہلو مین ظالم اور بھی
ہی یہی اب تو مرے زخم کہن کی آرزو

غمگسار ہوگا دشمنون کو جب وہ آئینگے یہان
کم نہین ہی مجھسے کچھ اُس گلبدن کی آرزو

کشمکش مین تھا تامل ہمکو لیکن کیا کرین
جب یہی ہی ساقی تو توبہ شکن کی آرزو

خط پہ ملجائے جو بوسہ چاند سے رخسار کا
برہمن دل کو کہون اسکو گہن کی آرزو

ہائے کس حسرت سے اپنی جان شیرین کو وہ دے
اور یون رہ جائے دل مین کوہ کن کی آرزو

اسکو بھی قاتل نے سینے سے نکالا کھینچکر
تیر تھا وہ یا کہ تھی مجھ خستہ تن کی آرزو

مجکو اسکو ایک جا کردے تو کیا دشوار ہی
آرزو کچھ میری کچھ اس سیمتن کی آرزو

جسکے وعدہ کا نہین کیا ہو سیکڑون ارمان کا خون
پھر بھی دل مین ہی اُسی پیمان شکن کی آرزو

کاش لینے سے ہم آغوشی کے ہو جسکا فشار
اے دشمن اور اُس نازک بدن کی آرزو

آجائیگی جس اہل ہوس کو ہو فرض
مانگ کر لیجائے وہ مجھ خستہ تن کی آرزو

دل مین کیون آئے خیال غیر کے ہمراہ وہ
مجکو خلوت مین نہین اس انجمن کی آرزو

ڈال دو رومال تم اپنا جو میری لاش پر
خضر بھی کرنے لگین ایسے کفن کی آرزو

مجھسے پُر ارمان کو کھو کر یہ کہو گے ایک دن
قبر پر روتی ہی یہ کس خستہ تن کی آرزو

میرے ارمان دل نکلے بدولت آپ کے
دل کی دل ہی مین رہی لیکن سخن کی آرزو

گلہ شکوہ ہو جو کچھ گفتگو ہو — اُسی سے کیون نہ چلکر دو بدو ہو
دم گریہ مقابل گر عدو ہو — تو مجکو دیکھکر بے آبرو ہو
فلک تیری کجی کو مانتا ہون — نہین ممکن کہ سیدھا مجھسے تو ہو
وہ ناز حسن ہی تمکو کہ گویا — جہان مین ایک تم ہی خوبرو ہو
چلون مین آپ ہی قاصد کے ساتھ — کہانتک خط مین شرح آرزو ہو
جنون کے ہاتھ سے ہین تنگ دامن — ہمارا ذکر اور یون کو بکو ہو
گریبان ہو تو کچھ تدبیر کیجے — دل صد چاک میرا کیا رفو ہو
کمر مین تو جسے رکھتا ہی قاتل — وہی خنجر ہو اور میرا گلو ہو
نہین سنتا وہ بے پروا کسی کی — پھر اُس سے کیونکہ شرح آرزو ہو
شکایت پر وہ کرتے ہین گلہ یون — کہ مجکو پھر نہ جاے گفتگو ہو
منا لینے کا اک موقع ہی ملجاے — اُسے جو روٹھنے کی مجھسے خو ہو
کرون کیا حشر مین اے داور حشر — اُسے دیکھون کہ تجھسے گفتگو ہو
وہی جانے تری چالاکیون کو — جسے تیری طرح وعدہ کی خو ہو
ہمارا حشر تو یون ہی مناسب — کہ بس ہم ہون وہان اور ایک تو ہو
بُرا الفت کا ہو تجھسے بھی ہو رشک — سمجھتا ہون کہ تم میرے عدو ہو
اگر ہو امتحانا جور اُسکا — تو پھر مرنے کی کیونکر آرزو ہو
تمنا ہو تو ہو تیری تمنا — اگر کچھ ہو تو تیری آرزو ہو

مجھے دو دل کے ماتم کی اجازت — یہ آرائش اگر بہر عدو ہو
نظر کیونکر پڑے اپنی کسی پر — نگاہون مین ہماری جبکہ تو ہو
ادھر آؤ گلے لگ جاؤ میرے — کبھی تو دل کی پوری آرزو ہو

سخن ملنا نہین آسان اُسکا
عدو کو لاکھ اُسکی جستجو ہو

ردیف ہائے ہوز

اُسکی مژگان ہی یون نگاہ کے ساتھ — جس طرح ہو سپاہ شاہ کے ساتھ
ہمنشین کچھ نہ پوچھ حال مرا — دم نکلجائیگا اک آہ کے ساتھ
مجذوب ہی کس بلا کا آنکھون مین — دل کھنچا جاتا ہی نگاہ کے ساتھ
کبھی تیور پہ اپنے میل نہ آئے — ظلم تیرے جو ہون نباہ کے ساتھ
آسمان کی بھی کچھ حقیقت ہی — یہ فنا ہوگا ایک آہ کے ساتھ
معرکہ روز چاہیے مجھکو — اے فلک تجھسے کینہ خواہ کے ساتھ
یون تو بیشک گناہگار ہین ہم — معترف ہین مگر گناہ کے ساتھ
کیا ہی تنہائی مین جو گھبرائے — بدگمان مجھسے خیر خواہ کے ساتھ
مہر تابان پہ ہو جو چشمک زن — کیا ہو نسبت پھر اُسکو واہ کے ساتھ
یہ کرم تمھارا کہ الفت مین — یون بسر کی جو عز و جاہ کے ساتھ
جام مے مجھکو دے وہی ساقی — کرے جو مست اک نگاہ کے ساتھ

کعبہ و دیر ہین مگر مجکو — اُنس ہی تیرے جلوہ گاہ کے ساتھ
تونے دیکھا نہ شہسوار مجھے — ہین تو تھا تیری گرد راہ کے ساتھ

ہر سخن عشق مین وفا لازم
چاہ بھی چاہیے نباہ کے ساتھ

چلگی گر تری تیغ ستم آہستہ آہستہ — رسک کر ہم بھی دینگے اپنا دم آہستہ آہستہ
کیا ہی ضعف مین نامہ رقم آہستہ آہستہ — تو قاصد کا بھی اُٹھتا ہی قدم آہستہ آہستہ
خبر کیا پوچھتے ہو سالکان راہ اُلفت کی — گئے وہ لوگ سب سوے عدم آہستہ آہستہ
اگر تم چاہتے ہو مین نہ بسمل ہون نہ خنجر — تو پھر چلتی ہی کیون تیغ دو دم آہستہ آہستہ
نہین بچتا کبھی مارا ہوا اُس زلف پیچا کا — اثر کرتا ہی اُس افعی کا سم آہستہ آہستہ
شہ اقلیم وصحرا ہون ہوا کھانے نکلتا ہون — جنون کے ساتھ رکھتا ہون قدم آہستہ آہستہ
اکڑ کر کیون نکلتے ہو غرور دکبر و نخوت سے — زمین پر غافلو رکھو قدم آہستہ آہستہ
نہ بل کھاتے کمر بار نزاکت سے کہین یکبو — زمین پر ناز سے رکھو قدم آہستہ آہستہ
فریب اُنسے کرینگے جان دینگے اُنپہ عشق کھاکر — اُنھین یان لائینگے ہم دیکے دم آہستہ آہستہ
اثر ہی یہ مرے مضمون ضعف و ناتوانی کا — کہ پڑھتا ہی مرے خط کو صنم آہستہ آہستہ
نہین شکوہ فقط تیرا سو اتیرے بھی او ظالم — بہت سے ہوگئے ہم پر ستم آہستہ آہستہ
اگر یونہین رہینگے ایکشو واعظ کی بوچھارین — تو مٹ جائیگا نام جام جم آہستہ آہستہ
حسین کو دیکھکر کوچون مین معمول ہی اپنا — کہ پیچھے اُسکے ہولیتے ہین ہم آہستہ آہستہ

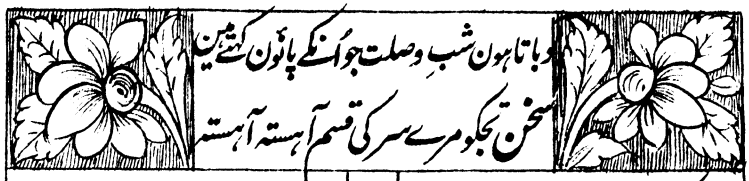

یار بھی کرتا ہی تقریر سحاب و آئنہ
ای خوشا اقبال و توقیر سحاب و آئنہ

قطرہ افشان کاکل مشکین رخِ پر نور پر
صاف دکھلاتی ہی تصویر سحاب و آئنہ

مین فدے اُنکے زلف و رخ ہون مین سنو گر اِدن
میرے آگے کیجے تقریر سحاب و آئنہ

میری آہ نارسا تیری نگاہ بے پناہ
ای پری پیکر یہ ہین تیر سحاب و آئنہ

ہین اسیر اُلفتِ گیسو و رخسارِ صنم
برق اور جوہر ہین زنجیر سحاب و آئنہ

میرا رونا اُنکی حیرت سیر کا ہنگام ہی
دیکھ لو یکجا ہی تصویر سحاب و آئنہ

گریہ و حیرت خدا نے دی انھین کیا کیجیے
تھی ازل سے یونہین تقدیر سحاب و آئنہ

گہ رقیق القلب ہی گہ صاف ہی وہ سنگدل
دل مین اُس بت کے ہی تاثیر سحاب و آئنہ

اشک سے پُر آب وہ دیکھے سے یہ حیرت زدہ
چشم عاشق سے ہی تحمیر سحاب و آئنہ

اِک نظر دیکھو جو دونون کی طرف ای شاہِ حسن
معجزے دکھلاے تنویر سحاب و آئنہ

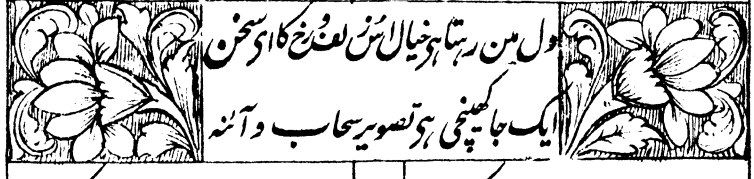

ذرہ اسی بات پہ ہی برزبان خدا کی پناہ
یہی ہی حال تو ای مہربان خدا کی پناہ

فغان کا طرز ہی ہر وقت گفتگو مین مری
کہ سنکے کہتے ہین سب الامان خدا کی پناہ

کشاکشِ خم گیسو سے تو رہے محفوظ
تجھے ہمیشہ دل ناتوان خدا کی پناہ

یہ ضعف ہی کہ اشارہ بھی ہو نہین سکتا
ذرا بھی اب نہین تاب و توان خدا کی پناہ

عدم تھا ہستی ناپائدار سے بہتر
کہان تھا مین مجھے لائی کہان خدا کی پناہ

وہ حال زار مرا مجھسے سنکے کہنے لگے
یہ طے نہو گی کبھی داستان خدا کی پناہ

نظر اٹھاکے بھی اب دیکھتے نہین مجکو
ہوا مین آپ کو ایسا گران خدا کی پناہ

مسافران عدم کا شمار ہو کس سے
چلے ہی جاتے ہین یہ کاروان خدا کی پناہ

ہزار گریہ کرون ضبط ہو نہین سکتا
کہ ہر مژہ سے ہی دریا روان خدا کی پناہ

یقین ہی کہ تہ خاک بھی نہ چین ملے
غضب کی آپ مین ہین شوخیان خدا کی پناہ

مرے جواب فغان مین فلک سے آتی ہی
صدائے الحذر و الامان خدا کی پناہ

فلک تو کیا کہ خبر لامکان کی لی اسنے
ہماری آہ بھی پہونچی کہان خدا کی پناہ

مرے بیان کو کیا لفظ عشق کو دیکھو
یہ ایک حرف ہوا داستان خدا کی پناہ

کبھی خیال مین میرے کبھی ہو غیر کے گھر
کہان سے جاتے ہو تم بھی کہان خدا کی پناہ

ابھی تو بھیجا ہی قاصد ابھی یہ کہتا ہون
کہ مر کے رہگیا ظالم کہان خدا کی پناہ

سخن جہان کو دم بھر مین خاک کر دیگا
ہمارا نالۂ آتش فشان خدا کی پناہ

دل کا لگا و پاتے ہین اس بیوفا کے ساتھ
عشاق سے رہا جو ہمیشہ دغا کے ساتھ

کچھ خاک تھی ہماری جو اس نقش پا کے ساتھ
اڑ کر نبی نمونۂ محشر ہوا کے ساتھ

کرتے ہین مجھپہ ظلم وہ کس کس ادا کے ساتھ
بیجا گلے مین ناز ہین عذر جفا کے ساتھ

یاد آگیا فراق مین ہمکو تو رو دیے ہنسنا کسی کا وصل مین ناز و ادا کے ساتھ

سب بھول جاؤ اپنی خود آرائیان صنم پالا پڑے تمھین جو کسی مبتلا کے ساتھ

مین دارو ے شفا ہی سمجھکر پیون اُسے دے مجکو تو جو زہر بھی قاتل دوا کے ساتھ

دینا ے بد نہاد کا جھگڑا ہوا تمام اب ہی معاملہ ہمین اپنے خدا کے ساتھ

ہر ایک ملتجی ہی تری بارگاہ مین ہی ایک سا معاملہ شاہ و گدا کے ساتھ

اُس مہروش کے سامنے پایا نہ کچھ فروغ ذرون نے میری خاک کے اڑکر ہوا کے ساتھ

جاتی ہی روز کوچۂ جانان مین بیدھڑک کیونکر نہ رشک ہو مجھے باد صبا کے ساتھ

حاصل ہوا وصال سے کیا مدعا ہمین یونہین رہینگے آپ جو شرم و حیا کے ساتھ

تکلیف قتل تجکو مرے ضعف نے نہ دی کیا اڑ گیا مین تیغ کی قاتل ہوا کے ساتھ

اتنا تو صبر دے مجھے یارب کہ وصل مین بولون نہ مین خود اُس بت نا آشنا کے ساتھ

یونہین ہر ایک دل مین جو گھر کیجیے گا آپ کیونکر ملینگے دوست کسی آشنا کے ساتھ

رخ کی طرف ہون مین وہ ہوا خواہ زلف کی جھگڑا ہی رات دن یہ دل مبتلا کے ساتھ

تمکو اگر ہو کچھ بھی ہماری وفا کی قدر ہمتو لڑا وین جان تمھاری جفا کے ساتھ

دامان یار تک بھی نہ پہونچا کسی طرح بر باد ہی غبار ہمارا صبا کے ساتھ

روز جزا بھی شکوہ کرینگے نہ آپ کا یونہین رہینگے تا بہ قیامت وفا کے ساتھ

تقدیر مین جو وصل بفرض محال ہو پھر گفتگو ہو اُس بت دیر آشنا کے ساتھ

تعریف اُنکی وصل مین ہی جانفزاے دل بس کیجیے وہ کہتے ہین جسدم حیا کے ساتھ

ہر شی مین بسکہ جلوۂ جانان ہی آشکار
دل لگ گیا مشاہدۂ ماسوا کے ساتھ

جی بھر کے پہلے دیکھ تو لو اُنکو حشر مین
تقریر پھر ہو داور روز جزا کے ساتھ

ہنستی ہی تیرے آنے کے وعدہ پہ وہ بجلی اب
کرنا نہ تھا ہمین یہ بہانہ قضا کے ساتھ

جی چاہتا ہی خاک مین ملجائیے ابھی
نیچی نگاہ قہر ہی اُنکی حیا کے ساتھ

گریہ نے بات کی بھی تو مہلت نہ دی سخن
گھر مین ہم اُنکو لائے تھے کس التجا کے ساتھ

فرقت مین جو ہی محن ہمیشہ
بھاتی نہین انجمن ہمیشہ

رہتا ہی ہزار جاسے صد چاک
دیوانون کا پیرہن ہمیشہ

اُس بت نے نظر نہ کی ذرا بھی
پوجا کیے برہمن ہمیشہ

مقتول نگہ پڑے ہین ہر جا
کوچہ ہی تمھارا رن ہمیشہ

دشمن کو کیا ہی آج ٹھنڈا
تھی مجھسے اُسے جلن ہمیشہ

کیا تمکو وطن بتائین اپنا
ہمتو رہے بے وطن ہمیشہ

آرائش تن سے کیون ہی نفرت
پہنا کرو نور تن ہمیشہ

وعدون کے شمار مین تم اکثر
کرتے ہو بہت غبن ہمیشہ

پاس آئے کبھی نہ میرے افسوس
بھاگے رہے جان من ہمیشہ

برگشتہ رہا مثال جانان
ہمسے فلک کہن ہمیشہ

کیا ضعف مین داغ دل ہو روشن
اس چاند مین ہی گہن ہمیشہ

سب وقت پہ اپنے چل بسینگے — کس کا ہی یہاں دامن ہمیشہ
پائی نہ ترے بدن کی خوشبو — سونگھے گل و یاسمن ہمیشہ
رنگین ہی خون سے عاشقوں کے — ہی تیغ تری دامن ہمیشہ
کشتوں پہ تمہارے زخم کے — گریاں ہین تہ کفن ہمیشہ

مضمون نئے سنینگے تم سے
کہتے ہو غزل سخن ہمیشہ

تھی فکر مین پیرزن ہمیشہ — غافل رہا کودکپن ہمیشہ
عریانی ہی زیب تن ہمیشہ — صد چاک ہی پیرہن ہمیشہ
رہتا ہی برنگ بوگریزان — مجھسے مرا گلبدن ہمیشہ
خم ہون بخیال زلف جانان — گردن پہ ہی یہ رسن ہمیشہ
بھرتی ہی تمہارے کان مجھسے — یہ کاکل پرشکن ہمیشہ
اٹلے وہ قمر نقاب شب مین — رہتا نہین کچھ گہن ہمیشہ
بڑھتی ہی میری سوزش دل — گھٹتا ہی کیا بدن ہمیشہ
ظاہر نہ ہوئی کمر تمہاری — پنہان ہی رہا دہن ہمیشہ
ہم عشق مین ناصحا کرین صبر — اور وہ بھی جناب من ہمیشہ
ہی جوش جنون سے میرے تن پہ — ہر جامہ نو کہن ہمیشہ
بیخود رہے جب تلک جیے ہم — غربت رہی درد من ہمیشہ

[illegible] حسرت و یاس — خلوت میں ہے انجمن ہمیشہ
[illegible] ہے بہار کوئی دن کی — بلبل ہے نہ ہے چمن ہمیشہ
[illegible] ہر کوئی دم — ہے شمع نہ انجمن ہمیشہ
کچھ کہیے انقلاب اٹھائے ہے — کیا رہیے گا اب دلہن ہمیشہ
[illegible] کے رہن میکدہ تم — زاہد مرا پیرہن ہمیشہ
[illegible] چاہیے کیجیے قتل مجکو — یاں دوش پہ ہے کفن ہمیشہ
[illegible] دے رہا ہے ظالم — سب سے ترا بانکپن ہمیشہ
[illegible] جوان سے قبر میں بھی — پھڑکے ہی رہا کفن ہمیشہ

[illegible] یار کبھی نہ نیند آئی
[illegible] پا کیے اسے سحن ہمیشہ

[illegible] دہن ہمیشہ — ہیں لعل و گہر چمن ہمیشہ
[illegible] ہیں تمہاری نازکی پر — ریحان و گل و سمن ہمیشہ
[illegible] ایک تمہارے وحشیوں کو — غربت سفر و وطن ہمیشہ
[illegible] ہے تمہیں سے اک لاگ — ہر شیخ سے برہمن ہمیشہ
[illegible] سے ہیں کہ خجل ہیں — نسرین گل و نسترن ہمیشہ
[illegible] تمہاری انکھڑیوں سے — نرگس جادو و ہرن ہمیشہ
[illegible] تمہارے اوپر — جن و پری مرد و زن ہمیشہ

کشتون پہ ہمارے نوحہ خوان ہین — داغ نل و کوہ کن ہمیشہ
ہمسے تو نہ کیجے خدارا — یہ مکر و فریب و فن ہمیشہ
ہین میرے یہی انیس و ہمدم — رنج و الم و محن ہمیشہ
تقدیر سے ہین مجھے میسر — مہ رو گل و نسرین و سمن ہمیشہ
ہاتھون پہ لیے ہین تیرے شیدا — قلب و سر و جان و تن ہمیشہ
ہی وقف برائے تیغ قاتل — جان و جگر و جبین ہمیشہ
گلرو تری اس ہنسی پہ صدقے — گلزار و گل و چمن ہمیشہ
کیون ہی ترے ابرو دون پہ ظالم — یہ چین و خم و شکن ہمیشہ
پاس اپنے بدفع عذر قاتل — ہی تیغ و سپر و کفن ہمیشہ

کچھ شعر پڑھو بطرز دیگر
تا یاد رہین سخن ہمیشہ

بستہ نہین بانکپن ہمیشہ — اب دو نہ مجھے محن ہمیشہ
تم رونق بزم مہوشان ہو — مین غمکش انجمن ہمیشہ
تم اور سر ظلم و بدعت و جور — مین اور مرا سر و جان ہمیشہ
مین تو کبھی اُف کرون نہ قسمے — تم یون رہو طعنہ زن ہمیشہ
تم اور کبھی نہ ہنس کے بولو — ابرو پہ رہی شکن ہمیشہ
مجھسے نہ ملو ملو عدو سے — اچھے نہین یہ چلن ہمیشہ

کہدو تو نہ تمسے بولین اب ہم — گویا رہین بے دہن ہمیشہ
شرتمنے نکالی خیر بہتر — اب بگڑیگی جان من ہمیشہ
اللہ تمہارا اب نگہبان — اور سایۂ پنجتن ہمیشہ
دل دینگے اب ایسے شوخ کو ہم — ہو تم پہ جو طعنہ زن ہمیشہ
پیدا کرین وہ صنم جو تمکو — کہتا رہے بہ چسلن ہمیشہ
دل شاد کرین اُسی سے اپنا — رہتا ہی جو خندہ زن ہمیشہ
رکھیگا تمہاری بزم برہم — وہ رونقِ انجمن ہمیشہ
کیا سیر ہووے جو خار تمکو — طعنون سے وہ گلبدن ہمیشہ
جاؤ جو کبھی گلی مین اُسکی — سمجھو اُسے پھر وطن ہمیشہ
ڈالو جو نگاہ اُسکے رخ پر — تکتے ہی رہو دہن ہمیشہ
بل دیکھو جو اُسکے گیسوون کا — کاکل پہ رہے شکن ہمیشہ
سونگھو جو شمیم زلف اُسکی — پھر ڈھونڈھو رہ ختن ہمیشہ
آئین جو نظر تمہین وہ ابرو — پھر یون نہ ہو تیغ زن ہمیشہ
دیکھو جو تم اُسکی چشم جادو — پالا ہی کرو ہرن ہمیشہ
آتے جو نظر وہ ترچھی چتون — بھولے رہو با نکپن ہمیشہ
پاؤ جو کبھی تم اُسکو خندان — روتے رہو گلبدن ہمیشہ
ڈوبے رہو چاہ غم مین اُسکے — دیکھا ہی کرو ذقن ہمیشہ

تم بات کرو وہ ہنس کے ٹالے — سمجھے تمھین کم سخن ہمیشہ
ہر وقت اُڑے قہقہون مین — تم پر رہے خندہ زن ہمیشہ
بگڑو تو وہ اور تمکو چھیڑے — دے یونہین تمھین محن ہمیشہ
تم دے نہ سکو جواب اُسکا — وہ تمسے کرے سخن ہمیشہ
مانگے نہ ملے پناہ اُس سے — بھاگے پھر و جانِ من ہمیشہ
پھر ہاتھ نہ آئین ہم تمھارے — گو لاکھ کرو جتن ہمیشہ
پھر تمکو نہ پوچھین ہم کہ ہو کون — ہو پاس وہ گلبدن ہمیشہ
پھر مجکو بُری لگین نہ کیونکر — باتین تری دل شکن ہمیشہ
پھر ناز تمھارے کیون اُٹھائین — دین رنج بجان و تن ہمیشہ
پھر آئین نہ ہم تمھارے دم مین — کرتے رہو مکر و فن ہمیشہ
پھر پیچ مین زلف کے نہ آئین — سمجھین اُسے ہم رسن ہمیشہ
پھر نام سے میرے ای پری رو — تھرّائے ترا بدن ہمیشہ
پھر مُنھ نہ دکھائے مجکو تکلیف — ہو راحت جان و تن ہمیشہ
پھر عشق مین ہو نہ کچھ مصیبت — پھر ہو نہ مجھے محن ہمیشہ

پھر لاکھ منائے وہ نہ مانو
روٹھے ہی رہو سخن ہمیشہ

ردیف یاے تحتانی

مر گیا شوق دید مین کس کے — پھول تربت پہ ہین جو نرگس کے
غیر آتے ہین کس طرح دکھین — ہم ہین مشتاق تیری مجلس کے
ہو مبارک صنم نئی پوشاک — اُترے تیر سے یہ بھی گھس پس کے
جو مجھے دیکھتا ہی کہتا ہی — ہوش مطلق بجا نہین اِسکے
مثل یوسف وہ بیچ ڈالیگا — ہاتھ تم آگئے جو مفلس کے
درد سر ہی رہے ہمیشہ گر آپ — سر مین صندل لگائیے گھس کے
لِلّٰہ الحمد خواب مین آیا — رات دن منتظر تھے ہم جسکے
جان بھی ساتھ ہی چلی اُنکے — پاس سے دونون اب مرے کِسکے

قدر کرتے ہین ماہوش میری
پاس جاتے ہین اے سخن جسکے

مِلے نہ دُرد بھی ساقی شراب کے بدلے — جلے نہ کیونکہ مرا دل کباب کے بدلے
پسند ہون تو لگا لیجے زین توسن مین — ہماری آنکھون کے حلقے رکاب کے بدلے
سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینون پر — ہمین تو موت ہی آئی شباب کے بدلے
شبیہ یار کو بدلون شبیہ یوسف سے — ورق غلام کا لون آفتاب کے بدلے
الم پسند ہون کیا کیا ہین خاطرین میری — قرار دہر کو ہی انقلاب کے بدلے
سبب ہی کیا جو دمان نامہ بر کو دیر ہوئی — وہ آپ آئینگے شاید جواب کے بدلے

چمک رہا ہی شب ہجر کلبۂ غم مین
ہمارا داغ جگر آفتاب کے بدلے

وہ بادہ کش ہون کہ غفلت ہوئی تو ساقی سے
دیا شراب کا چھینٹا گلاب کے بدلے

فراق یار مین گنتے ہین ساعت شب ہجر
یہین عذاب ہی روز حساب کے بدلے

سخن غذا ہی جو ہجر صنم مین لخت جگر
تو خون دل ہی ہمارا شراب کے بدلے

حالت ہی وہی شام سے پھر درد جگر کی
امید نہین آج تو ہمکو بھی سحر کی

اللہ ری نزاکت کہ دم بندش مضمون
تار رگ اندیشہ ہی تشبیہ کمر کی

لیتے نہین ارمان لب خاموشی کے بوسے
کیا حرف تمنا بھی قسم ہی ترے سر کی

پیغام اجل تھی خلش جنبش منقار
بسمل ہوے سنتے ہی اذان مرغ سحر کی

لیجاے نہ پیغام نہ بو زلف کی لائے
اے باد صبا تو نہ ادھر کی نہ ادھر کی

اے موج ہوا خوب نکالینگے ترا بل
وہ زلف اگر بال برابر کہین سر کی

مانا کہ وہ کل صبح کو پھر آئینگے لیکن
امید کسے ہی شب فرقت مین سحر کی

جب ہاتھ وہ رکھتے ہین سنبھل جاتے ہین دونون
حالت انھین دکھلایے کیا قلب و جگر کی

الماس مین یہ بہر جگر کاوی عشاق
تشبیہ ہی بیجا ترے دانتون سے گہر کی

خاموشی لب مین بھی تکلم کا مزا ہی
کیا بات ہی واللہ بت رشک قمر کی

مدفن ہو مرا کوچہ جانان مین عزیزو
مر کر بھی تمنا ہی اسی راہ گذر کی

ہر برگ شجر وجد مین ہی گل مین شگفتہ
کیا زمزمہ پردازی ہی مرغان سحر کی

افسوس دم مرگ رہی حسرت دیدار
آتے دہ مگر انکو کسی نے نہ خبر کی

سچ ہی یہ سخن مصرع برجستہ شاعر
پتھر مین بھی ہوجاتی ہی تاثیر نظر کی

برقِ رخشان سے زیادہ تیز ہی
تیز یون پر عمر کا شبدیز ہی

مین اُسے جی بھر کے دیکھون کسطرح
وائے ناکامی کہ خنجر تیز ہی

طائرانِ ہم کے اُڑتے ہین ہوش
ای جنون کیا دشت وحشت خیز ہی

ساغرِ امید بھی چھلکے گا اب
کاسۂ عمرِ عدو لبریز ہی

خوب محشر مین کرینگے گفتگو
یان خطِ تقدیر دستاویز ہی

کہتے ہین سُنکر مری فریاد کو
یہ کسی کی آہ درد آمیز ہی

یاد رکھ اے نامہ بر اتنا پتا
خاک کوے یار عنبر بیز ہی

اے سخن جھنکار ہی زنجیر کی
بات بھی تیری جنون انگیز ہی

منور جام ہی یون تیرے عکس رخ تابان سے
ضیا پاتا ہی ساقی ماہ جیسے مہر رخشان سے

گلہ مجکو بھی ای پردہ نشین ہی چشم گریان سے
کہ اشک آنے ہوے کیون آشنا دامان مژگان سے

ہوئی ہی کچھ تو تیغ وزلف مین قاتل کی سرگوشی
کہ بوے مشک آتی ہی ہمارے زخم خندان سے

غبار دشت کیا بہلاے میرے دل کو وحشت مین
بہلتا ہی کہین دل بھی پریشان کا پریشان سے

تصور کر بجاے باغ میرے دل کا او گلرو
خیالِ داغِ دل بھی کم نہین سیر گلستان سے

اُنھین کی آبرو ہی جنکا ہی اُفتادگی شیوہ
گہر بنتا ہی گرتا ہی جو قطرہ ابر نیسان سے

ہمین تو خط پہ بھی بوسہ لبون کا اُنکے ملتا ہی
سکندر کیون رہا محروم ای خضر آب حیوان سے

جلانا اُنکا اور رونا مجھے اپنا جو یاد آیا
تو شب کو مین لپٹ کر خوب رویا شمع سوزان سے

مبارکباد قتل عام ای دل عید قربان ہی
رنگا قاتل نے جو ڑا آج پھر خون شہیدان سے

بجھائے شعلۂ داغ جگر کو کون فرقت مین
لگی ہی آگ یہ میرے چراغ زیر دامان سے

تمھارا تو یہی اک شغل ہی بیٹھے ہو کوٹھے پر
کہو تو آج دل کتنے کمند زلف مین پھانسے

ہوائے غم ہی جوش اشک ہی ای دل خدا حافظ
خطر ہی کشتی عمر روان کو ایسے طوفان سے

جسے دیکھا اُسی کو مار ڈالا میرے قاتل نے
نگاہ بیحجاب اُسکی نہین کم تیغ عریان سے

اگر مین عشق مین اُس مہروش کے خاک ہو جاؤن
لڑائے آنکھ ہر ذرہ مرا خورشید تابان سے

تسے جوڑے کی بندش سے نہو دل بستگی کیونکر
پریشان کیون نہو عاشق تری زلف پریشان سے

نہین ممکن کہ محراب عبادت تیری ای زاہد
زیادہ منزلت مین ہو ہمارے طاق نسیان سے

اگر بھیجا تو خط غیر بھیجا نام سے میرے
ستم کرتا ہی وہ ظالم ہمیشہ طرفہ عنوان سے

چلو اچھے رہے ہم وصل کے سامان مین اُلجھے مین
تمھین فرصت نہین آرائش گیسو پیچان سے

بہ تبدیل قوافی اک غزل تو اور بھی لکھو
نکالو کچھ نئے مضمون سخن طبع سخندان سے

فروغ حسن مین بہتر ہی تو خورشید انور سے
منور ہین دل عشاق تیرے روے انور سے

نہ جنت کی تمنا ہی نہ مطلب مجکو کوثر سے
غرض وان کی بھی ہی اپنے داغ دل اور دیدۂ تر سے

دم گریہ بپا طوفان ہوا اشک دیدۂ تر سے
جھڑی لگ جائے آنسو کی سحاب چشم اگر برسے

خیال روے جانان عالم سودا مین ہی ہمکو
فزون ہی پنبۂ داغ جنون خورشید محشر سے

پڑے جن کو اُتارا ساقی ہوش نے شیشے مین
کیا واعظ کو محو دختر رز ایک ساغر سے

شب وصل صنم آواز قد قامت قیامت ہی
نکل جاتا ہی دم زاہد ترے اللہ اکبر سے

وصال یار کا طالب ہی کس امید پر نادان
کوئی پوچھے تو یہ میرے دل ناکام مضطر سے

ہمارا سخت جان ہونا تجھے باور نہین ظالم
ہمین تو ذبح کرکے دیکھ لے اب تیز خنجر سے

سراسر اسمین جو مضمون ضعف و ناتوانی ہی
تو خط لیکر اڑا جاتا نہین میرے کبوتر سے

دیا ہو کا دل راحت طلب نے وصل مین ہمکو
لپٹ کر سو رہے ہم یار کی زلف معنبر سے

ہمین کیا گر کسی کو تو نے اپنا جلوہ دکھلایا
کہ اپنی عمر بھر ہمتو ترے دیدار کو ترسے

نہ نکلی حسرت دیدار بھی اے وائے ناکامی
کیا قاتل نے میرے ذبح مجھکو تیز خنجر سے

صدائے نالۂ دل صور ہی داغ جگر خورشید
ہمارا روز ہجران کم نہین کچھ روز محشر سے

نہین معلوم کیا طوفان بپا ہو کیا قیامت ہو
گرے گر ایک بھی آنسو ہمارے دیدۂ تر سے

کیا کب مین نے شکوہ غیر کا کچھ خیر ہی تجھکو
خدا محفوظ رکھے او بُت کافر ترے شر سے

بلا سے گر نہ آئے فہم جاہل مین کلام اپنا
سخن مین تو مخاطب بزم مین ہین اہل جوہر سے

جو حسن یار ترے روے بیحجاب مین ہی
نہ ماہ مین وہ ضیا ہی نہ آفتاب مین ہی

نقاب سے جو رخ دلربا بحجاب مین ہی
گمان ہی مہر نہان پردۂ سحاب مین ہی

فشارِ دامنِ صد چاک سے بہین دریا
یہ جوشِ گریہ مرے دیدۂ پرآب مین ہی

شعار اُسکا ہی شوخی تو کچھ نہین کھلتا
اگرچہ غیر کی خاطر وہ اضطراب مین ہی

ترے وصال مین کیا لطف ہی خدا جانے
کہ جس سے وعدہ نہین وہ بھی اضطراب مین ہی

کہو تو حسن کی طرح اُسکو پیس ڈالون مین
رقیب سامنے میرے کسی حساب مین ہی

نہ سمجھو برق اِسے حسن کی تجلی ہی
پری جمال کوئی پردۂ سحاب مین ہی

خدا کرے کہ صنم ہمسے تو بگڑ جائے
بنا ؤ لاکھ طرح کا ترے عتاب مین ہی

تو اب بسے اِسے جلدی سے ذبح کر قاتل
شہید ناوکِ حسرت بڑے عذاب مین ہی

سخن جوان ہی جبتک نہ چھوڑ مے نوشی
مزا شراب کا کچھ عالم شباب مین ہی

تھوکرین کھاتا ہون پھر جاتے ہین اکثر کانٹے
لطف دِکھلاتے ہین کیا کیا مجھے پتھر کانٹے

اُداس گل کی ہی ہر جا ہین روش پر کانٹے
باغبان پھینک دے گلزار سے چنکر کانٹے

رہ اے ذوقِ اسیری نہ ہوائے صیاد
جائے گل آج تو ہین دام کے اندر کانٹے

طعنہ وصف سبکر وی اغیار ہی کیا
کیون چبھوتا ہی گل زخم مین دلبر کانٹے

لبکے وہ جوش جنون ہو کہ ہوے ہین پیدا
جائے سبزہ در و دیوار کے اوپر کانٹے

جی مین آتا ہی کہ آنکھون سے لگا لون اُنکو
ای جنون ہین مجھے مژگانِ کے برابر کانٹے

خارِ حسرت ہین رگون مین مری پنہان قاتل
چھالے توڑین نہ تری تیغ کے نبکر کانٹے

ہر ساقی مین ذرا سے لگا تھی [illegible]
ہو گئے حلق مین عکسِ خطِ ساغر کانٹے

مین وہ مجنون ہون کہ سب کہتے ہین تعظیم مری
آبلون کو مرے رکھ لیتے ہین سر پر کانٹے

آکے میدان مین عاشق کے قدمبوس ہوے
نوک کی لیتے تھے جو باغ کے اندر کانٹے

آہ کس دشت بلاخیز مین لائی قسمت
راہ بھی وہ ہی کہ ہین جسمین سراسر کانٹے

مجکو کھینچے لیے پھرتے ہین اِدھر اور اُدھر
اِندنون ہین ترے مشتاق کے رہبر کانٹے

خط نہین عارض گلگون پہ ترے رشک چمن
حق نے پیدا یہ کیے ہین گل تر پر کانٹے

لوٹتا ہون خلش جنبش مژگان سے تری
چین سے نہین قاتل نہ خنجر کانٹے

اے سخن آٹھ پہر رکھتے ہین بے چین مجھے
ہجر جانان مین ہین تا سر بستر کانٹے

ترے رخسار پر کیونکر نہ خط اے جان جان نکلے
یہ خار سرسبز دیدار عاشق تھے نہان نکلے

نہ کہنے پائے فرط رعب سے کچھ سامنے اُنکے
وہ ہین گر بید ہم اُنکے آگے بیزبان نکلے

تری ہر بات سے لاکھون طرح کے ناز ہین پیدا
ترے ہر ناز پر کیونکر نہ دم اے جان جان نکلے

جفا پر اُنکی مین عاشق وفا پر میری وہ نازان
ہوے نامہربان جتنے وہ اپنے مہربان نکلے

رفاقت کی مری درد والم نے آہ و نالہ نے
شب فرقت مین یہ دو چار اپنے مہربان نکلے

ستم کرتے ہو مجھسے عاشق جانباز پر کر لو
مرا ذمہ جو منھ سے کچھ مرے آہ و فغان نکلے

تمکے واسطے سوکھی ہوئی ہین ہڈیان میری
سگ جانان اگر کھائے تو مغز استخوان نکلے

جلادے مثل خس دم بھر مین میرے جسم لاغر کو
کہین منھ سے جو میرے نالہ آتش فشان نکلے

سخن یہ آرزو ہی ہو مدینہ آشیان اسکا

پھڑک کر جب قفس سے تن کے میرا مرغ جان نکلے

مشکل سبل لوٹتے ہین ہم سر بستر پڑے
ہجر مین مقدور کیا ہی چین جو دم بھر پڑے

کھولکر سینہ اگر دکھلاؤن داغون کی بہار
ایک ہنگامہ میان فتنۂ محشر پڑے

آرزوے جنت الفردوس رہ خشک پہ
مشفق من آپکی اس عقل پر پتھر پڑے

بکے تو اپنے جنون کا اور ہی کچھ رنگ ہی
خون نہ نکلا سیکڑون فصاد کے نشتر پڑے

ہجر دلسوز دشمن کے سبب نالان ہون مین
دیکھیے کس پر مری آہ دل مضطر پڑے

پھر بہار آئی جنون پھر جانب صحرا چلین
پھر وہی طوق اور وہی زنجیر کا لنگر پڑے

لے لیا بوسہ تو بولے یا الٰہی میرا صبر
کہدیا مین نے بھی گھبرا کر بہت بہتر پڑے

ابرو و مژگان سے ظالم نے اشارے پھر کیے
آج پھر دل پر کئی نیزے کئی خنجر پڑے

ای فلک مرتا ہون مین تو اُسکے حسن سبز پر
قبر پر میری گیاہ سبز کی چادر پڑے

مین وہ خود سر ہون کرے تو قتل بھی مجکو اگر
لاش ہو قدمون پہ تیرے دور جا کر سر پڑے

اب نہین طاقت بقدر لذت افتادہ بھی
صبر بھی دل مین نہین جو اُس ستمگر پر پڑے

دیکھنا قسمت کہ مرنے پر مقدر تھا یہ رشک
بچگئے ظلم اُنکے جو مجھسے عدو کے سر پڑے

زالو دلدار پر راحت جنھین ملتی نہ تھی
ٹھوکرین کھاتے ہین غافل دیکھ اُنکے سر پڑے

اسقدر نفرت ہی دشمن کو ہمارے نام سے
جب کوئی بولا سخن بل اُسکے ابرو پر پڑے

ستم نیابت کافر کوئی خدا کے لیے
تڑپ رہا ہی دل مبتلا جفا کے لیے

بگڑ کے زلف صنم دونون ہو گئے برہم
جو ہمنے بوسے کبھی کاکلِ رسا کے لیے

نمک کی کیا ہی حقیقت ستم کرو ایجاد
دہان زخم مین والذتِ جفا کے لیے

یہ کیا کہ اُسکے طرفدار ہو گئے سب لوگ
کوئی تو بولو کچھ انصاف سے خدا کے لیے

وفا کے جرم پہ قاتل نے مجکو قتل کیا
بہانہ چاہیے اب اور کیا قضا کے لیے

یہ آرزو ہی کہ کچھ دل مین آرزو نہ رہے
دعا بھی کی تو فقط ترکِ مدعا کے لیے

صبا دہان سے کبھی شاید اس طرف آجاے
بنا نا قبر مین روزن کوئی ہوا کے لیے

کہان سے لاؤن نیا اک دل و جگر ہر روز
ستم پسند ترے ظلم نا روا کے لیے

تری تلاش مین لاغر ہوا ہون اس درجہ
کہ مردمک ہون ہر اک چشم نقش پا کے لیے

گھٹا گھٹا کے ستم سب مین آشکار کیا
بڑھا بڑھا کے دل اُسکا مری جفا کے لیے

نیا یہ طرز ستم ہی کہ قتل دشمن مین
بلایا مجکو بھی قاتل نے مرحبا کے لیے

مین کس خطا پہ سزاوار قتل ہون ظالم
بہانہ چاہیے کچھ تو مری سزا کے لیے

کچھ ایسی یاس کی صورت ہی سامنے ہر دم
کہ ہاتھ اُٹھ نہین سکتے مین سخن دعا کے لیے

کیون کیا واعظ سر منبر بیانِ موجِ مے
کیا گھٹی کہنے سے تیرے عزو شانِ موجِ مے

ہی لبِ ساقی کی فرقت مین بیانِ موجِ مے
قلقل مینا نہین یہ ہی فغانِ موجِ مے

مست کرتی ہی جوانانِ چمن کو اُسکی بو
موجِ گل پہ کیون نہو ساقی گمانِ موجِ مے

وقتِ مے نوشی کبھی آیا جو سر پہ آفتاب
ہو گیا رخ پر ہمارے سائبانِ موجِ مے

کس قدر تقوے کی یکتا ہی بظاہر میکشو
میری باتون پر ہی زاہد کو گمان موج مے

جسکو جو مرغوب ہی اسکا وہی مطلوب ہی
کیون نہ پھر کہائے قسم ساقی بجان موج مے

مست ہین ٹھنڈی ہوا ہی موسم برسات ہی
لطف کیا موج ہوا کا ہی میان موج مے

خوردہ کر رندون نے محفل مین دعائین دی مجھے
آگیا لب پر جو کچھ میرے بیان موج مے

جی ہان لگتا ہی ساقی مجھ صبوحی نوش کا
ہو جہان کچھ ذکر گل اور داستان موج مے

کیون نہین چلتی ہوا ہی جب موافق ساقیا
کشتی مے مین لگا دے بادبان موج مے

ہوگئی بیہ اسکو پھر نہ رنج اسنے کیا
جسنے دیکھا حال زار کشتگان موج مے

اے سحن سیر چمن سے سیر ہی اب دل مرا
اندنون کرتا ہون سیر بوستان موج مے

کھنچی ہی چشم قاتل مین جو اک تحریر سرمے کی
نظر آتی ہی دست مرگ مین شمشیر سرمے کی

تری آنکھون کے دورے ای صنم گندے ہین صحت کے
عصاے مردم بیمار ہی تحریر سرمے کی

لگاتے ہین اسے خوبان مہوش اپنی آنکھون مین
بنائی ہاے کیا اللہ نے تقدیر سرمے کی

نگاہ غور سے دیکھو تو یہ بھی خاک ہی لیکن
لگایا تنے آنکھون مین ہوئی توقیر سرمے کی

غزال دشت آنکھون کے مماثل ہو نہین سکتے
یہ وہ آہو ہین جنکو چاہیے زنجیر سرمے کی

سحن جب مجکو چشم مست جانان یاد آتی ہی
تو پھر جاتی ہی آنکھون مین مری تصویر سرمے کی

یون کسی پہ کوئی سد گرم جفا ہوتا ہی
پھر کچھ اے یار جو کہیے تو گلا ہوتا ہی

نامۂ یار کو لیکر جو ہوا ہوتا ہی
وہ کبوتر مرا اُڑتے ہی ہما ہوتا ہی

آپ سے آپ گرفتار بلا ہوتا ہی
جو ترا شیفتہ اے زلف دوتا ہوتا ہی

جوڑ چلتے ہین رقیبون کے تو کیا ہوتا ہی
ہم منا لیتے ہین جب یار خفا ہوتا ہی

ظلم ہی مجھپہ کہ کیون تونے نہ روکا اُسکو
تیر بیداد ستمگر جو خطا ہوتا ہی

اہل باطن کا دلا کعبۂ مقصود ہی اور
قبلہ یہ اُنکے لیے قبلہ نما ہوتا ہی

تونے چھڑکا جو نمک خوب کیا او قاتل
بانک زخم کے کھانے مین مزا ہوتا ہی

پر کو تو مثل کبوتر جو اُڑاتا ہی پہ
پر وہ اُڑتے ہی پر بال ہما ہوتا ہی

ہمکو ناساز ہوا رنج دیے کافر نے
نغمہ سنتے تھے کہ اندوہ ربا ہوتا ہی

آج حال دل شیدا کو ہم اُس ظالم سے
کہنے جاتے تو مین پر دیکھیے کیا ہوتا ہی

یاد آتا ہی صنم لطف شب وصل مجھے
جس سے فرقت مین تری رنج سوا ہوتا ہی

وہ ترا ناز سے شرما کے ہٹانا مجکو
ہاے وہ شرم و حیا جسمین مزا ہوتا ہی

بوسہ لینے مین وہ مُنھ دیکھ کے رہ رہ جانا
اور یہ کہنا کہ پھر اس ظلم سے کیا ہوتا ہی

پیش تقدیر ہی تدبیر کو کیا دخل سخن
وہی ہوتا ہی جو قسمت کا لکھا ہوتا ہی

جنون مین نے تری کیا خاک کی تقصیر پتھر کی
کہ ٹھہرائی ہی میرے واسطے تعزیر پتھر کی

کہین ہی سنگ اسود اور کہین تصویر پتھر کی
پرستش جا و بیجا ہی بہر تقدیر پتھر کی

اگر انصاف سے دیکھو تو کیا تقصیر پتھر کی
خطا ہی بُت پرستون کی جو کی توقیر پتھر کی

ہوئی دیر و حرم دونون جگہ توقیر پتھر کی
بڑھائی قدر تو نے او بت بے پیر پتھر کی

سرائے عالم فانی مین تو آباد کر دل کو
ارے نادان بناتا کیا ہی یہ تعمیر پتھر کی

تصور اک بت یکتا کا رہتا ہی مرے دل مین
خدا کے گھر مین بھی پائی گئی تصویر پتھر کی

نگاہ بد سے غیرون کی ذرا اے سنگدل بچنا
خبر لیتا ہی او ظالم نظر کا تیر پتھر کی

مرے دلبر کے آگے سنگریزون نے پڑھا کلمہ
ہوے حیران سنی لوگون نے جب تقریر پتھر کی

بتون سے کم نہین ہی سنگ اسود کعبہ مین لیکن
گنہگارون کی آمرزش سے ہی توقیر پتھر کی

کیا زیب جبین اس بت نے آج الماس کا بینا
خدا کی شان ہی چمکی ہی کیا تقدیر پتھر کی

کبھی تو مثل مقناطیس کھینچے تیغ قاتل کو
الٰہی دے مری گردن مین بھی تاثیر پتھر کی

کھڑے وہ فاتحہ پڑھتے ہین میرے سنگ مرقد پر
خوشا اقبال میرا اور زہے تقدیر پتھر کی

جنون زندان مین جب وحشت زیادہ مجکو ہوتی ہی
تو اڑ جاتا ہون مین دیوار و در تیر پتھر کی

ہزارون آرزوئین ہین کہ بولے وہ بت کافر
مگر وہ میرے آگے جیسے اک تصویر پتھر کی

ترے سینے پہ ہو تختی شب کی ہم رہین حیران
خوشا تقدیر انسان اور زہے تقدیر پتھر کی

بتون کے عشق مین جوش جنون حد سے زیادہ ہی
پنہا دے چارہ گر لاکر کوئی زنجیر پتھر کی

بھلا دون دل سے اپنے کس طرح یاد بتان زاہد
مٹائے سے بھی مٹتی ہی کہین تحریر پتھر کی

ہوا تیغ نگاہ یار کو سنگ فسان سرمہ
لطافت سے نہین محتاج یہ شمشیر پتھر کی

اگر چاہین تو پھر انسان کی تو کیا حقیقت ہی
طبیعت موم کر دین صاحب تاثیر پتھر کی

بتان سنگدل سے کیا امید خاکساری ہو
کسی نے آج تک دیکھی نہین اکسیر پتھر کی

ہمارے حق مین جو کچھ ہو مگر تم وہ سیحا ہو
ابھی ٹھوکر لگا و بول اُٹھے تصویر پتھر کی

شکایت کر رہی ہے آسیا بھی اِس زمانہ کی
جو دانا ہین سمجھتے ہین وہی تقریر پتھر کی

بوقت ذبح آنکھون مین وہی بُت ہے خدا حافظ
نظر آتی ہی پھر صورت دم تکبیر پتھر کی

کئی دن تک رہا وصل گلو شمشیر قاتل سے
دِکھا دی سخت جانی نے مری تاثیر پتھر کی

عدو سُنکر دبے جاتے ہین بارِ رشک و حسرت سے
زمین تنے سخن کیا خوب کی تحریر پتھر کی

اندھیری گور سے کیا ہو قلق زمین کے تلے
ترے جمال کی ہوگی شفق زمین کے تلے

کرونگا نالے جو مین جان بحق زمین کے تلے
فلک کے ہونگے یہ ساتون طبق زمین کے تلے

گلے لگا نا جو یاد آیا آپ کا تو ہوا
فشارِ قبر سے دل پر قلق زمین کے تلے

نہین ہے چین تہِ خاک بھی کہ ساتھ مرے
گڑی ہے آرزوِ ماسبق زمین کے تلے

نکل کے آئی نہ پھر تن مین جان زار مری
غبار یار تھا سد رمق زمین کے تلے

ملا ہے خاک مین خون شہید ناز اے چرخ
عجب نہین کہ جو پھولے شفق زمین کے تلے

پکار اُٹھا جو مین گھبرا کے یا رسول اللہ
ہوا فرشتون کا بھی رنگ فق زمین کے تلے

گناہگارون نے کر ڈالا خاک کو پانی
ہوے ہین شرم سے ایسے عرق زمین کے تلے

خموش ہونگے نکیرین ایک فقرے مین
جواب دونگا وہ اُنکو ادق زمین کے تلے

کیا تھا تنے قیامت کا وعدہ جس خط مین
گیا وہ ساتھ ہمارے ورق زمین کے تلے

معوذتین کا رکھ ورد اے سخن ہر دم

پناہ مانگ بربّ الفلق زمین کے تلے

عشق مین چاہیے شکوے سے زبان دور رہے
ہی یہی شرط وفا لب سے فغان دور رہے

بیقراری مین کٹی ہجر سے بدتر شب وصل
تم جو آغوش سے ای جان جہان دور رہے

نکلے کس طرح ترے تیر کا پیکان قاتل
دہن زخم سے کیونکر یہ زبان دور رہے

ابرو یار ہی یون کاکل مشکین سے الگ
جیسے اُترے ہوے چلّے سے کمان دور رہے

نزع کا وقت ہی آئے ہو تو پاس آؤ مرے
دم آخر بھی تم ای جان جہان دور رہے

اہل جوہر کا عدو ہی فلک ناہنجار
دل سے یار و ہوس نام و نشان دور رہے

فصل گل مین ہوے آزاد قفس سے صیاد
گلشن عیش سے تیرے بھی خزان دور رہے

نالہ میرا شرر افشان ہی فرشتو سُن لو
تا نہ بچوگے جو دم آہ و فغان دور رہے

میرا یہ قول ہی جس کوچے مین رہتے ہون حسین
اُس محلّے مین بنائے نہ مکان دور رہے

اے سخن اُنسے کہو حال سب اپنا لیکن
دل کا مطلب جو ہو وہ وقت بیان دور رہے

سرور مے سے افزون ہوگیا رنج و محن ساقی
مجھے اِسوقت یاد آئی کسی کی انجمن ساقی

جو مرتا ہی تری اُلفت مین رند خستہ تن ساقی
تو اُسکا پنبۂ مینا سے بنتا ہی کفن ساقی

میسّر ہین مجھے یہ سات چیزین موسم گل مین
پری شیشہ گزک آبِ رواں صحرا چمن ساقی

مری توبہ نہ ٹوٹے کسطرح ہو جبکہ ای زاہد
سمن بر سرو قامت غنچہ لب نازک بدن ساقی

بلائین مین جو ہر اک دور مین لیتا ہون ساقی کی
ہنسے دیتا ہی میرا دیکھکر دیوانہ پن ساقی

اُسی کا دھیان ہی اور جام ہی ہاتھ مین پھر ان — جھنکا تا ہی کنون مجکو ترا چاہ ذقن ساقی
کہون صہبا کو آتش یا کہون آب حیات اُسکو — چمک جاتا ہی جس سے عشق کا داغ کہن ساقی
بھلا فرمایئے پھر کس طرح باقی رہے تقوی — زبان دے منہ مین مو پیکر جو وہ توبہ شکن ساقی

ہوس ہو جس بشر کو بادۂ مضمون کی وہ پی لے
کہ ہی خمخانۂ عالم مین اس می کا سخن ساقی

اپنے سائے کی طرح یار رکھو پاس مجھے — تم اکیلے نہ پھرو آتے ہین وسواس مجھے
وہ کرونالے کہ کچھ درد ہو پیدا دل مین — بلبلو خوش نہین آتی ہی یہ بکواس مجھے
آیا طوفان بلا دیدۂ گریان تھم جا — منع کرتے ہین کھڑے حضرت الیاس مجھے
ساتھ قاصد کے چلا آپ ہی مین یار کے پاس — نہ ملا خط کے لیے جب کوئی قرطاس مجھے
کاوش دل کو ہی کافی ترے دانتون کا خیال — کس لیے چاہیین پھر ریزۂ الماس مجھے

جو ملے اُس سے کہ تھی جسکو نہ امید وصال
اُسکے ملنے سے سخن کیونکہ نہو یاس مجھے

کیون مرے واسطے اے یار اُٹھے اور بیٹھے — میری تعظیم کو بیکار اُٹھے اور بیٹھے
یون جھپکتی ہین مسیحا تری آنکھین مخمور — جس طرح سے کوئی بیمار اُٹھے اور بیٹھے
زیر دیوار صنم رو دیئے جا کر اتنا — سیکڑون بار وہ دیوار اُٹھے اور بیٹھے
کیا سبب ہی جو مرے قتل مین تاخیر ہی کیون — ہاتھ مین لے کے وہ تلوار اُٹھے اور بیٹھے
کسقدر ذوق شہادت ہی کہ ہم سو سو بار — پئے تعظیم ستمگار اُٹھے اور بیٹھے

ضعف ایسا ہی سخن یار کے گھر تک ہو گئے
سو جگہ ہم دم رفتار اُٹھے اور بیٹھے

نہ قدم کو آگے بڑھایئے ہمین رنج دے کے نہ جایئے
جو غبار ہو وہ مٹایئے اِدھر آیئے اُدھر آیئے

کھڑے در پہ چشم براہ ہین خلش جگر سے تباہ ہین
ہدفِ خدنگِ نگاہ ہین کوئی تیر اور لگایئے

لیے بوسے مین نے جو رات کو وہ سمجھ گئے مری بات کو
لگے کہنے کھینچ کے ہات کو کہ بہت مزے مین نہ آیئے

یہ نہین ہی لائق دلبری یہ نہین ہی طرز ستمگری
کوئی دیکھیے جو بنا پری اُسے چٹکیون مین اُڑایئے

کہو کیون نہ تم سے ہون بدگمان کہ جو بات تھی وہ ہوئی عیان
یہ کہان تھے رات کو مہربان ذرا آنکھ اِدھر تو ملایئے

دل زار اور کو دیجیے ترا نام تک بھی نہ لیجیے
کبھی رخ اُدھر کو نہ کیجیے اگر اپنی بات پر آیئے

ہمین بھی نگاہون مین تولیے کوئی بات لطف کی بولیے
مین نثار آنکھین تو کھولیے شبِ وصل مُنہ نہ چھپایئے

تمھین کیا خبر نہین مہربان کہ تمھارا عاشق ناتوان

کوئی دم کا اور ہی میہمان ذرا دیکھنے کو تو آیئے

رہے ہوش سر کا نہ پاؤن کا نظر آتے کچھ نہ بجز خدا

جو شراب ایسی ہو ساقیا تو ذرا ہمین بھی پلایئے

کہا اسنے میری غزل کو سن مفاعلن مفاعلن

یہ غزل تو خوب لکھی سخن کوئی شعر اور سنایئے

رہیگی یار سے ای کافر و دیندار دو ٹکڑے
کرو گے تم نہ جبتک سبحہ و زنار دو ٹکڑے

تکلف کیا ہوا گر تیغ سے مین زار دو ٹکڑے
مزا جب ہی کہ ہون اک وار مین دو چار دو ٹکڑے

صفائی سے لگا نا ہاتھ قاتل سخت جان ہون مین
ذرا اٹکی تو پھر ہو جائیگی تلوار دو ٹکڑے

گرایا جام مے ہاتھون سے تو نے اے مستی مین
مرا دل ہو گیا ای ساقیِ سرشار دو ٹکڑے

مرے ہو تم تو لو ہمنے بھی تمکو کر دیا لفظ
چلو بس ہمسے تمسے ہو گئی اب یار دو ٹکڑے

تمہاری نوک مژگان یون کھٹکتی ہی مرے دل مین
کہ جیسے آبلے مین ٹوٹ کر ہو خار دو ٹکڑے

کسی کی چشم میگون ساقیا جب یاد آتی ہی
تو کہتا ہی مرا دل جام کو کر یار دو ٹکڑے

تمہین ہمسے غرض کیا اور ہمین اب تمسے کیا مطلب
ہمارے اور تمہارے ہو گئی جب یار دو ٹکڑے

ملے رہنا کہ ہی یہ رشتۂ الفت بہت نازک
کھنچے گر اے سخن ہو جائیگا یہ تار دو ٹکڑے

کب تک تری فراق مین ایذا اٹھایئے
صدمے کہانتک اور کل رعنا اٹھایئے

شرط وفا یہی ہی کہ اف بھی نہ کیجیے
جو رنج ہون وہ ای دل شیدا اٹھایئے

مشتاق دید جمع ہین کوچے مین آپ کے
ابتو نقاب چہرہ زیبا اُٹھایئے

لکھے سمندِ خامہ سے اوصاف چشم یار
آہوے دشت حسن پہ گھوڑا اُٹھایئے

مے پی کے وصل یار سے دل شاد کیجیے
دنیا مین کچھ تو لذتِ دنیا اُٹھایئے

بے سمجھے دلبرون کو کبھی دل نہ دیجیے
بیٹھے بٹھائے کس لیے دھوکا اُٹھایئے

یوسف کو بھی نہ قرض کبھی مول لیجیے
کیون مفت مین کسی کا تقاضا اُٹھایئے

لکھتے پڑھتے ہی جایئے ہنگام فکر شعر
رکیے نہ جبکہ باگون پہ گھوڑا اُٹھایئے

محفل مین ابتو آپ کی ہرگز نہ جائینگے
بٹھلایئے اب آپ ہمین یا اُٹھایئے

بوسہ مین لونگا ابروِ خمدار کا ضرور
تلوار اُٹھایئے کہ پنجا اُٹھایئے

کیا لطف ہی کہ چین بھی دنیا مین جب ملے
دل سے جب اپنے خواہش دنیا اُٹھایئے

ہو گلشن عدم مین اگر دخل تو یہان
صیاد و باغبان کا نہ دھڑکا اُٹھایئے

نالے وہ کیجیے کہ فرشتون کے ہوش اُڑین
ہنگامہ تا بہ عالم بالا اُٹھایئے

کام اپنا ہو چکا مرض عشق مین تمام
اب ہاتھ ہمسے رشک مسیحا اُٹھایئے

کوئی حسین ملا نہ ہمارا مزاج دان
کس کے جہان مین غمزہ بیجا اُٹھایئے

در پر مجھے تو آپ بٹھایا تھا شوخ نے
کہتا ہی اب یہان سے بکھیڑا اُٹھایئے

وصل صنم سے شاد کوئی دم اگر ہو دل
ہجر صنم مین غم بھی بہت سا اُٹھایئے

فرصت نہین ہی کام سے سرکار کے سخن
اب آپ شاعری کا بکھیڑا اُٹھایئے

سر سے پا تک جو تری زلف رسا آتی ہی
ناز کرتی ہوئی عاشق پہ بلا آتی ہی

ابر کاکل سے مضامین کے گہر لاتا ہون
موج مین جبکہ مری طبع رسا آتی ہی

قید عصمت سے سخن بھی نہین ہوتا آزاد
بات کرنے مین بھی ظالم کو حیا آتی ہی

تو بھی چل جسم سے ای روح پی استقبال
نکہت زلف لیے باد صبا آتی ہی

کوچہ اس حور کا ہی غیرت فردوس برین
دل کھلا جاتا ہی جب سرد ہوا آتی ہی

اندنون باغ مین وہ سرو سہی جاتا ہی
روز شمشاد و صنوبر پہ بلا آتی ہی

موسم بادہ کشی فصل بہاری کو لیے
ساقیا مست دھوان دھار گھٹا آتی ہی

یا دگیسو مین تڑپتا ہی تمہارا عاشق
رات کیا آتی ہی اک سر پہ بلا آتی ہی

ابھی ابھی نہ شب وصل مین تقریر کرو
خیر ہی تمکو بھی شرکتنی بڑھا آتی ہی

دفن ہی اسمین سخن لاشۂ لیلےٰ سن لو
ہائے مجنون کی وہ مرقد سے صدا آتی ہی

اب صبح شب وصل ہی گھر کیون نہین جاتے
کس سوچ مین ہو رشک قمر کیون نہین جاتے

اصرار نفرمایئے اک بھید ہی اسمین
کیا جانیے ہم آپکے گھر کیون نہین جاتے

مانا کہ رہوگے نہ مرے پاس ہمیشہ
کیون جاتے ہو اسوقت سحر کیون نہین جاتے

جیتے ہین تری تیغ کی امید پہ کیون ہم
ابرو کو ترے دیکھکے مر کیون نہین جاتے

رہ رہ کے جو کرتے ہین خلش دل مین ہمارے
یہ تیر نگہ دل سے گذر کیون نہین جاتے

ناسور نہین ہین تو یہ کیون بہتے ہین دن رات
جراح یہ ہین زخم تو بھر کیون نہین جاتے

کھٹکا ہی سخن یار کے گھر مین تھا مین کس کا
کیون ڈرتے ہو بیخوف و خطر کیون نہین جاتے

جوش گریہ مین جو وہ گلرو نظر آیا مجھے
سرو موزون تھا کنار جو نظر آیا مجھے

الفت خال سیاہ یار میرے دل مین ہی
خانہ کعبہ مین بھی ہندو نظر آیا مجھے

رو کے آنکھون سے ملا سر پر رکھا تعظیم کی
زلف جانان کا جو کوئی مو نظر آیا مجھے

بیشتر مین نے لکھا ہی تیرا مضمون کم
باندھ ڈالا جب کوئی پہلو نظر آیا مجھے

ہاے دل مین پہلے کیا کیا آرزوین تھین مگر
کچھ نہ مجھسے ہو سکا جب تو نظر آیا مجھے

آج مین نے پی جو تیرے ہاتھ سے ساقی شراب
کاسہ سر عدو مملو نظر آیا مجھے

آہ و نالون کے سبب وہ رات سولی پر کٹی
یار کا جس دن قد دلجو نظر آیا مجھے

اک جہان دیکھا ہی ان آنکھون سے لیکن اے صنم
سب حسینون مین پری رو تو نظر آیا مجھے

جوش وحشت مین کیا دامان شب کو چاک چاک
خواب مین جب یار کا گیسو نظر آیا مجھے

اک اشارے مین تہ خنجر گلے کو کر دیا
خم جو تیرا گوشہ ابرو نظر آیا مجھے

رو دیا ہمدم وہین اپنا سا غمگین سونچکر
جب کسی کی آنکھ مین آنسو نظر آیا مجھے

یاد دندان مین کسی کی اے سخن رویا جو مین
گوہر نایاب ہر آنسو نظر آیا مجھے

اپنے صدقے ہی مین صیاد کر آزاد مجھے
ورنہ دے بہر خدا رخصت فریاد مجھے

بات یہ یاد رہیگی ستم ایجاد مجھے
تو نے بھولے سے بھی اک دن نہ کیا یاد مجھے

نام رخصت کا لیا ہائے یہ کس گلرو نے
ہوش آتے ہین نظر نکہت برباد مجھے

ابھی کل تک تو انیس شب تنہائی تھی
آج کیون بھول گئی ہی مری فریاد مجھے

ظلم کیا کیا نہ ترے عشق مین ہونگے مجھپر
واسطہ تجھسے ہی جب اوستم ایجاد مجھے

بار ہی میرے گناہون کا تجھی پر واعظ
تیری ہی ضد نے کیا اسقدر آزاد مجھے

ظالم پہ ظلم ستم پر ہی ستم قسمت مین
یاد ابرو ہی تہ خنجر جلاد مجھے

ایسا آوارہ صحرا و بیابان ہون مین
کوہ کن پیر تو مجنون کہے استاد مجھے

بوسہ لے لون تری آنکھون کا ہی ہی منظور
حرف قدرت پہ تو کرنے دے ذرا صاد مجھے

کیا کہون مین شب فرقت کے مصائب تمسے
صبح تک چین نہین لیتی ہی فریاد مجھے

دیکھے کہ دل آپ ہی کہتا ہون کہان لگ کھویا
ہون وہ خود رفتہ کہ اتنی بھی نہین یاد مجھے

پھر گیا کیا مری قسمت کی طرح او گلچین
ترچھی نظرون سے ابھی دیکھ کے صیاد مجھے

کم نہین عشق بتان یاد الہی سے کہ وہ
ظلم کرتے ہین تو آتا ہی خدا یاد مجھے

وعدہ حشر پہ تسکین ہو کیونکر دل کو
تم وہان بھی تو یہ کہدوگے نہین یاد مجھے

مشق کر تیر ستم کی مری کچھ فکر نہ کر
ڈھونڈھی لیگا ترا ناوک بیداد مجھے

کیجیے وعدہ فردا تو ذرا لکھ دیجے
بھول جاؤن کہین شاید نہ رہے یاد مجھے

یاد کرتا ہون اس امید پہ ہر دم انکو
ہچکیان آئین تو شاید وہ کرین یاد مجھے

قیدی سلسلہ کاکل مشکین ہون سخن
لوگ دیوانے ہین کہتے ہین جو آزاد مجھے

غافلو ہیچ ہی سب حاصلِ دنیا کیا ہی
اس گھروندے مین بجز خاک کے رکھا کیا ہی

غیر اور قابلِ تعریف وہ اچھا کیا ہی
یہ تو کہیے کہ اُسے آپ نے سمجھا کیا ہی

جانے دے غیر بلا اپنے یہ سر مول نہ لے
کچھ نہین برہمی زلف کا سودا کیا ہی

زندگی موت سبھی آپ کے ہی قابو مین
سامنے آپ کے اعجاز مسیحا کیا ہی

چیز اپنی ہی جسے چاہینگے دے ڈالینگے
آپکا کہیے مرے دل پہ اجارا کیا ہی

کہتے ہین صاف کہو ہمسے چھپاتے کیون ہو
دل کسی پر اگر آیا ہی تو آیا کیا ہی

اُنسے بوسے جو طلب کیجے تو شرماتے ہین
مانگیے دل تو یہ کہتے ہین تقاضا کیا ہی

مین دمِ قتل تڑپتا رہا لیکن قاتل
سیری وجہ تپشِ شوق نہ سمجھا کیا ہی

جو ٹپکتا ہی ان آنکھون سے غلیمت سمجھو
خون دل ہجر مین پینے ہی سے بچتا کیا ہی

آؤ دل کھول کے ہم آج تو مل لین تمسے
زندگانی کا مری جان بھروسا کیا ہی

جسمین ہی نور ترا حسین ہی جلوہ تیرا
ہائے وہ کونسا دل ہی وہ سویدا کیا ہی

دیکھ پچھتائیگا مائل نہو اسپر اے دل
ہم کہے دیتے ہین تو جان ہمارا کیا ہی

جان کر پوچھتے تم کیا ہو تمنا میری
تم ہی مطلوب ہو بس اور تمنا کیا ہی

ہائے جو کچھ ہی گلہ اپنی ہی تقدیر سے ہی
تمسے یا اور کسی سے مجھے شکوا کیا ہی

بات کے مُنھ سے نکلتے ہی غضبناک ہوئے
کچھ نہ سمجھے کہ سخن آپ سے کہتا کیا ہی

مری طرح جو کبھی تجھسے گفتگو کرتے
کلیم طور کی ہرگز نہ آرزو کرتے

کوئی جو نالہ ہم اے چرخ کینہ جو کرتے
تو دیکھنے کی ترے لوگ آرزو کرتے

خبر نہ تھی کہ خفا ہونگے ذکر غیر پہ وہ
یہ جانتے تو کبھی اُس سے گفتگو کرتے

یہی نہ لکھتے کہ ہم کچھ بھی لکھ نہیں سکتے
اگر زیادہ ترے وصف میں غلو کرتے

عدو سے بھی ہی وہی بات جس طرح مجھسے
ذرا بھی شرم نہیں آئی تمکو تو کرتے

کہاں نصیب کہ اپنے وہ آپ پیکان سے
ہمارے زخم جگر کی جو شست و شو کرتے

جنون میں ہمکو جو لا دیتا کوئی سوزن زر
تو اپنے ناصح مشفق کا منہ رفو کرتے

یہ کم سنی ہی مری قدر جو نہیں اُنکو
تمیز ہوتی تو عاشق کی آبرو کرتے

ادب سے کہنے میں ساقی بہت تامل ہی
جو حکم ہوتا تو خالی کئی سبو کرتے

یہ رنج ہوتے ہمیں کس لیے اگر پہلے
ستم کشی کی جو ہم آسمان سے خو کرتے

بچایا رشک عدو نے بہت شب وعدہ
ذلیل ہوتے جو ہم تیری جستجو کرتے

نظیر اپنا نہ رکھتا ہمارا چاک جگر
اسے جو سوزن مژگان سے تم رفو کرتے

نہ دعوے خنہ کو جو ہم خون ہے اپنے قتل کے وقت
نماز شکر ادا کیونکہ بے وضو کرتے

یہ کیا ہی ظلم کہ ہمراہ لے چلے دل کو
ستم جو کرنے تھے تم میرے روبرو کرتے

جنھیں نہ آتا ہو میری طرح سے گم ہونا
سخن وہ خاک بھلا اُسکی جستجو کرتے

تنہا چلا ہی چھوڑ کے وہ گلبدن مجھے
گلچین ہی خارزار سے بدتر چمن مجھے

درد فراق وصدمۂ دوری و رشک غیر
کیا کیا دیے ہیں آپ نے رنج و محن مجھے

جھڑتے ہین مُنہ سے پھول مرے گلعذار کے
دیتا ہی گالیان جو وہ گل پیرہن مجھے

شہرت تمھارے حسن کی ہی میرے عشق کی
شیرین تمھین تو کہتے ہین سب کوہکن مجھے

کیا کیا سوال وصل پہ برہم ہوکے رہگیا
کچھ دے سکا جواب وہ بیدہن مجھے

کب توبہ کی تھی سامنے تیرے خدا سے ڈر
ای شیخ تو جو کہتا ہی توبہ شکن مجھے

ہو فکر تا نہ اُنکو مرے قتل و دفن مین
لیجانا ساتھ چاہیے تیغ و کفن مجھے

بے اختیار ہوگیا آنسو نکل پڑے
غربت مین یاد آیا جو اپنا وطن مجھے

کٹتی ہین کیا پہاڑسی راتین فراق کی
افسوس تو نے دیکھا نہ ای کوہکن مجھے

مرجاؤن گر فراق مین اُسکے تو ای فلک
دامان کوہسار سے دینا کفن مجھے

ہان کس ادا سے قتل کیا تھا رقیب کو
بہر خدا دکھاؤ وہی بانکپن مجھے

ہر دم ہی لطف بزم عروسی سخن کہ ہی
پہلو مین زخم تیغ ستمگر دولہن مجھے

ہاے رونق ہی نہ وہ اور نہ شان دہلی
اب فقط نام کو باقی ہی نشان دہلی

ضبط ہوتی ہی نہین مجھسے فغان کیا کیجے
آہی جاتا ہی مرے لب پہ بیان دہلی

ہاے وہ قلعہ کہ تھا روکش فردوس بریں
ہاے وہ شاہ کہ تھا روح روان دہلی

چاندنی چوک کا وہ لطف بوقت آخر
ہاے وہ جلوۂ دیدار بتان دہلی

جیسی تسنیم کہ فردوس مین جاری ہوگی
ہاے بازار مین وہ نہر روان دہلی

رونق مسجد جامع کا بیان کیا کیجے
جسمین پڑھتے تھے نماز آکے شہان دہلی

کیسا برباد کیا اسکو فلک نے افسوس
ملگئی خاک مین سب شوکت و شانِ دہلی

کسکو صدمہ نہین اس شہر کی بربادی کا
کون عالم مین نہین مرثیہ خوانِ دہلی

جن و انسان و ملک وحش و طیور عالم
رکھتے ہین دل مین غم ہاتیانِ دہلی

مجکو طاقت نہین اظہار کی ہمدم مت پوچھ
بیکسی ہاے تمناے کسانِ دہلی

دوست سے دوست برادر سے برادر چھوٹے
ہوگیا ایسا فلک دشمن جانِ دہلی

رہتا ہی پیش نظر شہر کا نقشہ ہر دم
ہی تصور مین جو ہر ایک مکانِ دہلی

حکم جب شہر سے جانیکا ہوا لوگون کو
ہاے کس یاس سے تھے سب نگرانِ دہلی

دار پر چڑھ گئے بے گور و کفن دفن ہوے
وای بر حسرت ماتم زدگانِ دہلی

جنکے رخسار سے خورشید خجل ہوتا تھا
ملگئے خاک مین وہ ماہوشانِ دہلی

حضرت یوسف اگر دیکھتے عاشق ہوتے
ایسے خالق نے بنائے تھے بتانِ دہلی

خاتم جم کہو ہر فرد بشر کو وان کے
رشک بلقیس تھے مشہور بتانِ دہلی

عیش و عشرت مین جو تھے آنکی یہ اب حالت ہی
چشم خونبار ہی اور لب پہ فغانِ دہلی

اور فتنہ ہی کوئی چرخ ستمگر باقی
چشم انجم سے جو تو ہی نگرانِ دہلی

اور کچھ اب تو مرے پاس نہین ہی ظالم
ہان مگر بہر فغان ایک زبانِ دہلی

یہ فصاحت تو کسی مین کبھی دیکھی نہ سنی
ہفت اقلیم سے بہتر ہی زبانِ دہلی

گو کئی بار ستاجور فلک سے لیکن
شہر دنیا مین نہین اب بھی لسانِ دہلی

نام ہی ہند کا دہلی سے سخن عالم مین

اور ہی حضرتِ غالب سے نشانِ دہلی

ہنوز شوقِ لقائے نگار باقی ہی — کہ ہجر مین رمقے جان زار باقی ہی
ہوس زیادہ کرون کیا یہی غنیمت ہی — کہ اُسکے دل مین مرا اعتبار باقی ہی
غبار ہوکے جمیگی تمھارے دامن پہ — جو مین نہین مری خاک مزار باقی ہی
فنا ہی محو نہین دیکھکر مرقع دہر — مٹیگا یہ بھی جو نقش و نگار باقی ہی
وصال مین کبھی دیکھا نہ بیحجاب اُسے — یہ آرزوے دل بے قرار باقی ہی
کبھی تو آ ور رہو ایک شب مرے مہمان — پھر اسکے بعد تمھین اختیار باقی ہی
شبِ وصال مین کیا کہکے دل کو سمجھائین — کہ رات تھوڑی سی پروردگار باقی ہی
اِسے بھی کیا فلکِ کینہ ور مٹائیگا — نشان جو کچھ سرِ لوحِ مزار باقی ہی
کبھی تو شامِ فراق اپنی ہوگی صبح امید — ابھی تو گردشِ لیل و نہار باقی ہی
تمھارے وعدے سے کیا خاک مطمئن ہون مین — کہ دل مین خوفِ شبِ انتظار باقی ہی

نثار اُسپہ کسی دن سخن کرینگے ضرور
اگر یہ زندگیِ مستعار باقی ہی

چھوڑیگا نہ وہ ستم شعاری اپنی — چھوڑینگے نہ ہم بھی جان نثاری اپنی
اے ہمدمو چھوڑ دو ہمین تم تنہا — کر لینگے ہم آپ غمگساری اپنی
لو ہمنے بھی ریست سے اُٹھایا اب ہاتھ — ترک اُسنے بھی کی ستم شعاری اپنی
اُلفت کے معاملے مین انصاف نہین — آتی ہی تمھین تو پاسداری اپنی

طوفان سے جو کچھ ہوا وہ اس سے ہوگا
گریونہین رہیگی اشکباری اپنی

دل لینے کو میرے یار کیا پوچھتے ہو
یہ چیز تو خاص ہے تمہاری اپنی

کچھ کام نہ ہمسے دین و دنیا کا ہوا
اوقات یہ مفت مین گذاری اپنی

اک روز سخن فراق جانان مین ضرور
لائیگی قیامت آہ و زاری اپنی

نگاہ آپ کی جو پر عتاب ہو کے پھری
چھری گلے پہ وہ میرے جناب ہو کے پھری

تڑپ کے رہگیا کل نیند اڑ گئی میری
نگاہ یار جو آنکھون مین خواب ہو کے پھری

مزا جو بوسون مین اُنکے ملا تو مدّت تک
زبان ہونٹھون پہ میرے لُعاب ہو کے پھری

تمہاری زلف معنبر نے عطر بیزی کی
مہک پسینے کی بوے گلاب ہو کے پھری

حیا نے آپ کی صورت نہ دیکھنے دی مجھے
مری نظر مین نہ وہ بیحجاب ہو کے پھری

کلام غیر سے گنبد کی ہو گئی آواز
جو بات کی دہی اُلٹی جواب ہو کے پھری

بوقت مرگ بھی حسرت سے اشک تھم نہ سکے
پھری جو آنکھ ہماری پُر آب ہو کے پھری

فلک پہ جا کے بھی رجم دشمنون کے لیے
پھری جو آہ تو تیر شہاب ہو کے پھری

محیط عشق غم افزا مین ہمکنار فنا
ہماری عمر دو روزہ حباب ہو کے پھری

رہا حجاب یہ مجھسے کہ میری آنکھون مین
کبھی نہ شکل تری بے نقاب ہو کے پھری

فلک پہ نالہ آتش فشان کے ساتھ گئی
تو سیخ آہ پہ حسرت کباب ہو کے پھری

تمہاری آنکھون کو سب دیکھکر ہوے سرشار
نگاہ بزم مین جام شراب ہو کے پھری

ضرور اُس سے اجابت کا راز پوچھونگا — کوئی دعا جو مری مستجاب ہو کے پھری
فلک پہ آہ نے باندھے دھوین کے دل اب اُبل — جہان گیا میرے سر پر سحاب ہو کے پھری
پھری نگاہ تو اُنکی عدو کی جانب سے — ہماری جان کو لیکن عذاب ہو کے پھری
پیام بادھوائی اُنھین مین بھیجون کیا — صبا وہان سے کبھی کامیاب ہو کے پھری
مری تلاش مین مرنے کے بعد زیست مری — جہان مین آرزو شیخ و شاب ہو کے پھری
غبار اپنا پس مرگ یار تک پہونچا — ہوا اُدھر کی عجب انقلاب ہو کے پھری
بخار خوب نکالا فلک نے بعد فنا — گلی گلی مری مٹی خراب ہو کے پھری

سخن بدیدۂ دل دیکھ تو تری حسرت
نثار قبر رسالت مآب ہو کے پھری

چمن مین کسکی آمد ہی صبا جو روح پرور ہی — شمیم نکہت گل سے دماغ جان معطر ہی
قلق ہی درد ہی رنج و الم ہی ہجر دلبر ہی — بنا اک روز صدمہ اُلفت جانان مین دلبر ہی
متاع جان یہان غرق سرشک دیدۂ تر ہی — تری برق تبسم خرمن جان عدو پر ہی
مداوا کیا کرے کوئی دل بیتاب کا میرے — کہ جو دلسوز ہی میرا زیادہ مجھسے مضطر ہی
حقیقت جس سے کہتا ہون مین وہ کہتا ہی گھر اکر — ترا افسانۂ غم بے تکلف ایک دفتر ہی
کسی کو ہو فا اُلفت پہ تیری کیا بھروسا ہو — عنایت مہربانی لطف جو کچھ ہی وہ دم بھر ہی
کوئی سیکھے اگر جادو تو اُسکی آنکھ سے سیکھے — سبق آموز سحر سامری چشم فسونگر ہی
یہ مجھسے بیکسی کہتی ہی میرے دل کے جانے پر — ابھی روتے ہو کیا ابکا تو رونا زندگی بھر ہی

خیال اسکا رہے ہر دم کہ لگ جائے نہ ٹھیس اسکو
ترا مینائے مے ساقی مجھے دل کے برابر ہی

حساب جرم اُلفت مین عذاب ہجر جانان مین
شب فرقت ہماری روز محشر کے برابر ہی

مزا ملتا ہی خوب انکے لب شیرین کے بوسون مین
پھر اُسپر گالیون سے لذت قند مکرر ہی

ترقی کی وہ حسن جانستان نے اُسکے عالم مین
کہ وہ ظالم بھی ہی تو ظالمون مین سب سے بڑھکر ہی

جفائین لاکھ ہون لیکن حضور داور محشر
شکایت اور تمھاری مین کرون یہ کمکو باور ہی

تعجب کیا جو مین جوش جنون مین خون روتا ہون
کہ یاد جنبش مژگان قاتل مجکو نشتر ہی

مزا بتلائین کیا اے خضر تمکو مرگ اُلفت کا
رہے تم یون ہی یہ لذت کہان تمکو میسر ہی

بجا ہی تجکو اے جان جہان دعوائے یکتائی
زمانے مین نہو گا کوئی جیسا تو ستمگر ہی

تڑپکر ہمدمو کل رات بھر رویا ہون فرقت مین
برنگ موج دریا ہر شکن بالائے بستر ہی

وفا اور جور مین ہم اور تم دونون ہی نامی ہین
نہ مجھسا اب ستمکش ہی نہ تمسا اب ستمگر ہی

نہوتے کاش صورت آشنا ہم اُس ستمگر سے
سنا ہی غیر کی باتون کے سننے کا وہ خوگر ہی

غضب یہ ہی مجھے وہ رازدار اپنا سمجھتے ہین
شکایت غیر کی مجھسے زبان پر اُنکی شب بھر ہی

رہیگا یاد کیونکر شکوہ جور و ستم اُسکا
خدا جانے کہ مرنے پر ہی یا کب روز محشر ہی

نہین موقوف آئینہ پہ ہمتو یہ سمجھتے ہین
جسے تو دیکھ لے وہ وقت کا اپنے سکندر ہی

سنا ہی بعد رنجش عشق مین ملتی ہی آسائش
خفا ہو کر ذرا تم ہمسے ملجاؤ تو بہتر ہی

نزاکت پر انیلا پن تمھارا قتل کرتا ہی
وہی گردن مین میری ہاتھ ہی جسمین کہ خنجر ہی

لگادی آگ اُس کافر نے میرے خرمن جان مین
ذرا سا پرتو برق نگاہ یار دل پر ہی

ترے ضبط فغان نے اے سخن سودا کیا تجھو
برا گر آہ و نالہ تھا خموشی اُس سے بدتر ہے

کبھی نہ صبر و قناعت سے اک حسین پہ رہے
فدا ہی ہمتو ہر اک یار مہ جبین پہ رہے

تری نظر پہ رہے یا شکن مین گیسو کی
بلا سے دل تو ہمارا رہے کہین پہ رہے

سوال وصل پہ ہان کہہ کے کیون مکرتے ہو
بھلا کہو تو کوئی کب تک اس نہین پہ رہے

بلا سے مین نہ رہون اے فلک تو رنج نہین
جو کچھ بھی خون مرا قاتل کی آستین پہ رہے

خیال غیر نہ آئے یہی تو مطلب ہی
غبار میرا تری لمع نازنین پہ رہے

ہزار جان سے ہو دل فدا حسینون پر
مگر نگاہ اُسی صورت آفرین پہ رہے

اُٹھا کے ہاتھ سے قاتل کے پانون پر رکھدون
جو بعد قتل یہ سر اے فلک زمین پہ رہے

بہت وہ تیز ہین سمجھون انھین مین برق نگاہ
نظر جو اُنکی مری آہ آتشین پہ رہے

خدا کے واسطے یہ کس غضب کا ہی انداز
کہ وصل مین بھی شکن رات بھر جبین پہ رہے

غش آیا سامنے اُنکے مجھے تو فرمایا
اُٹھاؤ اِسکو نہ کوئی سخن یہین پہ رہے

اُٹھایا ہاتھ تو زندگی سے کہنے لگے
مرض یہی ہی تو اے مسیحا کہان تلک ہم دوا کرینگے

یہ چھیڑ اچھی نکالی تمنے کہ دیتے ہو طعنہ ہائے بیجا
تمھارے سر کی قسم پری رو کیا جواب تک نہ تھا کرینگے

اگرچہ غیر از صنم پرستش گناہ ہی عشق مین ولیکن
نظر جو آئیگا طاق ابرو تو سجدۂ حق ادا کرینگے

کرینگے ہم مرگ کا بہانہ ضرور آئینگے دیکھنے وہ
اسی طرح سے ہم اُس پری کو ہزارون ہی دم دیا کرینگے

ہمین بھی ضد آپڑی ہی تمسے کہ تم جفا سے جو باز آؤ
تو ہم وفا کا نہ نام لینگے نہ تمسے پھر التجا کرینگے

وہ شوخ چالاک کسقدر ہی کیا ہی یہ انتظام اُسنے
کہ خود رہیگا شریک غالب عدو سے جب ہم دغا کرینگے

تمھاری تیغ جفا سے ظالم نہ مُنھ پھیرگا ہمارا ہرگز
نثار تم پر کرینگے سر کو حق محبت ادا کرینگے

بھلا یا تمنے جو دل سے ہمکو تو اُسکے صدمے سے خاک ہوکر
لبسان گرد ملال خاطر تمھارے ہم دل مین جا کرینگے

اگر یہی ہی تمھاری عادت کہ مُنھ سے بولو نہ سر سے کھیلو
تو بھولی بھولی فقط یہ صورت تمھاری ہم لیکے کیا کرینگے

جگہ ملیگی نہ پاس اُنکے تو آہ سوزان سے جلکے اپنی
مثال دود چراغ محفل صنم کی آنکھون مین جا کرینگے

نہ تمکو دیکھین نہ مُنھ سے بولین نہ پاس بیٹھین نہ یان سے جائین

یہی ہی مرضی تو خیر بہتر تمہارا ہی ہم کہا کرینگے

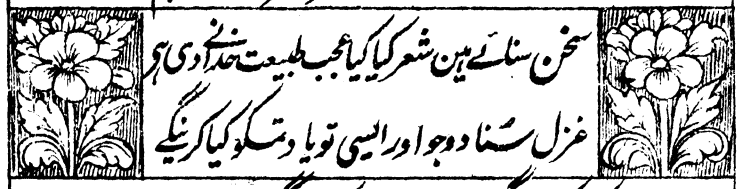

وہ اپنی زلفون کو وا کرینگے ہمین اسیر بلا کرینگے
تو ہم بھی آہ و بکا کرینگے نہ یہ کرینگے تو کیا کرینگے

نہین یہ امید مجکو اُنسے کہ وصل مین کچھ بھی کام نکلے
گلے ہزارون تو لاکھون شکوے وہ ہمسے پہرون کیا کرینگے

پھر اُنکی اُلفت سے تجکو حاصل کہ بیوفائی مین ہین وہ کامل
ہزارون وعدے ہین اُنسے اے دل وہ ایک بھی کیا وفا کرینگے

مریض الفت کا ہی یہ عالم کہ ہچکیان آرہی ہین پیہم
بھلا کہو تو مسیح اس دم جو آئینگے بھی تو کیا کرینگے

کرین تو شکوہ ہم اُس سے جاکر ہمین جو دیکھے نظر اُٹھاکر
جو آپ نادم ہو سر جھکا کر تو اُس سے کیا ہم گلا کرینگے

غضب ہین یہ ترک خون کے پیاسے کوئی جیے یا مرے بلا سے
یہی ہی کام اِنکا ابتدا سے ستم کرینگے جفا کرینگے

ہمارے دل مین بھرے ہین ارمان نہ خوف شکوہ سے ہو گریزان
گلے لگاوگے ہمکو اے جان تو کیون تمہارا گلا کرینگے

خیال میرا نہین ستمگر تو ہی یہ تدبیر سب سے بہتر
کہ آپ ہم اپنا درد ہوکر تمھارے اب دل مین جاکر نیگے

صنم نہ تمکو سر وفا ہی نہ ہمکو اب طاقت جفا ہی
سوائے اسکے اب اور کیا ہی کہ بیٹھے یاد خدا کرنیگے

پڑے تڑپتے ہین لاکھون بسمل کرے جو آسان تو انکی مشکل
دہان زخم جگر سے قاتل وہ تیرے حق مین دعا کرنیگے

ابھی ہی ہمسے انھین کدورت مرے یہ کھل جائیگی حقیقت
جو یاد آئیگی میری الفت تو ہاتھ اپنے ملا کرنیگے

سخن تو اب کیون ہی بیکلی مین کہ آچکا دامن ولی مین
نیاز لا درگہ علی مین وہ تیری حاجت روا کرنیگے

جی مین ہر مٹ جائے آفت یہ آفت دیکھیے
ہو مگر کچھ ایسی صورت انکی صورت دیکھیے

چشم بینا ہو تو پھر خالق کی قدرت دیکھیے
ہر رگ برگ شجر مین سیر جنت دیکھیے

دیکھ لیجے آج میرے داغ سوزان کی بہار
حشر کو کیون سوے خورشید قیامت دیکھیے

تنگ ہون ہجر تبان مین اے اجل تسکین دے
عشق مین ملتی ہی کیونکر مجکو راحت دیکھیے

روز محشر وعدۂ دیدار ٹھہرا دیجیے
صبر کرنے کی اگر کچھ مجھ مین طاقت دیکھیے

ماجراے اضطراب دل کہانتک ہو بیان
جی اگر چاہے تو اک دن آکے حالت دیکھیے

آپکے مژگان کی میرے دل سے گستاخیان
شوخ ہی کیا خار صحراے محبت دیکھیے

سیر انجم خوش نہ آئے عمر بھر پھر آپ کو
ایک دن بھی گر ہمارے داغ حسرت دیکھیے

آہ و نالے بے اثر دل بہ شمن جان عشق میں
صورت آرام پھر کسکی بدولت دیکھیے

یار ہو ساقی ہو مے ہو ابر ہو دریا بھی ہو
یہ جو ہو سامان تو پھر کچھ لطف صحبت دیکھیے

درد و غم افسوس و حسرت ہی سراسر عشق میں
یہ کہان قسمت کہ اک دم رے راحت دیکھیے

آج ہی بلوایئے دشمن کو بہر امتحان
ایک دن تو میرے اسکے رنگ صحبت دیکھیے

ہجر سے بدتر یہ شکل وصل ہی میرے لیے
ہوتی ہی رونے سے کب تک مجکو فرصت دیکھیے

جی مین آتا ہی سراپا آئنہ ہو جائیے
بیٹھے رہیے سامنے اور تیری صورت دیکھیے

اس لیے مین نے اٹھائے صدمۂ رشک عدو
مہربانی کرکے شاید میری حالت دیکھیے

حیف ہی لیکن کبھی مجکو نہ پوچھا آپ نے
میری الفت دیکھیے اپنی مروت دیکھیے

وعدۂ دیدار فردا سے قیامت ہی سخن
دی تو ہی اسنے ہمین تھوڑی سی مدت دیکھیے

میرے گلرو ترا نظارہ جو بلبل کرتے
پھر کبھی رخ نہ وہ گلشن مین سو گل کرتے

دستے مین دم مجھے تا راز محبت کہ دون
بارہا مین نے سنا شیشون کو قلقل کرتے

پھول لانے کی جو توفیق نہین تھی تمکو
شمع تربت ہی کو تم آکے مری گل کرتے

مارتا غیر کو مین دینی نہوتی دیت
قتل مین میرے اگر آپ تامل کرتے

دیکھی جب زلف تمھاری تو چمن مین ہمکو
کیا غرض تھی جو نگہ جانب سنبل کرتے

بزم مین غیر پہ دزدیدہ نگہ ہی ہر دم
عارفانہ کبھی ہمسے بھی تجاہل کرتے

آپ ہی اپنی مصیبت مین گرفتار ہوا — قیدی زلف کو دیکھا ہو کہین غل کرتے
باغبان ہوتے گلون کے نہ اگر محو جمال — تنگ گلزار مین صیاد کو بلبل کرتے
لطف کس درجہ شب وصل مین حاصل ہوتا — نوش مل مل کے جو ہم تم قدح مل کرتے
آیا گھبرایا ہوا منھ کو مرے بند کیا — سن لیا کوچے مین اُسنے جو مجھے غل کرتے
تیر مژگان کی محبت جو نہوتی دل مین — کیون وہ ہمکو ہدف تیر تغافل کرتے

اے سخن مرتبۂ خاص عنایت ہوتا
اسکی درگاہ مین پیدا جو توسل کرتے

کھینچلے جب قاتل تری شمشیر آدھی رہگئی — تن مین جان عاشق دلگیر آدھی رہگئی
ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وحشت مین مینے بارہا — جب ہوا جوش جنون زنجیر آدھی رہگئی
ہوگیا مجبور مانی اُٹھ گئے وہ شرم سے — تا کمر کھینچی گئی تصویر آدھی رہگئی
مر مٹے لیکن نہ پہونچا تیرے دامن تک غبار — خاک اپنی ہوگئی اکسیر آدھی رہگئی
مین ابھی تو کہہ رہا ہون کیون لگے دینے جواب — پہلے سن لیجے مری تقریر آدھی رہگئی
باتون مین اُنکو لگایا تھا لیکن رک گئے — ہوچکی تھی وصل کی تدبیر آدھی رہگئی
یون نہ جھنجھلا کر پکارا تھا کبھی تمنے ہمین — پہلے سے اب تو مری توقیر آدھی رہگئی
مار کر قاتل مجھے تشہیر کرنا تھا ضرور — آرزوے عاشق دلگیر آدھی رہگئی
پہلے خود آتے تھے اب کیون لکھتے ہین وہ ہمکو خط — کیا ہماری آہ مین تاثیر آدھی رہگئی
لکھتے لکھتے ہم ترے وصف دہن مین گم ہوے — مصحف رخ کی ترے تفسیر آدھی رہگئی

سب ہوا بوس و کنار اے جان ہوا لیکن نہ وصل | آرزوے عاشق دلگیر آدھی رہگئی

اے سخن دل سے نہ نکلی کوہکن کی آرزو
سکی نادانی سے جوے شیر آدھی رہگئی

جگمگاہی شور ہی ہر رند کا دل شاد ہی | آج مے خوارون سے ساقی میکدہ آباد ہی
گرمی عشق صنم سے دل مین میرے داغ ہین | سوز داغ دل سے سینہ کورہ حداد ہی
لعل پتھر مین بنا لالہ ہوا کہسار مین | واہ کیا نیرنگی خون سر فرہاد ہی
نو گرفتار قفس ہون اے اسیران کہن | نالہ کیا شی ہی بتاؤ اور کیا فریاد ہی
دیکھتا ہون جس طرف ہر تیرہ بختی کی بہار | آج تو جوبن پہ کچھ اپنی شب فریاد ہی
کر دیا باتون سے یہ شیشہ دل چور چور | ہاے ان نگین دلون کے ظلم سے فریاد ہی
آہ و نالہ حسرت و ارمان و درد اندوہ و غم | جیتے رہتے یہ متاع عاشق ناشاد ہی
کفر اور اسلام کی تحقیق سے مطلب نہین | قید مذہب سے صنم عاشق ترا آزاد ہی
پھٹ پڑا جوبن پری ایسی جوانی آگئی | کچھ نہ تھا اگلے برس تک خوب ہمکو یاد ہی
آمد فصل بہارستان ہی گلچین باغ مین | نغمہ بلبل نہین شور مبارکباد ہی
تیری کیا بنیاد ہی عرش برین تھرائیگا | جانتا ہی چرخ کس مظلوم کی فریاد ہی

منزل آرام و آسایش نہین دنیا سخن
جاے عبرت ہی سراسر نیچ سے آباد ہی

وہ نہین تو باغ مین ہر سرو شکل دار ہی | باغبان آنکھون مین اپنی گل برنگ خار ہی

یارب بھی اپنا سراپا جلوہ گاہ زار ہی — زلف سنبل ہی دہن غنچہ ہی گل رخسار ہی

جوش وحشت مین یہ تیرا ہاتھ جاتا ہی کدھر — اے جنون یہ جیب ہی یا زخم دامن دار ہی

پھر ہوا سر مین مرے سودا تمھاری زلف کا — پھر گرفتار زنجیر مرے پاؤن کو درکار ہی

شوق وصلت ہی ہمین اُنکی نہین مرضی ابھی — ہمسے اور اُنسے بس اتنی بات پر تکرار ہی

کیا قیامت ہی کہ اک دن شکل دکھلاتے نہین — آج کل امروز فردا وعدۂ دیدار ہی

حق کو جب تو جانتا ہی غافر ذنب عظیم — جام مے سے زاہدا پھر کس لیے انکار ہی

کس کے عاشق ہو گھلے جاتے ہو کیون کچھ تو کہو — صورت برگ خزان کیون اندون رخسار ہی

خوب گلچھرے اُڑاتا ہی چمن مین میکش — موسم گل کی بدولت باغبان زردار ہی

ایسی توبہ معتبر کب ہی سخن تو بہ کرو
دل مین ہی یاد صنم اور لب پہ استغفار ہی

مجکو کہنے مین کیا تکلف ہی — وعدے مین آپ کے تخلف ہی

جب خفا ہوتے ہین تو کہتے ہین — تیری اوقات پر ارے تُف ہی

مجکو بھی جانتا ہی اک عالم — تمکو لوگون سے گر تعرف ہی

آپ سے مین تو بے تکلف ہون — آپکو مجھسے کیون تکلف ہی

تم تو ہر وقت شاد رہتے تھے — آج کسکا تمھین تاسف ہی

جسکا جی چاہے کھینچ لے تصویر — یار میرا مثال یوسف ہی

واعظون سے ہی تجھسے یہ بہتی — محتسب زاہدا ترا کف ہی

ہٹ گیا وہ مسیح بالین سے | روح اب تجکو کیون توقف ہی

قافیے سب لکھے سخن تمنے
لیکن اک اور قافیہ اُف ہی

اُنکو جانے کی جو تعجیل بڑی رہتی ہی | اِس لیے جیب مین ہر وقت گھڑی رہتی ہی
جوس کر شرم سے وہ آپ چھوڑا ڈالتے ہین | دن کو ہونٹون پہ جو مستی کی دھڑی رہتی ہی
چشم خونبار اسی واسطے رہتی ہی مدام | نوک مژگان جو ترے دل مین گڑی رہتی ہی
تم تو آئے مگر اسکا ہی کہو کیا موقع | بے محل در پہ سواری جو کھڑی رہتی ہی
ناوک یار مرے زخم سے نکلے کیونکر | مژۂ یار کی پچکر جو جڑی رہتی ہی
کھیل جاتا ہون مین یون آج تو سر پر قاتل | جس طرح نرد کی چوسر مین اڑی رہتی ہی
زلف و کاکل کی محبت مین گرفتار ہون مین | پانون مین بیڑی تو ہاتھون مین کڑی رہتی ہی
نہین معلوم اسے منتظری ہی کس کی | روز اس کوٹھے پہ اک حور کھڑی رہتی ہی
نازکی پر بھی تمھین چین نہین شوخی سے | آج کل ہاتھ مین پھولون کی چھڑی رہتی ہی

منتظر ہون سخن اک وعدہ فراموش کا مین
آنکھ دروازے سے ہر وقت لڑی رہتی ہی

پانون پر تنکے گرایا سر گرانی نے مجھے | پھر دکھایا زور اپنا ناتوانی نے مجھے
تم ہو اشوق ہم آغوشی مین مین مثل کمان | پیر سے بدتر کیا تیری جوانی نے مجھے
کسقدر مین نے مزے لوٹے ہین وصل یار مین | لطف کیا دِکھلاتے ہین جوش جوانی نے مجھے

پہلے تو کچھ کچھ رکے تھے اور بھی اب کھنچ گئے
کھینچکر انکی جو دی تصویر مانی نے مجھے

بے تکلف ہو گیا پیکر مرا گل پیرہن
رنگ دکھلائے شراب ارغوانی نے مجھے

خوش رہا کرتا ہی اکثر غیر مین ضد سے مری
رنج بے پایان دیے ہین یار جانی نے مجھے

باوفا ہون کر ستم کیونکر تجھے سمجھاؤن مین
مار ڈالا یار تیری بدگمانی نے مجھے

جب غزل پڑھتا ہون کہتا ہی یہی مجھسے عدو
ای سخن پھونکا تری آتش زبانی نے مجھے

رکتی ہی تیغ حلق پہ تیرے شہید کے
دیتی ہی لطف نعرۂ ہل من مزید کے

امید وار وصل نے دیکھین عقوبتین
وعدے سے تیرے ہم ہوے لائق وعید کے

یوسف سے بھی وقار مین ہمکو بڑھا دیا
آزاد کر دیا ہین اسنے خرید کے

دنیا مین عیش کم ہی مصیبت زیادہ ہی
دس دن اگر ہین غم کے تو دو دن ہین عید کے

پوچھو نہ خط مین مجھسے حقیقت مزاج کی
اب حال ای صنم مرا قابل ہی دید کے

نظارۂ جمال سے جو کچھ گذر گیا
وہ ماجراے دید ہی لائق شنید کے

ہی داستان عشق بھی حیرت فزاے خلق
آتے ہین سننے لوگ قریب و بعید کے

اس سادگی کا عشق مین خانہ خراب ہو
بیٹھے ہین انتظار مین خط کی رسید کے

چھوڑ دو نہ طوف کوچۂ دلدار ای سخن
فقرون مین آؤ تم نہ عدو مزید کے

بہار آئی ہی ساقی جام دے بھر کر گلابی سے
کہ ہو کچھ فائدہ ہمکو بھی تیری باریابی سے

بتائین کیا بسر ہوتی ہی کیونکر ہجر جانان مین — گذرتی ہی ہماری زندگی کس کس خرابی سے

ہوئی ہی جامہ زیبی ختم تم پر اس زمانے مین — عجب جوبن صنم ہی آج تو پوشاک آبی سے

اجازت دیجے آنے کی نہین اب صبر کی طاقت — بہت مدت ہوئی محروم ہین ہم باریابی سے

یہ کیا انداز ہی اب گالیان دیتے ہو لوگون کو — ہمین آیا حجاب اے جان تمھاری بیحجابی سے

ہزارون منتین کین ہاتھ جوڑے گالیان کھائین — لیے بوسے اب جانا کہ لیکن اس خرابی سے

غضب مین اپنے جامے سے جو ہو جاتے ہین وہ باہر — مزا ملتا ہی مجکو اُنکی ایسی بے حجابی سے

ہوے برہم الگ بیٹھے رہے بگڑے رہے پھرون — ہماری بات تو مانی مگر کس کس خرابی سے

ہماری وہ مثل ہی وصل مین جیسے کوئی بھوکا — کہ مرجائے نہ ہرگز ہاتھ اُٹھائیگا کبابی سے

مبارک ہی نظر آیا تری اُلفت مین مرجانا — تفاول جب کیا ہنسنے ترے روے کتابی سے

طریق صوفیہ مین رند مشرب ہی سخن میرا
رہی نفرت ہمیشہ فرقہ مرتد وہابی سے

حیلہ و مکر و ستم عشوہ و فن دیکھ چکے — خوب ہم آپ کو اے مشفق من دیکھ چکے

بیکسی مین نہ ملا کوئی بھی غمخوار رہمین — اُنس و ہمدردی یاران وطن دیکھ چکے

ایک بھی دور ترا اپنے موافق نہوا — گردشین تیری بھی اے چرخ کہن دیکھ چکے

جسکے مشتاق تھے وہ بات نہ پائی ہمنے — بارہا ہم ترا بے ساختہ پن دیکھ چکے

عشق مین شکوۂ بیداد صنم کیا معنے — دیکھنا تھا جو ہمین رنج و محن دیکھ چکے

کسی پہلو نہ بندھا یار کا مضمون کمر

خوب ہم اسکو دم فکر سخن دیکھ چکے

گھر اپنے آج تو جانے کی تمنے خوب کہی
ہمارے پاس نہ آنے کی تمنے خوب کہی

یہ مال مفت ہی شاید تمھاری نظرون مین
ہمارے دل کے چرانے کی تمنے خوب کہی

یہی حیا ہی تو ایسی حیا کا کیا کہنا
عدو کو آنکھ دکھانے کی تمنے خوب کہی

کہین گئے نہو کچھ خیر ہی تمھین صاحب
یہ ہمسے روٹھ کے جانے کی تمنے خوب کہی

کھلا کہ ہم بھی ہین کچھ اور نہین تو کچھ بھی نہین
قسم ہماری نہ کھانے کی تمنے خوب کہی

خبر بھی ہی مرے پہلو مین اب کہان ہی دل
کسی سے دل کے لگانے کی تمنے خوب کہی

عدو کو بزم مین جاکر بٹھاؤن مین کیونکر
یہ بار رشک اٹھانے کی تمنے خوب کہی

سبک نہین ہون اگر انبار ہون مین حسرت سے
مجھے نظر سے گرانے کی تمنے خوب کہی

چراغ پردہ فانوس ہی کہ روشن ہی
یہ داغ دل کے چھپانے کی تمنے خوب کہی

ہوئین جو غیر سے باتین وہ سب سنین ہمنے
ہمارے ہوش مین آنے کی تمنے خوب کہی

کہان کی نیند تصور بھی یان نہین اسکا
ہمارے خواب مین آنے کی تمنے خوب کہی

یہان تو اسسے ہین مشتاق کون سوتا ہی
شب وصال جگانے کی تمنے خوب کہی

عجب مذاق طبیعت خدا نے بخشا ہی
سخن غزل تو یہ گانے کی تمنے خوب کہی

وصل کا اقرار ہی رہ جاؤ بھی
وعدون سے اپنے کبھی شرماؤ بھی

کیون ہمین ترساؤ بھی رلواؤ بھی
جانے دو شکوون کو بس اب آؤ بھی

بوسون کے دینے مین تردد ہوا — لے چکے تم دل کو میرے لاؤ بھی
ہم تو نہا لین عرق شرم سے — گالیون کا مینھ کہین برساؤ بھی
تمنے مرے دل کو چھپایا کہان — ہو چکی بس دل لگی بتلاؤ بھی
دادرا ٹھمری کوئی پٹہ خیال — خیر غزل ہی سہی کچھ گاؤ بھی
پاس وفا آپ نے اچھا کیا — دیکھ چکے خوب اجی جاؤ بھی

روٹھ کے جاتے ہو سخن یار سے
تمکو مرے سر کی قسم آؤ بھی

مرنے پہ کوئی کیا خبر وصل یار دے — اجڑے ہوے چمن مین یہ گل کیا بہار دے
عاشق کو ہر طرح کا جو کل اختیار دے — معشوق اس مزاج کا پروردگار دے
دل تو جلایا گھر بھی جلا دے رقیب کا — کچھ نفع بھی تو اے نفس شعلہ بار دے
اے سوز عشق کام کیے جا کمی نہ کر — اچھی طرح سے داغ کو دل کے ابھار دے
انداز کچھ تو جور کا اسکے ادا کبھی — کچھ بھی تو لطف اے ستم روزگار دے
مجبور کی بھی داد کو غافل پہونچ ضرور — تجکو خدا جہان مین اگر اختیار دے
دیوانون سے بھی حضرت ناصح الجھ پڑے — عقل سلیم آپ کو پروردگار دے
کل شب کہان گزاری یہی پوچھتا ہون مین — کچھ تو جواب مجکو مرے شرمسار دے
بے فائدہ ملال ہی انسان کو چاہیے — راحت ہو یا کہ رنج خوشی سے گزار دے
وعدہ ہی کر کے ہاے نہ تسکین دو مجھے — یہ بھی دعا کرو کہ خدا اعتبار دے

وصل اُس پری کا مجکو ہونا دم رقیب ہو — قسمت کی بات ہی جسے پروردگار دے
کہتا نہین مین لذت آزار یار کو — جان اپنی تا نہ بوالہوس بدشعار دے

منتر رقیب کا وہ مرے پاس ہی سخن
جن بھی چڑھا ہوا ہو تو اُسکو اُتار دے

مرا محبوب دل وہ شاہ دین ہی — کہ جسکا فرش رہ عرش برین ہی
کوئی مونس نہین اس بیکسی مین — خیال یار لیکن ہمنشین ہی
شب فرقت مین نالون سے ہمارے — پریشان زاہد خلوت نشین ہی
خرام یار کا ہو وصف جس مین — زمین اُس شعر کی عرش برین ہی
ہجوم مور کا خط پر گمان ہی — دہان یار مین کیا انگبین ہی
کسی صورت نہین تسکین ہمدم — دل نالان بہت اندوہگین ہی
جہان مین حسن یوسف کی ہی شہرت — مگر میرا صنم اُس سے حسین ہی

نہین معلوم کس جا ہی وہ وحشی
سخن کی کچھ خبر مطلق نہین ہی

حال پر میرے کرم اوبت کافر ہو جاے — نگہ لطف سوے عاشق مضطر ہو جاے
آرزو وصل مین ہی نشہ صہبا کی مجھے — میرے حق مین لب ساقی لب ساغر ہو جاے
شب ہجران کو مین اک چشم تغافل سمجھون — وصل جانان کا اگر روز مقرر ہو جاے
حرمت بادہ کا ہی ذکر مری خاطر خواہ — کچھ بیان اور بھی واعظ سر منبر ہو جاے

پانون آہستہ مری قبر پہ رکھنا ظالم
دیکھ برپا نہ کہین فتنۂ محشر ہو جاے

پھر پڑے راہ عدو سے مرے کوچے کی طرف
وہ ستمگر مرا اسوقت مقدر ہو جاے

ساقیا بھول کے پی لون جو تری وقت مین
مے مرے حلق مین آبِ دم خنجر ہو جاے

اے پری تجکو نہو رنج مری خاطر سے
صدمہ جو کچھ ہو بلا سے مرے دل پر ہو جاے

حشر تک بادۂ وحدت سے رہے مست سخن
جسکے اوپر کرم ساقی کوثر ہو جاے

کسکی تعظیم ہوئی مدنظر کیا اُٹھے
تم اِدھر دیکھ کے اے یار اُدھر کیا اُٹھے

دشت مین تیرے خیالات سے سر کیا اُٹھے
آنکھین یاد آتی ہین آہو پہ نظر کیا اُٹھے

آتش عشق ہے برسون سے تہ گرد ملال
دود آہ دل سوزان سے شرر کیا اُٹھے

کیا سُناتے ہو کہ وہ آئین تو کیا ہو ہمدم
یاس جب ہو تو نگہ جانب در کیا اُٹھے

بے نمکدان نہین کچھ لطف جراحت قاتل
لذتِ خستگیِ زخم جگر کیا اُٹھے

جسکو دشوار ہو کروٹ بھی بدلنا قاصد
سُنکے وہ یار کے آنے کی خبر کیا اُٹھے

مانگ کر بوسۂ لب خوب اُٹھائے ہین مزے
دل مین اب ولولۂ شوق دگر کیا اُٹھے

جان کی خیر ہے اب دونون ہی جانب کہ عدو
تمکو لے آئے مرے پاس تو شر کیا اُٹھے

فکر مقتل سے مرے سر کے اُٹھانے کی عبث
بار احسانِ ستمگار سے سر کیا اُٹھے

آج سے ہم نہ کہینگے کبھی جلاد تمھین
سچ ہے ان ہاتھون سے شمشیر و سپر کیا اُٹھے

لطف ہجران نہ رہا دل ہی مرا بیٹھ گیا
تم مرے پہلو سے اے رشک قمر کیا اُٹھے

مرحبا غرق کیا تو نے جہان کو اکثر
تجھسے لوفان بلا دیدۂ تر کیا اُٹھے

اجر موعود پہ سائل سے یہ کہتا ہی لئیم
ایسی امید پہ فرمایئے زر کیا اُٹھے

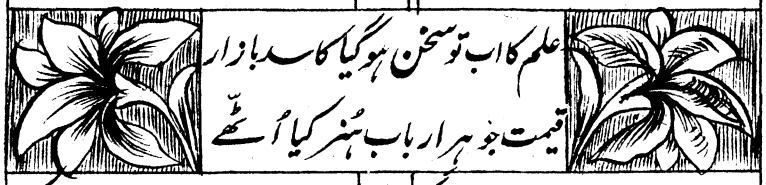

کیا مطمئن ہون بزم مین باتون سے پیار کی
چتون ابھی پھری ہوئی ہمسے ہی یار کی

پہونچا نہ گرد کو بھی تو اُس شہسوار کی
مٹی خراب ہی مرے مشت غبار کی

کشتہ ہین آرزوئین تو مدفن ہی دل مرا
پھبتی ہی داغ دل پہ چراغ مزار کی

شاید دل صنم مین بھی ارمان کا خون ہوا
صورت بنائے بیٹھے ہین وہ سوگوار کی

وہ آئے وقت نزع مرا دم نکل گیا
یعنی یہ جان قدمون پہ اُنکے نثار کی

وعدون سے ہائے اُس بت پُرفن کے ہجر مین
تسکین ہو کیا ہمارے دل بیقرار کی

اب تو خیال یار سے کہتی ہی میری روح
فرصت نہین ہی مجکو ترے انتظار کی

ظالم اُسے بنا ہی دیا کیا ستم کیا
یہ ضد تو دیکھیے دل اُلفت شعار کی

تنگ آگیا جو مین ترے ہاتھون سے اے جنون
مجبور ہو کے جامہ دری اختیار کی

کھنچتا ہی دل بجانب صحرا پھر اندنون
پھر آرزو ہی آبلۂ پا کو خار کی

صیاد نے رہا نہ قفس سے کیا اُسے
بلبل نے فصل گل مین بھی کوشش ہزار کی

تم اور عیش بادہ کشی بزم غیر مین
مین اور یہ مصیبتین شب ہائے تار کی

شکوہ کہان کا میرا تو بس جی نکل گیا
نیچی نگاہ ہو گئی جسوقت یار کی

فرقت مین تو مدد جو کرے اے خیال یار
کیا دھجیان اُڑاؤن مین شبہاے تار کی

خالی رہے کبھی نہ تصور سے اُسکے دل
آئینہ کیا وہ جسمین نہ صورت ہو یار کی

کچھ ہی تو اُنکے وعدے سے ہی ورنہ اے سخن
امید کس کو زندگی مستعار کی

یہ بحث رہنے دے اے یار آج تو باقی
کہ مجکو تیری وفا مین ہی گفتگو باقی

بلا سے ایک مرا دل رہا رہا نہ رہا
خدنگ یار کی رہ جاے آرزو باقی

قدیم تو ہی سوا تیرے جو ہی حادث ہی
فنا ہی سب کو خدایا مگر ہی تو باقی

کیا ہی ذبح تو اچھی طرح سے او قاتل
نہ تیغ اُٹھا کہ ابھی ہی رگِ گلو باقی

شراب میکشو اتنی پیو کہ تھک جاؤ
نہ رہنے پائے کوئی خم کوئی سبو باقی

وصال عاشق ناکام پر ہزار افسوس
کہ جسکی رہگئی کچھ دل مین آرزو باقی

ابھی سے تیری طبیعت بدل گئی گلرو
رہی نہ تجھ مین محبت کی کچھ بھی بو باقی

مثال کوہکن و قیس حشر تک اے دل
رہیگا قصۂ غم میرا کو بکو باقی

اُڑا وہ دھجیان دستِ جنون گریبان کی
رہے نہ کوئی جگہ قابلِ رفو باقی

بوقت مرگ الٰہی یہ ہی دعا تجھسے
کہ حشر مین بھی رہے میری آبرو باقی

امید وصل کے جھگڑے جو تھے تمام ہوے
بس ایک اور ہی مرنے کی آرزو باقی

فراق یار مین کیا کھا کے اب جیئینگے سخن
دل و جگر مین تو مطلق نہین لہو باقی

یہمان آج اپنے گھر وہ جان جان ہونے کو ہی
کلبۂ احزان مرا رشک جنان ہونے کو ہی

نالۂ دل ہجر مین آتش فشان ہونے کو ہی
پھر تہ و بالا زمین و آسمان ہونے کو ہی

وہ چلے جاتے ہین صبح وصل کیا سامان کرون
رنج فرقت اُنکا دل مین یہمان ہونے کو ہی

جلد فرصت دے کہ تاب جور اب مطلق نہین
ہو چکے وہ بھی جو کچھ ای آسمان ہونے کو ہی

صبح جائیگا وہ گل باد بہاری کی طرح
پھر بہار گلشن عشرت خزان ہونے کو ہی

اب کوئی اخفاے راز عشق کی صورت نہین
اسقدر رسوا ہون کہ خاموشی بیان ہونے کو ہی

وصل کا وعدہ تو کرتے ہو مگر یہ تو بتاؤ
قبر مین یا حشر مین آخر کہان ہونے کو ہی

اضطراب دل سے پہونچی ہی یہ اب حالت مری
کوئی دن مین غیر میرا راز دان ہونے کو ہی

بدگمان تھا مین تو مجھسے بڑھکے وہ پائے گئے
اُنکا دربان میرے گھر کا پاسبان ہونے کو ہی

صبح وصل اُسکی مجھے صبح قیامت ہوگئی
جب کہا اُسنے کہ جاتے ہین اذان ہونے کو ہی

دوست کہتے تھے صفائی یار سے ہو جائیگی
اب یہ سنتے ہین کہ دشمن درمیان ہونے کو ہی

سخت جان مین ہون تو وہ نازک بہت ہین دیکھیے
آج میرا اور اُنکا امتحان ہونے کو ہی

ہاے الفت کا بُرا ہو وہ تو دشمن ہی مرا
مین سمجھتا ہون کہ مجھپر مہربان ہونے کو ہی

بڑھ گیا زندان مین ذوق دشت پیمای سخن
مجھسے پہلے اب مرا سایہ روان ہونے کو ہی

وہ دیکھ لین چمن دل ابھی پری ہو جاے
نہال عشق کی ہر شاخ پھر ہری ہو جاے

وہ اُسکی آنکھ کہ جادو سکھاے آہو کو
نگاہ وہ کہ خجل جس سے سامری ہو جاے

گہر کو جو ہر قابل سمجھ کے لائین اگر
تو سامنے ترے دانتون کے کنکری ہو جاے

دکھاؤن سینہ پُر داغ تو ابھی سب کو
گمان مطلع خورشید خاوری ہو جاے

کہونگا داور روز جزا سے محشر مین
کہ میرے خون سے ستمگر مرا بری ہو جاے

ستم شعار پہ یوش سے بوالہوس کو مدام
یہ فکر ہی کہ کسی طرح جان بری ہو جاے

تمہاری بزم مین مجکو نہ کوئی دیکھ سکے
غم فراق مین اس درجہ لاغری ہو جاے

مجھے تو خوف ہی اب بدمزاجیون سے تری
کہ سہم کر مری صورت نہ دوسری ہو جاے

یہ میری خوبیِ قسمت کہ وصل مین بھی مجھے
غبار دل ترا تار سکندری ہو جاے

پنجوڑو بال نہاکر جو خاک پر میری
تو کشت زار تمنا ابھی ہری ہو جاے

چلے نہ جاؤ دم نزع یون تجاہل سے
ادھر تو آؤ کہ دیدار آخری ہو جاے

خیال زلف صنم مین سخن نہ رو اتنا
کہین نہ ابر کو دعواے ہمسری ہو جاے

مجمع ہی کسقدر پس دیوار دیکھیے
سب آپکے ہین طالب دیدار دیکھیے

ہر دم نظر نہ ڈالیے دل پر ہمارے آپ
یہ چیز وہ نہین جسے ہر بار دیکھیے

روز فراق تو کسی صورت گذر گیا
کٹتی ہی ہاے کیونکہ شب تار دیکھیے

اٹکا ہوا ہی دل مرا زلفون مین آپکی
اسکو نہ چھوینگے خبردار دیکھیے

باد صبا ہی اور نہ پیغام بر کا ہی
گھر مین پڑے ہوے در و دیوار دیکھیے

دینے پڑینگے آپ کو بوسے ابھی ابھی
ہوتے ہین آپ دل کے خریدار دیکھیے

ذوق ستم مین لب پہ مرے ہی سخن
یارب وہ دینگے کب مجھے آزار دیکھیے

بدنام اُسے اور مجھے دیوانہ کرینگے
یہ دیدۂ دل دیکھیے کیا کیا نہ کرینگے

بیمار محبت ہون مجھے آکے مسیحا
اچھا جو کرینگے تو کچھ اچھا نہ کرینگے

تم کون مری حالت دل پوچھنے والے
اظہار کرینگے اُسے ہم یا نہ کرینگے

منت کش دلدار جفا کار رہین کیون
ہم ایک حسین روز بُلایا نہ کرینگے

بیٹھے ہین وہی گھر کا لکھانے کو قبالہ
جو کہتے تھے ہم گھر ترے آیا نہ کرینگے

ہونے دو فلک ہی جو مراد دشمن ارمان
ہم اُس سے کبھی کوئی تمنا نہ کرینگے

یون کرتے ہین اقرار وہ وعدے کی وفا کا
معلوم یہ ہوتا ہی کہ گویا نہ کرینگے

مرجائینگے جاتے ہی ہم اُنکے سحر وصل
ایذا شب ہجران کی گوارا نہ کرینگے

عادت ہی ہمین ضبط کی سچ جان لے ظالم
کچھ ہو تری بیداد کا شکوہ نہ کرینگے

آئینگے عیادت کو تو بولینگے نہ مجھسے
سُنتے ہین وہ تقلید مسیحا نہ کرینگے

قابو مین ابھی تک تو ہی میرا دل نادان
چھیڑینگے مجھے آپ تو اچھا نہ کرینگے

کرینگے اشارون مین مرے قتل کا ایما
کیا راز عدو ہی کہ وہ افشا نہ کرینگے

کچھ حشر ہی موقوف نہین چال پہ اُنکی
ہی کونسا فتنہ کہ وہ برپا نہ کرینگے

اُس زلف مسلسل کے تصور مین اُلجھ کر
ہم گھر ہی مین زندان کا تماشا نہ کرینگے

مطلب وہ سخن پوچھتے ہین جان کے ہمسے

ہم بھی کبھی انہار تمنا نہ کرینگے

غم ہو جسمین سخن اُس دل کا بھی غم چاہیے
غم سے ایسے دل کے ہر دم چشم پُرنم چاہیے

مرہم کافور کی حاجت نہین ہی چارہ گر
زخم دل پر اُسکے عکس رخ کا مرہم چاہیے

کارخانے مین جہان کے عیش سے غم ہی فزون
ایک دن ہو عید تو دس دن محرم چاہیے

غیر سے بندِ قبا کیونکر کھلین اُس حور کے
اُنکے وا کرنے کو ہمدم کوئی محرم چاہیے

نادکِ دلدوز اس کم کم خلش سے فائدہ
ہر گھڑی دل مین مرے بسمل کا عالم چاہیے

دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہاتھ سے جاتا رہا
اب تجھے اے چشم گریان دل کا ماتم چاہیے

غم کو مونس کر لیا ہے فراقِ یار مین
عالم تنہائی مین کوئی تو ہمدم چاہیے

فکر ایذا کیون ہی کچھ قحط غم اُلفت نہین
غم بہت ہونگے سلامت آپکا دم چاہیے

ہی عبث ذکر غم ہجران سخن جانے بھی دو
کوئی دم تو وصل مین اخلاص باہم چاہیے

دیکھا جو اُسے شان خدائی نظر آئی
قطرے مین بھی دریا کی سمائی نظر آئی

اپنے تو دل و جان کی صفائی نظر آئی
بجلی کی طرح جب وہ کلائی نظر آئی

ناصح تری اک بات لگی دل کو نہ میرے
جو کچھ کہا سب ہرزہ درائی نظر آئی

جمتی ہی نہین پھسلی ہی جاتی ہین نگاہین
یہ جسم پہ اُس گل کے صفائی نظر آئی

گھبرا کے ہر اک سے وہ مجھے پوچھ رہے ہین
کچھ تو مرے نالون کی رسائی نظر آئی

اُس بت کو بھی دعویٰ ہوا یکتائی کا اپنی
اللہ تری شان خدائی نظر آئی

لے لیں وہین بس پنجہ مژگان نے بلائین
چلمن سے جو اُس گل کی کلائی نظر آئی

مر کر بھی تو صیاد کے پھندے سے نہ چھوٹے
ہمکو نہ کسی شکل رہائی نظر آئی

دعویٰ ہوا لو اُنکو بھی اب دل پہ ہمارے
جو چیز تھی اپنی وہ پرائی نظر آئی

گریہ سے مرے ہجر مین تھا عالم دریا
ٹاپو کوئی دیکھا نہ ترائی نظر آئی

کیا سوزشِ دل ہے شبِ ہجران مرے منہ سے
جو آہ کہ نکلی وہ ہوائی نظر آئی

یون تو کبھی خاطر سے غبار اُنکی نہ نکلا
جب خاک ہوے ہم تو صفائی نظر آئی

دیکھا تو سراپا تھا وہ اک نور کا عالم
پنجہ مجھے سوجھا نہ کلائی نظر آئی

ذرہ بھی تو خالی نہین قدرت سے خدا کی
ہر شے مین سخن اُسکی خدائی نظر آئی

سحر مین نام خدا آپ بھی مشاق ہوے
چشم جادو سے صنم شہرہ آفاق ہوے

افعیِ زلف نے تو مار ہی رکھا تھا مگر
بوسہ ہاے لبِ جانان مجھے تریاق ہوے

پھول پھینکے تھے سو غیر جو گل بازی مین
گل وہ سب آپکے داغِ دل عشاق ہوے

رازِ اُلفت نہ چھپا اشک نگاہون سے مرے
لفظ ابتر تھے بہت خوب ہوا عاق ہوے

منھ لپیٹے ہوے بیہوش پڑے تھے ہم تو
لایا خط یار کا قاصد تو ذرا چاق ہوے

کیا سمجھتے تھے ملاقات سے صدمہ ہوگا
سادگی تھی کہ جو ہم آپ کے مشتاق ہوے

حشر تک وعدۂ دیدار پہ کیا صبر کرون
مجھسے دو روز گذرنے بھی یہان شاق ہوے

جن پہ تحریر تھا سب حالِ پریشانیِ دل
کیا پریشان ہمارے وہ سب اوراق ہوے

آتش عشق نے بے طور گھلایا تسکو
چند روزون مین سخن سوکھ کے تم قاق ہوے

مین نے وفا کی اُس سے تقصیر ہی تو یہ ہی
چھوڑی جفا نہ اُسنے تعزیر ہی تو یہ ہی

اُسکو خیال میرا کچھ بھی ہوا نہ ابتک
نالون کی میرے ہم تاثیر ہی تو یہ ہی

ابر و ہلائے اُسنے بسمل ہوے یہان ہم
بہر سزاے عاشق شمشیر ہی تو یہ ہی

دیتا ہی گالیان وہ ہر وقت بے سبب بھی
عاشق کی اُسکے یارو توقیر ہی تو یہ ہی

رہتا ہی یان تصور ہر وقت اُسکا دل مین
آئینہ کے مقابل تصویر ہی تو یہ ہی

آتے ہی تیرے ہوگی مشکل ہماری آسان
اب موت مین ستمگر تاخیر ہی تو یہ ہی

باتون نے اُسکی مجکو شیدا بنا لیا ہی
جادو کہون نہ کیونکر تقریر ہی تو یہ ہی

بجلی کے کوندنے سے تھرا گیا کلیجہ
اب میرے آشیان مین تنویر ہی تو یہ ہی

موج ہوا سے گل کا پابند دل ہی اپنا
جوش جنون مین میرے زنجیر ہی تو یہ ہی

مشتاق ہو تو یارو دیوان ہمارا دیکھو
مصحف کی اُسکے رخ کے تفسیر ہی تو یہ ہی

مین ہون مریض اُلفت کھاؤنگا زہر تم پر
آزار کے مناسب تدبیر ہی تو یہ ہی

دنیا کے یہ تماشے سب خاک مین ملینگے
اس خواب کی ہمارے تعبیر ہی تو یہ ہی

اسپر فدا رہے ہم قسمت سخن تو دیکھو
اُسنے کبھی نہ پوچھا تقدیر ہی تو یہ ہی

رندمیکش نشہ مین کرنے لگے غل چیخ اُٹھے
میکدے مین سنتے ہی شیشون کی قلقل چیخ اُٹھے

باغبان بھی ہوکے خوش کرنے لگے غُل چنخ اُٹھے
آتشِ گُل اسقدر بھڑکی کہ بلبل چنخ اُٹھے

بھور گلچین و خزاں بیدادیِ صیاد سے
باغبان بھی ہوگیا بے چین بلبل چنخ اُٹھے

اُنکی محفل مین خدا جانے ہمین کیا ہوگیا
بیٹھے وہ چُپکے مگر ہم بے تامّل چنخ اُٹھے

روز عاشورہ تھا جوشِ گریہ بے اختیار
کربلا مین دیکھکر ہم شکلِ دُلدل چنخ اُٹھے

ہم پہ تھا اُنکو گمان غیر لیکن بزم مین
عارفانہ کرکے وہ ہمسے تجاہل چنخ اُٹھے

خیر باشد کیا ہوا کیون اسقدر ڈرنے لگے
ڈالکر تم دوش پر اپنے ہی کاکُل چنخ اُٹھے

دیکھ لے گر چشمِ مستِ ساقیِ توبہ شکن
زاہد اُف کرکے تو بھی بے تامّل چنخ اُٹھے

اُسکو خوفِ اقربا ہی صبر یاں مطلق نہین
جب ذرا اُسکو ہوا ہمسے تغافل چنخ اُٹھے

راز اُلفت چھپ سکا اُسکا نہ ہمسے بزم مین
آہ و نالہ کرکے ہمتو بے تامّل چنخ اُٹھے

کیا غزل لکھی سخن تونے کہ سب اہلِ کمال
بزم مین تعریف کرکے بے تامل چنخ اُٹھے

ہی طلعت زیبا سے مخجل نورِ سحر بھی
شرمندہ ہین عارض سے ترے شمس و قمر بھی

غیر آتے ہین ساتھ اُنکے ہی وہ رشکِ قمر بھی
اے دل تجھے اس فتنہ و شر کی ہی خبر بھی

ہوجاتی ابھی تک تو مجھے غیر سے فرصت
ہوتی نظرِ لطف و عنایت جو اِدھر بھی

باقی ہون فقط مین ہی سی بزم مین ساقی
قربان اِن آنکھون کے کوئی جام اِدھر بھی

دیتا ہی شبِ وصل اذان یا خبرِ مرگ
دشمن ہی رقیبون کی طرح مرغِ سحر بھی

قابو مین نہین آئے ہوا تبکہ مرے لیکن
لب خشک ابھی سے مرے پسینے مین ہی تر بھی

وہ ضعفِ تپِ غم ہی کہ دل بیٹھ گیا ہی
رگ رگ کے اب اُٹھتا ہی مرا درد جگر بھی

یان وضع کا ہی پاس اُنھین حسن عزیزان
مشکل ہی یہ کیسی کہ اِدھر بھی ہی اُدھر بھی

گہہ غیر کی جانب ہی کبھی میری طرف ہی
وہ شوخ ستمگار اِدھر بھی ہی اُدھر بھی

بتخانہ و کعبہ کی حقیقت نہ کھُلی کچھ
بے فائدہ دل میرا اِدھر بھی ہی اُدھر بھی

جو کام کسی سے بھی نہو اس سے وہ ہوجاے
واللہ عجب چیز ہی دنیا مین بشر بھی

کیا اِسکے سوا وصف بیان کیجے بتون کا
معدوم دہن ہی تو ہی مفقود کمر بھی

حیا دتو کیون درپے ایذا ہی نفس مین
حاضر ہین مرے کہنے مین جلدی سے کتر بھی

تو سمجھیگا اس بے جگری کو بھی مری چال
صدقے ترے قدمون پہ اگر ہو مرا سر بھی

حیا دنے گلزار کی رونق ہی اُڑادی
بلبل کا چمن مین نظر آتا نہین پر بھی

کاوش پہ بہت آج ہی مژگان کا تصور
دیکھو تو ہی آنسو مین مرے سخت جگر بھی

حد سے نہ سوا بال بڑھانے کا کرو شوق
لائق نہین اس بوجھ اُٹھانے کے کمر بھی

ایذا شبِ فرقت کی سخن پوچھ نہ مجھسے
روتے ہین مرے حال پہ مرغان سحر بھی

او بدلحاظ کچھ تجھے شرم و حیا بھی ہی
شکوہ بھی ہی رقیب کا ہمسے گلا بھی ہی

بدعہد بدمزاج ہی وہ بے وفا بھی ہی
اُسپر ستم تو یہ ہی کہ زود آشنا بھی ہی

دریا بھی ہی گھٹا بھی ہی وہ دلربا بھی ہی
لا ساقیا شراب کہ ٹھنڈی ہوا بھی ہی

ہی شرم اُنکی باعثِ گستاخیِ عدو
ہمدم یہی غضب ہی کہ اُنکو حیا بھی ہی

جاتے ہین اب تو آپ اِسے لیتے جائیے
ہمراہ آپ کے یہ دلِ مبتلا بھی ہی

احباب چارہ سازِ دلِ دردمند ہین
اِن آشناؤن مین کوئی درد آشنا بھی ہی

ذکر سزائے غیر مرے سامنے ہی کیون
یہ تو بتائیے کوئی میری خطا بھی ہی

اتنا کہینگے غصہ تو ہی اُنکا بے طرح
لیکن پھر اُسکے ساتھ ہی لطف و عطا بھی ہی

فرماتے ہین وہ حالت دل کے بیان پر
ہان کہیے آپ ہمنے کچھ اسکو سُنا بھی ہی

یہ تو بتاؤ رشک مسیحا ذرا ہمین
تم پر جو مر گئے کوئی اُنمین جیا بھی ہی

دل لیکے ناحق آپ نے برباد کردیا
آخر بتائیے تو کچھ اُسکا پتا بھی ہی

جس مہروش سے ہمکو تعلق ہوا سخن
وہ بدمزاج نام خدا بیوفا بھی ہی

ہر ہر نفس فراق مین روز شمار ہی
کس درجہ آہ طول شبِ انتظار ہی

نالہ ہی یا کہ آتش غم کا شرار ہی
ہی ابر یا کہ دیدۂ خونبار یار ہی

ہم منتظر ہین غیر کے پہلو مین یار ہی
جوبن پہ اپنے آج شبِ انتظار ہی

کیونکر درازیِ شبِ ہجران بیان کرون
اک طول مثل قصۂ گیسوے یار ہی

ساون برس کے بھادون کے دن بھی گذر گئے
لیکن ہنوز چشم مری اشکبار ہی

دشمن سے چاہتا ہون کہ مین راز دل کہون
اِسدرجہ میرے قلب کو اب اضطرار ہی

کس طرح چارہ ساز مداوا کرے مرا
بیچارہ اپنے عجز سے خود شرمسار ہی

ڈر ہی کہ اُسکو دیکھ کے تسکین ہو نہ جاے
اب تک تو میرے دل کو بہت اضطرار ہی

کیونکر نہ گرم آج ہو محفل رقیب کی — آتش فشان مرا نفس شعلہ بار ہی
کل کیا ہوا ای فلک مجھے اسکی خبر نہیں — ہانون پر آج تک تو مرا اختیار ہی
ہم اور روز حشر اٹھین خونچکان کفن — یہ بھی تو شانِ رحمت پروردگار ہی
جنبش سے تیری زلف کی بے منتِ صبا — ثابت ہوا کہ دل کوئی وان بیقرار ہی
دم دیکے ہم تو موت کو بھی ٹال دین مگر — مشکل یہ ہی کہ یار تغافل شعار ہی
وہ لے رہا ہی مجھسے گنہ کا مرے حساب — میرے لیے تو آج ہی روز شمار ہی
پیری مین سرنگون ہین پشیمانیون سے ہم — یا نشۂ شباب کا اپنے خمار ہی
ذوق ستم مین دیکھ رہے ہین وہ میری راہ — مجھسے ریا وہ انکو مرا انتظار ہی
مین نکے جھوٹے وعدون پہ حیرت سے ہون خموش — وہ جانتے ہین اسکو مرا اعتبار ہی
محتاج بعد مرگ نہین مین چراغ کا — داغ فراق یار ہی شمع مزار ہی
پایا جہان مین سبھنے کسی کو نہ لاجواب — لمول امل مقابل گیسوے یار ہی
میری تو خاک مین یہ رسائی کہان مگر — دل مین تمھارے اور کسی کا غبار ہی
مرنے کے بعد بھی مری آنکھین کھلی رہین — بعد از فنا بھی ہاے ترا انتظار ہی
جاتی رہی ہی بات تمیگانہ مجھسے دل — آتے ہو آؤ ورنہ تمھین اختیار ہی

وان نامہ بر کو قتل کیا اسنے ای سخن — اوریان جواب خط کا تمھین انتظار ہی

حسن اور عشق کے جھگڑون سے فراغت ہو جاے — ہونا جو کچھ ہو وہ آج ای شب فرقت ہو جاے

راہ اُلفت مین میسر جو شہادت ہو جاے
میرا مقتل ہی مجھے گلشن جنت ہو جاے

سوز اُلفت کی جہان مین مرے شہرت ہو جاے
داغ دل غیرت خورشید قیامت ہو جاے

شکل سے میری بلا سے اُسے نفرت ہو جاے
اُسکو دیکھون مگر ایسی کوئی صورت ہو جاے

موت کیون چاہون کہ ایذا ہی بہت مجکو عزیز
اُسکی فرقت مین کہین مرگ فراغت ہو جاے

صدقے اِس طرز حیا پر کہ وہ فرماتے ہین
جو بُری نظرون سے دیکھے ہمین غارت ہو جاے

کم جہنم سے بھلا کیونکہ نہ سمجھون اُسکو
غیر کے حق مین جو کوچہ ترا جنّت ہو جاے

طمع و حرص نہین جاہ و حشم کی مجھکو
اسقدر چاہتا ہون رفع ضرورت ہو جاے

دل یہ کہتا ہی کہ اُلفت کے مصائب جھیلو
مین یہ کہتا ہون کہ مر جاؤن تو راحت ہو جاے

جان سینے سے دم نزع نکلتی ہی نہین
تم اگر چاہو تو اِس سے بھی فراغت ہو جاے

غیر کی شکل سے ایسا ہی تنفّر اب تو
گھر کے باہر جو نکلجاؤن تو وحشت ہو جاے

بیعت حُسن کرین عاشق و معشوق بہم
حضرت عشق کی ظاہر جو کرامت ہو جاے

حسرتین اسمین عجب لطف سے پوشیدہ ہین
آئنہ دل کا مرے دیکھو تو حیرت ہو جاے

رشک یہ بھی تو اجازت نہین دیتا مجکو
غیر سے میرے لیے اُسکو عداوت ہو جاے

خود گلا کاٹ کے مر جاؤن وہ جانباز نہون مین
مانع قتل جو قاتل کی نزاکت ہو جاے

اُنسے بدخو کا ستم بھی ہی کرم میرے لیے
کاش یون بھی ہو کہ مجھسے اُسے نفرت ہو جاے

ہاے تم دور کھڑے ہو کے تماشا دیکھو
اور پامال عدو یون مری تربت ہو جاے

غیر مُنھ دیکھ کے رہجاے وہ سیکھو انداز
یون مجھے چاہو کہ دشمن کو بھی حیرت ہو جاے

شکوۂ جور بتان یون نہ سخن کیجیے آپ
ابھی سُن پائین کہین وہ تو قیامت ہو جاے

اُسے ہم دے کے دل کیون رہی مکاں صنم ہوتے
نہ دیتے دل تو دل ہوتا جو دل ہوتا تو ہم ہوتے

عدو کی فتنہ پردازی نہ پہونچاتی ضرر کچھ بھی
کسی صورت سے دنیا مین اگر ہم تم بہم ہوتے

حسینون کی نظر خاصیت اکسیر رکھتی ہے
کسی کی آنکھ پر چڑھتے تو ہم بھی اک رقم ہوتے

خدا سے مانگتا گر مین دعا اُس بت کے ملنے کی
تو دونون ہاتھ میرے حکم سے اُسکے قلم ہوتے

شہید ناز قاتل ہو کے کھوتے آبرو اپنی
غضب ہوتا جو ہم بسمل تہ تیغ دودم ہوتے

شب وصل اُس پری رو سے گر ہمسے بگڑ جاتی
بلاے جان عاشق گیسوے پُرپیچ وخم ہوتے

خیال بیوفائی جب کبھی اُس بت کو آجاتا
تو بوسے اُسکے میرے دشمنون کے حق مین سم ہوتے

اُٹھاتے سو طرح ایذا و سختی قید ہستی مین
اگر زنجیر زلف یار سے آزاد ہم ہوتے

جو ہوتی ہم پہ کچھ چشم عنایت تیری مژگان کی
تپش سے طائر دل کی پریشان یون نہ ہم ہوتے

بچا سکتے جو ہم باد خزان رشک دشمن سے
ہمارے داغ دل رشک گل باغ ارم ہوتے

اگر تم خواب مین بھی آکے عہد وصل کر جاتے
تو پھر کیون اسقدر ہم مبتلاے رنج وغم ہوتے

میسر گر انھین ہوتی زیارت خوش نصیبی سے
ترے نخچیر پر قربان غزالان حرم ہوتے

خدا سے جب نہ تیرے ظلم کی فریاد کرتے ہم
کہ ہم بھی بے وفا تیری طرح سے اے صنم ہوتے

شکایت چھیڑ سے ہوتی جو وہ وعدہ پہ آجاتا
گلہ ہم اُس سے یون کرتے کہ شکوے سب بہم ہوتے

غلط کہتے تھے پہلے ہم جو کہتے تھے کہ مرجائین
کہ مرجانے پہ بھی اُسکے نہ ہرگز جور کم ہوتے

ہاری

ہماری آرزو کہتی ہی یہ قاتل کے ابرو سے
کہ ہم اہی کاش تیرے کشتۂ تیغ ستم ہوتے

یہ کیسا ظلم ہی منہ پر انھین کیونکر نہ لاتا مین
مرے ارمان دل بھی کیا ترے سر کی قسم ہوتے

سخن پھر آج بھی کل کی طرح آتا وہ سمجھانے
تو عجز آگین مرا سر اور ناصح کے قدم ہوتے

سب سمجھتا ہی جو کچھ سود و ضرر ہوتا ہی
لیکن اس عشق مین مجبور بشر ہوتا ہی

تیغ پر کون تری سینہ سپر ہوتا ہی
جان دیتے ہین وہی جنکو جگر ہوتا ہی

سُنکے فریاد مری کون خبر ہوتا ہی
ہوتے ہین سب اُسی جانب وہ جدھر ہوتا ہی

کسکو ہی میری طرح ضبط فغان اُلفت مین
کون یون کشتۂ شمشیر نظر ہوتا ہی

بزم دشمن نہ سہی ہی مگر اُس سے بدتر
ذکر غیرون کا جہان دو دو پہر ہوتا ہی

فصل گُل مین مرا صیاد کرتا ہی وہی
سب مین شایستۂ پرواز جو پَر ہوتا ہی

بات کرنے مین جو وہ غیر سے رُک جاتے ہین
کچھ خیال اُنکو ہمارا بھی مگر ہوتا ہی

صاف ہو قلب تو خود بینی و نخوت نہ رہے
ظاہر اس شیشے سے سب عیب و ہنر ہوتا ہی

آپ مجھسے کرین اُلفت تو تعجب کیا ہی
کہ بشر ہی سے تو مانوس بشر ہوتا ہی

قابل دید ہون مین اور مرے گھر کی رونق
آج مہمان وہ مرا رشک قمر ہوتا ہی

بھولے رہنا نہ کہین تم مرے چُپ رہنے پر
ضبط مین عاشق صادق کے اثر ہوتا ہی

دیکھتے ہین چمن داغ محبت کی بہار
خوش ہین وہ جنکا مرے دل مین گذر ہوتا ہی

بزم دشمن مین مجھے دیکھ کے وہ کہتے ہین
خیر سے آپ کا اب یان بھی گذر ہوتا ہی

کل تو تا صبح شب ہجر تڑپتے گذری
آج پھر شام سے کچھ درد جگر ہوتا ہی

وہ پری آئنہ حسن ہی کس کا یارب
کہ اُسے دیکھ کے حیران بشر ہوتا ہی

جس طرح جان تن عاشق سے نکل جاتی ہی
پار یون دل سے ترا تیر نظر ہوتا ہی

تم نہین جاتے ہو یان چھوڑ کے روتا مجکو
آج رخصت مرے نالون سے اثر ہوتا ہی

شب کو روتا ہی فلک حال پہ میرے شبنم
صبح کو چاک گریبان سحر ہوتا ہی

شمع سان سوزنے کی ریشہ دوانی دل مین
دامن خشک مرا اشکون سے تر ہوتا ہی

وقف نظارہ نہین حسن تو اے پردہ نشین
غل یہ کیون روزن دیوار در ہوتا ہی

ہاے اس دل کی جگہ پارۂ آہن نہ ہوا
ان بتون کا بھی تو شیشہ کا جگر ہوتا ہی

ہی جو قسمت تو مرے سر سے گذر جائیگا
آب خنجر جو ترے تا بہ کمر ہوتا ہی

مین چلا کیا کہ مرے ساتھ بصد رنج سخن
یاس وحسرت کا بھی دنیا سے سفر ہوتا ہی

مہر اوج حسن اُسکا چہرۂ پر نور ہی
لمعۂ طرف کلہ رشک شعاع حور ہی

چارہ گر سے ہو علاج عشق کیا مقدور ہی
اُسکی فرقت مین ہر اک داغ کہن ناسور ہی

یہ گریبان شکل دامان بت مغرور ہی
اے جنون پھاڑے اسے تو تیرا کیا مقدور ہی

آشناے رمز دلبر ایک بھی انمین نہین
قیس دیوانہ ہوا ہی کوہکن مزدور ہی

سخن آقرب جو سمجھتے ہین وہ ہین کس سے قریب
پاس جو اُسکو نہ سمجھے وہ اُسی سے دور ہی

دیکھیے عاشق کو اپنے کیا وہ دیتے ہین جواب
وعدۂ فردا کا اُنسے آج پھر ذکر ہی

ہم تو مرتے ہین ترے دیدار کی امید پر
خواہش جنت ہی ہمکو اور نہ شوق حور ہی

خون رُلواتی ہی یاد چشم میگون اندنون
اشک جو گرتا ہی آنکھون سے مے انگور ہی

پہلے دلوادو خدا سے رتبہ پیغمبری
امتحان صبر عاشق گر تمھین منظور ہی

جیتے جی سب کچھ ہی مرنے پر نہین کچھ اختیار
موت بھی کیا شی ہی جس سے ہر بشر مجبور ہی

جان دیتے تھے جو کل تیغ تبسم پر ترے
آج گریان اُنپہ چشم جوہر ساطور ہی

کون کہتا ہی خراب آباد اُسکو اے سخن
حسرت وارمان سے اپنا ملک دل معمور ہی

ہاے تدبیر چلی کچھ بھی نہ غمخوارون کی
مفت مین جان گئی عشق کے بیمارون کی

ایک معشوق ہو خواہان تو کہون قیمت دل
دم تو گھبرا گیا کثرت سے خریدارون کی

اے پری رو ترے وحشی کے تڑپ جانے کو
کچھ بلندی ہی یہ زندان کی بھی دیوارون کی

ابرو یار کا رہتا ہی تصور ہر دم
زیست ہوتی ہی بسر جانون مین تلوارون کی

ترا بیمار محبت نہ بچیگا ہرگز
آر زو خاک مین ملجائیگی غمخوارون کی

اہل غفلت جو ہین عالم مین وہ ہین شیرین کام
زندگی تلخ ہی دنیا مین تو ہشیارون کی

تم نہین گردش افلاک سے مٹ جانے کا
بات رہ جاے اگر تیرے وفاداروں کی

مثل گل یون تری فرقت مین نہ کھلا جاتے
ہم بلائین جو نہ لیتے ترے رخسارون کی

گرم صحبت ہین سخن بزم مین اُنکی دشمن
کون سنتا ہی وہان ہسے دل افگارون کی

شعر برجستہ سنے اُسنے زبانی میری
آگئی کام طبیعت کی روانی میری

مٹ گیا اُسنے مگر قدر نہ جانی میری
ہاے افسوس گئی مفت جوانی میری

داستان لیلی و مجنون کی عبث سنتے ہو
سُن لو اک روز ذرا مجھسے کہانی میری

دل آشفتہ لیا میرا چلو خوب ہوا
آپ کے پاس نہ تھی کوئی نشانی میری

جیسی برسات مین پڑتی ہوئی دیکھی ہو پھوار
یون ہی تھی ہجر مین خونابہ فشانی میری

نالۂ گرم سے دل اُنکا ہلا دیتا ہون
رہتی ہے شعلہ صفت ریشہ دوانی میری

رشک دشمن بھی سہے مین نے تمھاری خاطر
بات اتنی سی مگر تمنے نہ مانی میری

داغ دیکر مجھے چھاتون کے ستمگر بولا
لیجیے مانگتے تھے آپ نشانی میری

اُسنے جادو وہ کیا چشم سخنگو سے سخن
ملکی خاک مین سب سحر بیانی میری

نہ ڈوبے مری بحر عصیان مین کشتی
کہ ہون مین تو او لا دمودود بہشتی

بسر سے غرض ہے جہان مین ہمین تو
مکان ہو کوئی ہو گلی یا کہ خشتی

رضا ہو جو اُسکی ہمین ہے برابر
کہ دوزخ مین ہم جائین یا ہون بہشتی

نہ مانونگا مین ایک بھی بات تیری
نکر ناصحا مجھسے اس درجہ زشتی

وہ دندان و لب ہین تمھارے پری رو
نثار اُنپہ کیجیے جواہر کی کشتی

چنان داد ۂ سوز اے جان بدشمن
کہ آخر دل دوستان ہم برشتی

بہ بندا ے سخن فارسی قافیہ ہم

بہندی زبان چون غزل را نبشتی

مخمسات

خمسہ بر غزل اوستادی جناب نواب نجم الدولہ دبیر الملک نواب اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ غالب تخلص مرحوم

ہماری استراحت ای سخن اب عار بستر ہی
اسی باعث سے فرقت مین مجھے انکار بستر ہی

ابھی لیٹا ہون مین دیکھو یہ حال زار بستر ہی
تپش سے میری وقف کشمکش ہر تار بستر ہی

مرا سر رنج بالین ہی مرا تن بار بستر ہی

نہ تھی اے دیدہ تمسے کہ پاس آکر مرے بیٹھو
ہمارا جذب دل ای یار لایا کھینچکر تمکو

زہے تقدیر بیمار محبت حال تم پوچھو
خوشا اقبال رنجوری عیادت کو تم آئے ہو

فروغ شمع بالین طالع بیدار بستر ہی

بیان کیا کیجیے کیفیت ایام تنہائی
کہ شب ہو یا سحر ہر وقت ہی ہنگام تنہائی

سحر کو ہی جو طوفان بلا آلام تنہائی
بہ طوفان گاہ جوش اضطراب شام تنہائی

شعاع آفتاب صبح محشر تار بستر ہی

گیا جب سے نہ دیکھی شکل پھر اُس یار خود بین کی
نہ نکلی آرزو اپنے دل شیدا غمگین کی

مگر بالینمہ اب تک تو کچھ صورت ہی تسکین کی
ابھی آتی ہی بو بالین سے اُسکی زلف مشکین کی

ہماری دید کو خواب زلیخا عار بستر ہی

وفور ضعف سے اب عشق مین یہ حالت تن ہی
کہ اُٹھکر جس جگہ بیٹھے وہی گویا کہ مسکن ہی

جو ہمدم ہین ہمارے اُنکا بھی اب تک کٹ کپن ہی | سر شک سبز صحرا دادہ نور العین دامن ہی
دل بیدست و پا افتادہ برخود دار بستر ہی

نہ پوچھو حال میرا عشق کے آزار مین غالب | تڑپتا ہون اکیلا فرقت دلدار مین غالب
قلق ہوتا ہی دل پر درد کے اظہار مین غالب | کہون کیا دل کی کیا حالت ہی ہجر یار مین غالب
کہ بیتابی سے ہر اک تار بستر خار بستر ہی

ایضاً

آپ وہ شرمائے ہم شرمائین کیا | اِس ستم سے دوستو گھبرائین کیا
ایسے دم مین اُنکے ہم آجائین کیا | جور سے باز آئے پر باز آئین کیا
کہتے ہین ہم تجکو مُنہ دکھلائین کیا

مہربان تم ہوگے یا نامہربان | آؤگے یا ہمکو بلواؤگے وان
کس لیے ہو ہمکو فکر اے جان جان | رات دن گردش مین ہین ہفت آسمان
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا

کہتے ہو کس مُنہ سے تم یان روز آؤ | تمکو کچھ ہمسے تعلق ہی بتاؤ
تم بگڑ جاؤ تو ہی یہ بھی بناؤ | لاگ ہو تو اُسکو ہم سمجھین لگاؤ
جب نہو کچھ بھی تو دھوکا کھائین کیا

رشک سے اب کوئی مرہی کیون نہ جاے | جان جائے مال وزر ہی کیون نہ جاے
آئے آفت اور سر ہی کیون نہ جاے | موج خون سر سے گذر ہی کیون نہ جاے

آستان یار سے اُٹھ جائین کیا
ہین سخن وہ بھی جہان مین ایک شے
جو سمیر یر کلک کو کہتے ہین قے
شاعری کا جو نہ سمجھین وی وی
پوچھتے ہین وہ کہ غالب کون ہی
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا

ایضاً

وصل ہی ہجر مین واصل بخدا ہوجانا
مرگ ہی دام محبت سے رہا ہوجانا
عید عاشق کو ہی دلبر پہ فدا ہوجانا
عشرت قطرہ ہی دریا مین فنا ہوجانا
درد کا حد سے گذرنا ہی دوا ہوجانا
کل تجھے وصل پہ آمادہ کیا اے خوش قد
اُٹھ گیا پاس سے تو سُنکے عدو کی آمد
شکوۂ غیر کرون کیا مری تقدیر تھی بد
تجھسے قسمت مین مری صورت قفل بجد
تھا لکھا بات کے بنتے ہی جُدا ہوجانا
عیش سیرا ہی تپ غم سے نہونا اچھا
لخت دل نقل ہی اور خون جگر ہی صہبا
فصل گل ہی مرے ہر داغ کا ہوجانا ہرا
ہی مجھے ابر بہاری کا برس کر کھلنا
روتے روتے غم فرقت مین فنا ہوجانا
صاف ہو قلب تو ہو جائے جہان مین اکمل
باغ فردوس نظر آئے تجھے ہر جنگل
غور کر دل مین ذرا قدرت خلاق ازل
تاکہ تجھپر کھلے اعجاز ہوائے صیقل
دیکھ برسات مین سبزہ کا ہوجانا

راز الفت نہ چھپا ہو گئے آخر بدنام
سوچا تھا ہمین آغاز سے پہلے انجام

یاس دیکھو کہ کہے غیر سے اپنے آلام
دل ہوا کشمکش چارۂ زحمت مین تمام

مٹ گیا کہنے مین اس عقدہ کا وا ہو جانا
آسان ہو جانا

دیکھ تو زمزمہ پردازیِ مرغان قفس
شوق مین تیرے نہین جنکو سر و نم نفس

بحث بیفائدہ اتنا تو بتا دے مجھے بس
گر نہین نکہت گل کو ترے کوچے کی ہوس

کیون ہو گرد رہ جولان صبا ہو جانا
آسان ہو جانا

مغتنم جانتے تھے اسکو ہم اے غیرت ماہ
ہم پہ ہوتے تھے ستم گرچہ تھے ناکردہ گناہ

لطف کیسا نہین پہلی سی بھی وہ گرم نگاہ
اب جفا سے بھی ہین محروم ہم اللہ اللہ

اسقدر دشمن ارباب وفا ہو جانا
آسان ہو جانا

لوگ کہتے تھے کہ ہو جاتا ہے پانی بھی ہوا
ہم یہ کہتے تھے کہ ممکن نہین ہونا ایسا

تیری فرقت مین مگر یاد رہے احوال کھلا
ضعف سے گریہ مبدل بدم سرد ہوا

باور آیا ہمین پانی کا ہوا ہو جانا
آسان ہو جانا

دل مین ہے یاد تری اے مہ اوج اقبال
ہو فراموش جو یک لحظہ تو ہو درد کمال

بھولیے کیا کہ ہوا بھولنا اب اسکا محال
دل سے مٹنا تری انگشت حنائی کا خیال

ہو گیا گوشت سے ناخن کا جدا ہو جانا
آسان ہو جانا

دل ہے مشتاق جمال رخ زیبا غالب
چین بے دیکھے سخن کو نہین آتا غالب

کیا کہین کیا ہے سبب سیر چمن کا غالب
بخشے ہے جلوۂ گل ذوق تماشا غالب

چشم کو چاہیے ہر رنگ مین وا ہو جانا

خمسہ بر غزل چمن بیرا ے گلزار معانی عندلیب شاخسار نکتہ دانی جناب حکیم محمد مومن خان صاحب مرحوم مومن تخلص

شعلہ زن وان بھی جو داغ دلِ سوزان ہونگے
جل کے شمشاد ارم سرو چراغان ہونگے

سوز شوق دل کو ملک دیکھ کے حیران ہونگے
دفن جب خاک مین ہم سوختہ سامان ہونگے

مفلس ہاے کے گل شمع شبستان ہونگے

مرحبا تیرے سبب ٹوٹے ہین حسرت کے مزے
ساتھ تو نے دیا جب تک کہ رہے ہم جیتے

کون ہے ہاے جو پوچھیگا مرے بعد تجھے
تو کہان جائیگی کچھ اپنا ٹھکانا کرلے

ہمتو کل خواب عدم مین شب ہجران ہونگے

گرد پھر کے جو تو یار پہ ہوتی ہے فدا
رشک ہوتا ہے مجھے دیکھ کے کیسا کیسا

بے ادب حد سے زیادہ نہین بڑھنا اچھا
ہم نکالینگے سن اے موج ہوا بل تیرا

اسکی زلفون کے اگر بال پریشان ہونگے

کس طرح جور پہ لذت دشنام سہون
تا کجا دیدہ و دانستہ جفائین جھیلون

ہاے کیونکر نہ انھین مانع خودبینی ہون
تاب نظارہ نہین آئنہ کیا دیکھنے دون

اور نجا ئینگے تصویر جو حیران ہونگے

انکی تقدیر مین ہے عشق جنون زا کہ نہین
انکو بھی ہوگا مری طرح سے سودا کہ نہین

وہ بھی ہوجائینگے ناچار کبھی یا کہ نہین
صبر یارب مری وحشت کا پڑیگا کہ نہین

چارہ فرما بھی کبھی قیدی زندان ہونگے

موت سے عشق مین ہم منہ نہ چھپائینگے کبھی
چارہ گر کوئی ہو ہرگز نہ بلائینگے کبھی

خضر کیا دام مین انکے جو ہم آئینگے کبھی
منت حضرت عیسے نہ اٹھائینگے کبھی

زندگی کے لیے شرمندۂ احسان ہونگے

رنج برداشت کیے اور جفائین جھیلین
حسرتین لے مگر دل کی مرے دلمین رہین

دم نکل جاے تو شرمندہ وہ شاید ہون کہین
کرکے زخمی مجھے نادم ہون یہ ممکن ہی نہین

گرہ ہونگے بھی تو بے وقت پشیمان ہونگے

پند بیجا سے ترے اب تو ہوا دل برہم
تا بہ کی کوئی سہے یار ترے ظلم و ستم

مغز کھاتا ہی عبث کرکے نصیحت ہر دم
ناصحا دل مین تو اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم

لاکھ نادان ہوے کیا تجھسے بھی نادان ہونگے

پھول لانے کا حسینون کے تجھے دھوکا ہی
بدگمان جس پہ ہی تو یا رون کا وہ فقرا ہی

حیف بے دیکھے اگر تجکو یقین ہوتا ہی
ترے دل تفتہ کی تربت پہ عدو جھوٹا ہی

گل نہونگے شرر آتش سوزان ہونگے

شوخیون سے پس چلوں بھی مجھے چین نہین
ناز و انداز غضب ہین پہ دلہاے حزین

لب گزان گاہ تبسم سے کبھی چین بہ جبین
چاک پردے سے یہ غمزے ہین تو اے پردہ نشین

ایک مین کیا کہ سبھی چاک گریبان ہونگے

اے مرے حسرت ارمان و تمنا و وفا
دفن کرنے کو جو آئے ہو تو ٹھہرو اس جا

سوز پنہان سے ابھی دیکھو تماشا ہوگا
داغ دل نکلینگے تربت سے مری جون لالا

یہ وہ اخگر نہین جو خاک مین پنہان ہونگے

ہوش اڑجائینگے جسوقت خبر دی ہوگی
چارہ گر خوف سے رخ پر ترے زردی ہوگی

بیڑی دم بھر مین جدا پاؤن سے کردی ہوگی
پھر بہار آئی وہی دشت نوردی ہوگی

پھر وہی ہم وہی صحرا و بیابان ہونگے

راہ پر آئین سخن یہ تو نہین ہی ممکن
ہی عجب اہل کدورت کا صفائے باطن

کہنے سننے سے ہون شاید متوجہ لیکن
عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن

آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

خمسہ بر غزل جناب شیخ محمد ابراہیم ذوق مرحوم

مرغ قفس ہون باغ سے دور اور شکستہ پر
طائر ہون کوہ و راغ سے دور اور شکستہ پر

کیا ہون جو ہون فراغ سے دور اور شکستہ پر
بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر

پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

مدت سے کر رہا ہون جو مین راہ عشق طے
لاغر ہوا ہون ایسا کہ ہی جسم مثل نے

بیخود ہمیشہ رہتا ہون ساقی بغیر مے
کیا ڈھونڈھے دشت گمشدگی مین مجھے کہ ہی

عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر

ہون منتظر تو آنکھ ہی در سے لگی ہوئی
ہجران کی تیری پھانس ہی دل مین گڑی ہوئی

آیا نہ تو تو آج مصیبت بڑی ہوئی
ساقی بط شراب ہی تجھ بن پڑی ہوئی

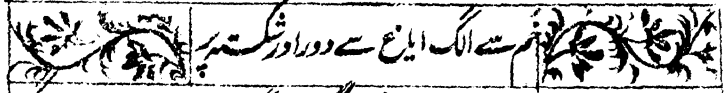

نم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر
صدمے اٹھائے عشق بتان مین جو بیشتر
گھن ہوگئے ہین کام مین اپنے دل و جگر
رکھتا ہون اپنے جذبۂ دل مین مین وہ اثر
خود اڑ کے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر

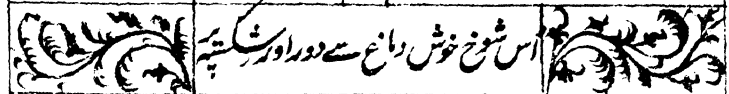

اس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر
عظمت مین داغ دل تھا ہمارا ابھی بے نظیر
موہوم فرط ضعف سے اب ہے دم اخیر
کس طرح ہائے اسکا نہ اندوہ ہو کثیر
کرتا ہے دل کا قصد کمان دار تیر اتیر

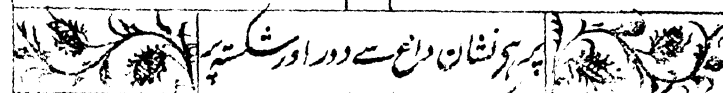

پر ہے نشان داغ سے دور اور شکستہ پر
صیاد در کمین ہے کہ ملجائے کچھ سراغ
تدبیر جان بری کا سخن کس کو ہے دماغ
کس کس سے جان بچائے کہانتک وہ کہکے آہ
اے ذوق میرے طائر دل کو کہان فراغ

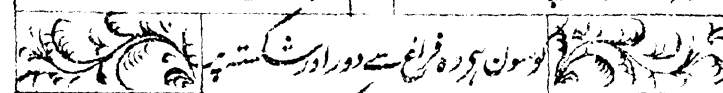

لوسون ہے رہ فراغ سے دور اور شکستہ پر

خمسہ بر غزل سرآمد شعرا سے لکھنؤ جناب خواجہ محمد وزیر صاحب وزیر

ہوگئے عشق کے اعجاز نمایان سر پر
داغ سودا سے ہوا نیر رخشان سر پر
مشک فرسودہ سمجھ گرد بیابان سر پر
تیغ رکھدی مرے قاتل نے جو عریان سر پر
جوہر دن کے ہوے پیدا چمنستان سر پر

وحشیون مین مجھے سب کہتے ہین ذی علم و ہنر
اے جنون کام ہی آئی مری وحشت آخر
حضرت عشق کی ہے یہ بھی کرامت ظاہر
ناوک غم سے ہے غربال مرا کاسۂ سر

چھان ڈالون جو پڑے گرد بیابان سر پہ

کیا ہوئی آپ کی پہلی وہی آبی ٹوپی
سُرخ پہنو نہ مری جان شہابی ٹوپی
کہین ایسا نہو لائے یہ خرابی ٹوپی
باغ کو جاتے ہو پہنے ہو گلابی ٹوپی

بلبل بے ادب آ بیٹھے نہ ایجان سر پہ

مضطرب فکر رہائی مین ہین برسون سے ہزار
پر کہان یہ کہ جو کھولین ترے آگے منقار
کھولدے باب قفس اب تو نہ ہو پنجا آزار
آئینگے وقت خزان چھوڑدے آئی ہے بہار

لے لے صیاد قسم رکھدے گلستان پر

دھجیان کرہی دیا پیرہن اپنا ہمنے
وحشیون کو جو دیا خلعت زیبا ہمنے
بارہا دیکھا یہ وحشت مین تماشا ہمنے
دامن دشت مین جب پھاڑ کے پھینکا ہمنے

چوم کر قیس نے رکھا دہ گریبان سر پہ

ہم بھی تاثیر دعاے سحری دیکھینگے
عرصہ حشر مین یہ گذری دیکھینگے
جس طرح ہوگا تری جلوہ گری دیکھینگے
سر جھکا کر تجھے اے رشک پری دیکھینگے

حشر کو ہونگے جب دیدہ انسان سر پہ

سیر کیا خوب ہوئی واہ نہ آیا پھر کر
کیا ہوا اے مرے اللہ نہ آیا پھر کر
منع کرتے تھے اُسے آہ نہ آیا پھر کر
جاکے دل بھول گیا راہ نہ آیا پھر کر

کوچہ زلف ہی یا بھول بھلیان سر پہ

ناتوان ہون مجھے کس بات پہ ہو جاے غرور
لیکن اتنا بھی سمجھ مجکو نہ تو بے مقدور

ضد پہ آجاؤن تو دکھلاؤن تجھے قوت و زور
جس طرح ٹوکری مٹی کی اٹھاتے مزدور

ای جنون یونہین اٹھاون مین بیابان سر پر

زلف جانان کے تصور مین عجب ہی تاثیر
پڑگئی پاؤن مین بس سیکڑون من کی زنجیر

مجرم عشق کی ہوتی ہی سخن یون تعزیر
یا دابرو مین ہوا سر بگریبان جو اسیر

آگیا کھینچ کے تلوار گریبان سر پر

حمہ بر غزل جناب میر وزیر علی صاحب صبا مرحوم

قمریون سے جو ثنائے قد خوبان ہو جاے
سرو جلکر لب جو سرو چراغان ہو جاے

رنگ اوڑے گل کا بسنتی چمنستان ہو جاے
کچھ عنا دل سے جو وصف رخ جانان ہو جاے

کھیت سرسون کا بنے زر د گلستان ہو جاے

غرق اک پل مین جہان دیدہ گریان ہو جاے
ایک آنسو جو گرے نوح کا طوفان ہو جاے

نیست نابود یہ سب عالم امکان ہو جاے
ہجر مین صور پھنکے حشر کا سامان ہو جاے

کل جو ہونا ہی وہ آج ای دل نالان ہو جاے

تجھپہ ای زہرہ جبین لوٹ ہی ساری محفل
سب ہین جانباز ترے تیر نگہ کے گھائل

ایک ٹھوکر سے تو عشاق ہوے ہین بسمل
رقص مین ہاتھ نہ اسطرح نکال ای قاتل

بزم عشرت نہ کہین گنج شہیدان ہو جاے

بندہ پرور جو اجازت ہو تو کچھ عرض کرون
ناز بیجا نہ اٹھاؤنگا مین گو عاشق ہون

ہان مگر ایک طرح حکم اگر ہو تو کہون
وصل منظور کرو خط غلامی لکھ دون

عہد ہو جاے مرے آپ کے پیمان ہو جاے

خواہش اُس ماہ کو ہووے جو کبھی صہبا کی
پیر گردون مے گلرنگ شفق لائے ابھی
اسقدر سب کو ہی منظور نظر اسکی خوشی
کھائے وہ ساقی مہوش جو کباب ماہی

حوت گردون تپش مہر سے بریان ہو جاے

سرکشی خاک بھی دنیا مین نہین ہے زیبا
آہ مظلوم سے انسان کو بچنا ہے بھلا
دیکھ تو گور غریبان کی طرف چل کے ذرا
بادشاہون کی لب گور سے آتی ہے صدا

مور کو بھی نہ ستائے جو سلیمان ہو جاے

مثل بوگلشن ہستی سے سخن ہم جو چلین
لوگ دنیا مین پس از مرگ بہت یاد کرین
رنگ آلائش دنیا سے ہے کیا خوف ہمین
اے صبا ہون وہ سبکبار جو اعمال تلین

سبد گل سے سبک پلہ میزان ہو جاے

خمسہ بر غزل جناب قبلہ من جناب سید نجف علی صاحب نذر تخلص

فرقت مین ہون ابتک تو کلیجے کو سنبھالے
تیرے وہ ستم ہین جو کبھی دیکھے نہ بھالے
اب بہر خدا پاس مجھے اپنے بلالے
کر قدر مری مجھکو گلے اپنے لگالے

ڈھونڈھے نہین ملتے ہین صنم چاہنے والے

سہنے کا یہان پہلے تو اقرار ہوا تھا
کیا بات ہوئی پھر جو خفا ہو گئے ایسا
تقدیر الٰہی مین بھلا دخل ہے کسکا
تم جاتے ہو اب روٹھ کے مجھسے بہت اچھا

یہ تو کہو دل میرا کیا کس کے حوالے

کسکا ہی خیال آپکو آج ای مرے دلبر | کیون دیر سے زانو پہ برابر ہین رکھے سر
کیا بات ہی جو خاطر اقدس ہی مکدر | رنجش کا سبب آپ کی کھلتا نہین ہمپر
ہمکو تو یہ ہی یاد کہ ہم بولے نہ چالے

اس بزم مین ہی آج عجب لطف ترنم | شیشون کی جگہ شیشے ہین اور خم کی جگہ خم
سب کچھ سہی پر عقل اسی بات مین ہی گم | کیا میرے سوا اور کوئی ہی کہ مجھے تم
آنکھون سے جو کرتے ہو اشارے کہ بلالے

ای قلب ابھی لخت جگر کو نہ اگلنا | ای نبض رگ جان مین ابھی سست نہ چلنا
ای نیل رخ زرد پہ عاشق کے نہ ڈھلنا | ای روح مرے جسم سے ہرگز نہ نکلنا
جبتک وہ مسیحا مرے بالین پہ نہ آلے

گو لاکھ طرح سب مجھے سمجھائین نہ سمجھون | ظاہر کی محبت کا مین قائل ہی نہین ہون
سچ بات جو ہو صاف اسے کیون نہ مین کہدون | تم دل سے اگر دو مجھے بوسہ تو مین لے لون
اور پاس مروت سے جو دو میری بلالے

لہو و لعب و لطف و مدارات و توغل | جاہ و حشم و نام و نشان عیش و تجمل
دین و دل و تسلیم و رضا خیر و توکل | ہوش و خرد و تاب و توان صبر و تحمل
سب کھو کے تجھے چاہتے ہین چاہنے والے

اس پر بھی جو تو اپنی لیے جائے تو خیر اب | اس پر بھی جو تو غصہ پیے جائے تو خیر اب
اس پر بھی جو تو رنج دیے جائے تو خیر اب | اس پر بھی جو تو ظلم کیے جائے تو خیر اب

اک جان ہی باقی اُسے تو لے کہ خدا لے

کیا لطف کیا اپنے گرفتار پہ تمنے
کیا رحم کیا اُسکے سزاوار پہ تمنے
ڈالی ہی نظر کیا سخن زار پہ تمنے
کیا سحر کیا مذر دل افگار پہ تمنے

دیوانہ سمجھتے ہین اُنھین دیکھنے والے

مسدس مطلع جناب شیخ محمد ابراہیم ذوق مرحوم

علی جناب رسول خدا کا ہی دلدار
علی کے نام سے پیدا ہی صولت جبار
علی کی تیغ کہ تھی جسکی ضرب کوہ فگار
جو آیا پیش زبر دست ہو گیا فی النار

علی سے کیونکہ نہو زیر لشکر کفار
علی ہی شکل علے اور علی ہی حرف جار

وہ ذوالفقار کہ تھی برق خرمن اعدا
جدھر چمک گئی عالم ہوا تہ و بالا
اُلٹ گئین جو صفین کی صفین میان وغا
تو چرخ کانپ گیا دی سروش نے یہ ندا

علی سے کیونکہ نہو زیر لشکر کفار
علی ہی شکل علے اور علی ہی حرف جار

اُٹھا لیا جو ید اللہ نے در خیبر
زمین دہل گئی افلاک کھا گئے چکر
بلند جب ہوا میدان مین نعرۂ صفدر
تو بولے سید عالم جناب پیغمبر

علی سے کیونکہ نہو زیر لشکر کفار
علی ہی شکل علے اور علی ہی حرف جار

علی کا اسم گرامی ہی دافع صالب | علی کا نام ہی جان مومنون کا دل قالب
جو عاجز آیا سخن کوئی فتح کا طالب | کہا جو یا اسد اللہ ہو گیا غالب

علی سے کیونکہ نہو زیر شرک کفار | علی ہی شکل علے اور علی ہی حرف جار

قطعہ بخدمت جناب حکیم عبد السلام صاحب

ہی آج تو دماغ مرا عرش پر سخن | آیا ہی مجکو نامہ مخدوم دلنواز
لکھون مین وصف خامہ معجز نگار کیا | مجکو تو علم و فن مین نہین کچھ بھی امتیاز
نامہ کہون کہ نافہ مشک ختن کہون | سطرین کہون کہ یار کی زلفین کہون دراز
بین السطور یا کہ بیاض رخ پری | نقطے مین یا کہ خال رخ یار دلنواز
مضمون وہ جس سے روح کو غمگین کی تبہاج | الفاظ جنسے غنچہ خاطر کو اہتزاز
وہ نظم دلفریب و دل آرا کہ جس سے ہو | عرفی و آملی کی طبیعت کو سوگداز
وہ نثر جان فزا و فرح بخش و دل پسند | جسپر نثار عقد ثریا بصد نیاز
اے بوعلی وقت وارسطوے روزگار | کیون آپ کو پسند نہین ہی مرا نیاز
وہ ترہات ہین مرے خط کے جواب مین | جنسے ٹپک رہا ہی کہ کر اختفاے راز
شاعر ہون پر گزاف نہین ہی مرا شعار | کیونکر کرون شمار نہ اخلاق جان نواز
کیا آپ مین نہین ہی ذرا رنگ و بوے خلق | کیا آپ کو نہین ہی محبت کا برگ و ساز
نام خدا ہین علم مین اکمل عمل مین فرد | ہین قدر مین بلند تو رتبے مین سرفراز

سوگند اور گواہ کی حاجت نہین ہی کچھ
ہوتا نہین ہین لاف کے میدان مین نہرہ تاز

یان شہد ناب لطف و محبت کا ہی مزا
صبر سقوطری سے ہمیشہ ہی احتراز

بیصرفہ ناطقہ نہین مصروف داستان
ور دزبان نہین ہذیان سے حدیث راز

کیونکر نہ کحل چشم بناؤن وہ خاک در
کرتی ہو جو کہ خاک شفا پر ہزار ناز

یونان عقل آپ کا صحن مکان ہی
وہم و خیال آپ کے آگے ہی ترک و تاز

تمریخ آب آب خجالت سے ہو ابھی
سن پائے قابضات کا گر آپ سے وہ راز

خس جاے دند یجے تو وہ بھی ہو کارگر
اس شوق مین ہی نرگس بیمار نیم باز

حلیت بھی اگر تپ محرق مین دیجیے
کافور کی طرح سے کرے چارہ حراز

کرتے ہین کام وہ لب جان بخش شکرین
گلقند سے ہو جیسے طبیعت کو اہتزاز

بالفرض قاز ہون بھی الہاے حاذقین
لیکن کہان وہ قاز کہان آپ شاہباز

اُلجھا کوئی عدو جو علے الرغم آپ سے
اُسکو ہوا شنج اقدام سے گزاز

آتش فشان نہ کیون مرے اشعار ہون کہ ہی
دل مین نہان حرارت عشق جگر گداز

ہان مختصر سخن کہ طوالت بھی عیب ہی
صرف دعا ہو کام و لب معجزہ طراز

یارب جہان مین تا رہے خلق محمدی
یارب جہان مین تا رہے قائم صف نماز

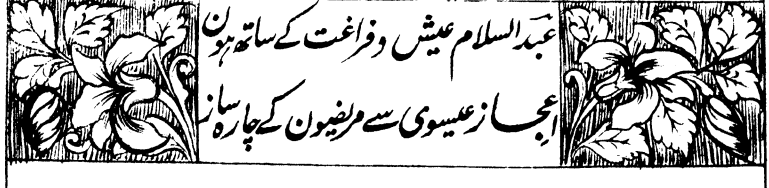

قطعات تاریخ موسوم بہ نوطرز مرصع دیوان نعت حضرت خواجۂ عالم صلے اللہ علیہ وسلم

ای مظہر ذات کبریائی — ہی ختم تجھی پہ دلربائی
تو نیر آسمان تقدیس — تو گوہر درج کج ادائی
محبوب خدا و جملہ عالم — یہ بات کسی نبی نے پائی
مسجود ملک ہوے جو آدم — یہ تیری فقط تھی خودنمائی
اللہ کہے تجھے محمد — پھر کسنے مجال وصف پائی
مین اور یہ خارزار ہجران — یہ راہ تو عشق نے بتائی
تو اور رتبون سے تجکو نفرت — مجکو تو ادا یہ دل سے جائی
شاہون پہ ہو فخر تجکو ملجا سے — کوچے کی ترے اگر گدائی
یہ بھی ہی خدا کی شان رحمت — بندے سے ہو نعت مصطفائی
اللہ اللہ نصیب شہرت — کیا دولت دین ہاتھ آئی
دیوان جو لکھا دکھایا اعجاز — کیا کیا صنعت نہین دکھائی
ہر لفظ ہی تاجدار معنی — ہر شعر مین ایک خوش ادائی

دیوان کی سخن لکھو یہ تاریخ
مضمون پہ فدا ہی دلربائی
۱۲۹۱ھ

ایضاً

ہر لفظ مین نعت مصطفا ہی — اعجاز ہی شان کبریا ہی
دیوان ہی یہ شہرت حزین کا — جو عاشق روے مصطفا ہی
مارا مجھے عشق مجتبےٰ نے — کشتہ ایسا کوئی ہوا ہی
اے سرو روان گلشن قدس — کونین کا تو ہی بادشاہی
زیبا تجھے مسند نبوت — سب سے ترا مرتبہ سوا ہی
لائق تجھے خاتم رسالت — اے جان کہ تو ختم انبیا ہی
ہی عشق بلاے جان عاشق — لیکن ترا عشق جانفزا ہی
تو جان ہی آگہ مین ہون بیجان — جب جان نہین تو کیا مزا ہی
گون کی نہ کہنیگے تا نہ سمجھو — ہی اہل غرض کہ بک رہا ہی
مغموم و حزین نہو دم مرگ — دیکھو تو وہ کون دیکھتا ہی
تو میری تو تجھسے لگ رہی ہی — منھ میرا یہ ماہ تک رہا ہی
ماشاء اللہ نظم شہرت — کیا خوب ہی واہ مرحبا ہی

لکھتا ہی سخن یہ سال ہجری
لو گوہر نظم بے بہا ہی
۱۲۹۲ھ

ایضاً

اے زاہد خشک تجکو کیا ہی — بے عشق نبی بھی کچھ بلا ہی

تسبیح وضو وظیفہ ہر دم — یون کہہ تو کسے خدا ملا ہی
تو نے تو نماز وقت پڑھ لی — پر یہ تو سمجھ نماز کیا ہی
نیت ہی خیال یار جانی — تکبیر مین نالون کی صدا ہی
الحمد ادا ے شکر محبوب — سورۃ کا عجیب ماجرا ہی
ہر شام کو اسکی زلف واللیل — ہر صبح کو روے والضحیٰ ہی
دل جسکا نیاز سے بھرا ہو — پھر اسکو نماز کا مزا ہی
عاشق کی نماز اور وظیفہ — اخلاص ہی وصف دلربا ہی
اللہ مجھے دے عشق اپنا — اور اسکا جو تیرا دلربا ہی
وہ ختم رسل نبی برحق — جسمین تری خو ہی اور ادا ہی
وہ ماہ جبین کہ وصف جسکا — ما زاغ بصر و ما طغیٰ ہی
شہرت کی غزل سرایون پر — دل میرا ابھی ہاے پس گیا ہی

لکھتا ہون سخن یہ سال فصلی
گلدستہ نعت مصطفےٰ ہی
۱۲۹۲

ایضاً

اے صلّ علےٰ نبی الطہر — ایسا ہوا کونسا پیمبر
امت نے دکھاے جسکی اعجاز — اصحاب کے ہاتھ مین ہو کوثر
جبریل رہے ہین کسکے محکوم — معراج ہوئی کسے میسر

کرسی سے بڑھایا اُسکا پایہ — آیا زیرِ قدم جو تو نہ بر
عالم ترے حُسن کا ہی شیدا — سب دل سے فدا ہین تیرے اوپر
والشمس جو روے با صفا ہی — واللیل ہین گیسوے معنبر
رویا ترے عشق مین ستون تک — روئین جو نہ ہم تو اُس سے بدتر
دیتے ترے ہاتھ پر گواہی — اے کاش کہ ہوتے ہم وہ پتھر
ہین سارے نبی رسول برحق — خورشید جو تو ہین وہ اختر
وہ اپنی جگہ گئے ستارے — ظاہر جو ہوا تو مہر انور
شُہرت بھی مری طرح ہی بسمل — مارا جو نگہ کا تو نے خنجر
ہی نالۂ دل غزل نہین ہی — ہر شعر جگر پہ تیز نشتر

دیوان کا سخن ہی سال نوروز
ہی خوب فصیح نعت سرور
۱۷۹۷ نوروزی

ایضاً

پھر ہی سر زلف عنبر افشان — آنے لگی جسم مین مری جان
پیشانیِ نازنین کی ہی یاد — رخ ہی مرا مثل صبح خندان
ابرو کی صفت کی آرزو ہی — محراب نماز اہل عرفان
آنکھین مہ معرفت سے معمور — کوثر کے ہین جام بہرستان
رخسار کی ناز کی کو اُسکے — پاتا نہین گل نہ ماہ تابان

بینی کو نہ کہیے شعلۂ طور | اللہ کی شان ہی نمایان
اعجاز وہ لب مین ہین کہ جنکے | کھلنے کا مسیح کو ہی ارمان
دندان شریف ہین وہ گوہر | جو آب مین مہر سے بھی تابان
وہ قلب وہ سینۂ مقدس | گنجینۂ رازہاے پنہان
وہ ہاتھ جنھون نے بخشوایا | امت کو بہ بارگاہ یزدان
وہ پاؤن جنھون نے لات ماری | دنیا کو پۂ لقاے رحمان
اُس شہ کی یہ نعت و منقبت ہی | جسپر کہ نثار ہی مری جان

لکھ دستۂ سخن یہ عیسوی سال
بیمثل و نظیر لکھا دیوان

۱۸۶۵ء

ایضاً

شاہون کی تو ہو زبان سے تعریف | دلبر کی مگر ہو دل سے توصیف
ہی طبع مری تعلیون پر | پہلے سے عروج مین ہی تضعیف
معراج رسول حق کا انکار | قرآن کی ہی آیتون مین تحریف
تھی گرم وہ مسند مبارک | حضرت جو وہان سے لائے تشریف
کافر کو عجب بہت ہی اسکا | کرتا ہی وہ ذکر یون بتوقیف
ہی خرق سما کی عقل منکر | ممکن نہین آسمان مین تجویف
پوچھے کوئی اُس سے یہ کہ تو نے | کیون عقل کو دی ہی اتنی تکلیف

احمد سے احد جدا کرے وہ | واحد کی بھی کر سکے جو تصنیف
روز میلاد جا سعادت | مسرور رہا بولہب بہ تکلیف
اس واسطے ایک بار اُسکو | ہفتہ مین عذاب کی ہی تخفیف
ہو دل مین تو آرزوے دیدار | پر ہی یہ خیال ہو نہ تکلیف
اسد ترے حبیب کے وصف | شہرت نے کیے ہین خوب تالیف

لکھتا ہی سخن سکندری سال
شہرت کو خدا جزاے تصنیف
۱۲۸۷ سکندری

ایضاً

پھر عشق مین ہی جنون کی حالت | پھر چھیڑ رہی ہی دل کو حسرت
ہجران سے ہوا تھا ضعف لیکن | پھر قلب مین آچلی ہی طاقت
کھینچتا ہی یہ دل سوے مدینہ | ہی خضر طریق جذب الفت
شیرب کی زمین آسمان ہی | معراج ہی ہو اگر زیارت
فردوس سے منزلت مین افزون | وہ بارگہ رسالت
کاغذ نے لیا قلم کا بوسہ | آیا جو زبان پہ نام حضرت
اللہ بڑا کریم ہی تو | باہر ہی حصر سے تیری رحمت
بخشش تو تری بہانہ جو ہی | کر مجکو نبی کی اپنی امت
عاشق کو کبھی تو ہو تسلی | دکھلا دے جمال پاک حضرت

ہو فضل ترا تو ہو و گرنہ — اپنی تو نہین ہی ایسی قسمت
کیا خوب سخن لکھے ہین اشعار — ہی لطف کی آپ کی یہ جودت
جیسا دیوان ویسی تاریخ — آتی ہی نظر جہد اکی قدرت

یہ بخت نصیر کا ہو سخن سال
بے مثل و نظیر نظم شہرت

۳۲ بخت نصیر ۱۱

ایضا

واعظ باتین یہی ہین معیوب — سمجھانے پھر آپ آئے کیا خوب
تم جانتے کیا ہو رمز عشاق — تمکو تو ہی وعظ و پند مرغوب
عاشق کا کلام اگر سمجھ لو — تو جانین کہ آدمی ہو تم خوب
محبوب ہی کون کیسا عاشق — طالب تو وہی ہی جو ہی مطلوب
اب شرح تم اسکی بیٹھے لکھو — کرنے دو مجھے خیال محبوب
اے خاتم مرسلین محمد — محبوب جہان خدا کے مطلوب
وصلت نہ سہی خبر تو لیجے — ہجران نے کیا بہت ہی مغلوب
رحمت کا تری گناہ کیا ہو — طامع ہی کسی کے ہین جو منکوب
پہونچا دے خدا جو مجکو شیرب — پلکون سے دہان پہ دون مین جارو
اے بادشہ مقام محمود — امت جو تجھے بہت ہی مرغوب
مجکو بھی بزمرہ غلامان — رحمت سے تو اپنی کرلے محسوب

اللہ طفیل ذات احمد	محشر مین نہ کیجو مجھکو محجوب

دیوان کا سخن ہی سال خلعت
مرغوب ذکی یہ نظم مرغوب
۱۲۳۱ ۱۲۴۲ ایضاً

ہی فکر کا میری کچھ عجب طور	تاریخ سے ہوگیا یہ کچھ اور
کیا طبع کی اپنی ہی رسائی	غیرب کو چلے گئے زلاہور
تضمین مناقب بنی ہی	تاریخ بھی ہی جو کیجیے غور
اس شاہ کی نعت دل کو بھائی	جسکا کہ سرا سے تا سما دور
وہ مہر کہ جسکی پرتوے سے	روشن گا و زمین سے تا ثور
وہ ماہ کہ جسکے معجزے نے	دو ٹکڑے کیا قمر کو فی الفور
وہ سرور دو جہان کہ جسکا	رکھیگا خدا ابد تلک دور
وہ شرع محمدی کہ جسمین	مطلق نہین ظلم و بدعت و جور
مین قوت دین سے مار رکھون	کافر بنکر جو آئے لندھور
احمد کی صفت مین عقل ہی گم	کیا سمجھے کوئی کہ بات ہی اور
شہرت کے کلام مین مزا ہی	ہی ڈھنگ نرالا اور عجب طور
دیوان جو دکھایا دل سے بھایا	تاریخین لکھین یہ مین نے فی الفور

لطوفان کی بھی ہی سخن یہ تاریخ

مضمون یہ غضب ہے نظم ہو غور

قطعۂ تاریخ ولادت مرزا محمد عسکری خلف جناب عموی مرزا محمد تقی صاحب

خجستہ پسر بگزرد می حسب ... یافت چو فرزند ہ قرنِ شہ

شکر خدا آنکہ بگوید بہ ... نعمت کونین بحق در رسد

آنکہ شدہ شاد بہ لاتقنطوا ... پیش خدا بر ہمہ اعلا بود

مژدہ بفرخ چو بجان وا رسید ... مثل ہوا ئے کہ نہ زگلشن رسد

دست بفرقان زدم از بہر فال ... ہست نظامش زکلام احد

فال زہے بود نکو با سخنے ... یعنی بدنیا وجہان برخورد

باعثِ نور بصری آن صبے ... فخر جہان باد بر تاب صمد

خامۂ معجز رقم اے سخن ... مصرع تاریخ عیان مے کند

بندۂ تو پیش پدر یا رؤف ... یکصد و سی سال بعشرت زید

سنہ کہ از صنعت توشیح برآمدہ

تاریخ مثنوی بحر العشق مصنفہ مولوی اقبال علی صاحب تخلص

اِذَا قَالَ حَبِیْبِیْ طَابَ قَلْبِیْ ... کِتَابًا طَیِّبًا فِیْ شَرْحِ رُؤْیَا

فَقَدْ اَرَّخْتُ مِنْ وَجْهِ الدُّعَائِیْ ... جَزَاهُ اللّٰهُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا

تاریخ ترتیب باغ و مکان منشی کنجہاری لال صاحب

باغ بنوایا ہمارے مہربان نے ای سخن
اندنون رہتا ہی خوش احباب کا دل باغ مین

غور سے دیکھا تو یہ تھا اُنکی ہمت کا سبب
یون وگرنہ صرف زر کرنا ہی مشکل باغ مین

ہین جو عاقل ذی مروت صاحب طبع سلیم
سب طرح کا سب کو اب ہی لطف حاصل باغ مین

اک زمانہ شیفتہ اُسکی روش پر ہوگیا
پیچھلا صحرا سے دیوانون کو بھی دل باغ مین

یہ اثر وان کی ہوا مین ہی کہ اندر جو گیا
کھل گیا جاتے ہی اُسکا غنچۂ دل باغ مین

ای جنون سچ کہہ مرے سر کی قسم کیا لطف ہی
کیا ہی دیتا ہی مزا شور عنا دل باغ مین

تیہ تکلف ہی لگایا باغ تو اِس لطف کا
اور بنگلہ بھی بنایا بہر محفل باغ مین

دوستون کے واسطے اُسکو کیا آراستہ
لائق تعریف و تحسین ہی وہ منزل باغ مین

چُن دیے ہین طاق پر شیشے شراب ناب کے
ساقیا اب ہو مبارک تجکو محفل باغ مین

پھونک دے ای آتش دل خرمن جان عدو
ہو جو کوئی دشمن اِسکا ہو وہ بسمل باغ مین

یہ لکھی تاریخ مین نے صنعت توشیح مین
اس سے جو مضمون نکلے ہی وہ داخل باغ مین

فکر تاریخ مکان مین ای سخن بولا سروش
ہی یہ بنگلہ اسکو کہیے عیش منزل باغ مین

۱۲۸۵ھ
۱۸۶۹ع

تاریخ تعمیر مسجد جناب موسی خان صاحب مقام جموی ضلع بھاگلپور

بعہد منصفی خاکسار فخر الدین
بنائے بیت خدا کرد قبلۂ دوران

بفکر سال بنایش سخن سروش بگفت
اساس مسجد اقصے نمود موسے خان

۱۲۹۷ھ

رباعی

شکریہ عنایت خاص حضرت جناب سید شاہ ارادت حسین صاحب سجادہ نشین مونگیر

پائی ہی سخن وہ شی نہین ہی جو عام
جس سے کہ ہی اظہار عنایات تمام
اُلفت کا الف میم محبت سے ملاؤ
ظاہر ہوگا اسی سے اُس سینہ کا نام

ایضاً

حضرت نے جو بھیجے ہین سخن خاص یہ آم
کیا قند کے توزون مین ہی مصری کا قوام
طوبی کے ہین پھل یا کہ ہین جنت کے یہ سیب
یا خاص ہین سر بمہر کوثر کے یہ جام

ایضاً

فجری مین ہی کیا قند مکرر کا مزا
لذت مین سخن پایا نہین تجھ سے سوا
حیران ہون کس زبان سے تعریف کرون
ان آمونکا شکر خاص ہو کیونکر ادا

شکریہ خاص دوست دلی حبیب قلبی جناب سید شاہ محمد عزیز الدین صاحب رئیس مونگیر

پیارا ہی مجھے عزیز جو دل سے سوا
اُسنے بھی مجھے آمون کا تحفہ بھیجا
ہر شی سے جدا سخن ہی لذت اُنکی
ان آمون مین پاتا ہون محبت کا مزا

قطعہ

وہ دن بھی کیا تھے ملتے تھے ہم تم اس طرح
دن بھر تمھارا رہنا کوئی بات ہی نہ تھی

یا مجکو تم تو بھول گئے اِس طرح عزیز | گویا کبھی کی تمسے ملاقات ہی نہ تھی

قطعہ

نو باوہ اقبال وسعادت ہین ہمایون | رونق نہو کیون اُنسے گلستان سخن کو
پیرایۂ واسوخت مین ہر زمزمہ سنجی | آباد کیا بلبل شیدا نے چمن کو
تاریخ تو دم بھر مین کہے دیتا ہون لیکن | کچھ حال دل زار سُنا دیجیے سخن کو
کس ظالم بیمہر و جفا کار سے بگڑی | واسوخت یہ دی آپنے کس رشک چمن کو

غزل مشاعرۂ خاص

در ازل ہر چہ بشایستۂ آنم دادند | من چہ گویم کہ چنین بود و چنانم دادند
از گل باغ جنان بوے فغانم دادند | خاطر اندر پے آن سرد روانم دادند
للہ الشکر کہ از عشق روانم دادند | نعمتے بود کہ گفتن نتوانم دادند
مردہ بودم بنسیم ہجر ولیکن بخیال | بوسہ ہاے لب جان بخش جانم دادند
حال پرسید مگر ہیچ نگفتم با دوست | قفل گویا بلب نطق و بیانم دادند
جنس دل را بصد انداز بیغما بردند | این نہ سود است کہ بے سود زیانم دادند
جاے مے خوردم و بیہوش بیادش گشتم | ہر چہ از دیدۂ خونبار بہ فشانم دادند
تاج علم و خرد و ہوش نہادند بسر | در بنان خامۂ گنجینہ فشانم دادند
بیفغان سوز درون آہ دل و جانم سوخت | تا تو رسوا نشوی عشق نہانم دادند
لطف در ستر غم عشق بتان بخشیدند | ہم بہ بتخانہ چو ناقوس فغانم دادند

گل باین حسن سر خار نمایان کردند | داغ سوزان پی آرایش جانم دادند
حسن در روی حسینان به نقاب افزودند | دل حیران و دو چشم نگرانم دادند

سخن ایدون بسخن زندهٔ جاوید شدم
مژده اے شوق که از مرگ امانم دادند

ایضاً

دشنام تلخ یار اگر مے دہد مرا | از فرط ذوق لطف شکر مے دہد مرا
صد گلشن خلیل بقربانِ لطفِ او | داغیکه عشقِ تو بجگر مے دہد مرا
دارو ے تلخ دافع امراض گفته اند | لیکن بعشق صبر ضرر مے دہد مرا
آن هم بدست یار ستمگار میرود | در گنجفه رقیب چو سر مے دہد مرا
خواهم ز کوے دوست بجائے سفر کنم | این عزم خود نشان ز سقر مے دہد مرا
پابوس خود بغیر گوارا ے یار نیست | دستے برا ے بوسه مگر مے دہد مرا
بینیم اے نگار که در باغ عشق تو | این نخل آرزو چه ثمر مے دہد مرا
در روز ہاے وصل ازان شوخ بیحجاب | انکار بوسه لطف دگر مے دہد مرا
موهوم را بقوت اعجاز بسته | بند قبا نشان ز کمر مے دہد مرا
این هم ز پیر چرخ غنیمت شمرده ام | گو نانخورش بخون جگر مے دہد مرا

بینم که آن خداے جهان آفرین سخن
تا چند بر رقیب ظفر مے دہد مرا

نغمہ سرائی عندلیب قلم بہ یاد احباب دیاران ہمدم بمقام ہزاری باغ مع قطعہ تاریخ طبع دیوان

بے ترے کیا جاؤن مین سیر کو ای گلبدن
خوش نہین آتی مجھے کچھ بھی بہار چمن

فرق نہ آئے کہین دیکھ تری آن مین
وعدہ نکجو وفا او بت پیمان شکن

پھر گئی چشم صنم کہتے ہین گردش اسے
تیری حقیقت ہی کیا گردش چرخ کہن

چہرۂ انور پہ یون زلف نہ وا کیجیے
دیکھیے لگ جائیگا چاند سے رخ مین گہن

پیچ پڑے عشق مین ایسے کہ دم گھٹ گیا
زلف صنم ہو گئی گردن جان کو رسن

نرگس مخمور ہی چشم تو ہین گوش گل
غنچہ ہی یا ہی دہن لب ہی کہ برگ سمن

تار نظر مرے یون رخ پہ ہین کسکے جمان
مہر درخشان پہ ہو نور کی جیسے کرن

عمر خضر پا گیا ڈوب گیا دل جو وان
چشمۂ آب بقا اسکا ہی چاہ ذقن

سر جو کرون ہجر مین نالہ آتش فشان
آگ لگا دون ابھی تا بہ سپہر کہن

ربط بلا ریب ہی عاشق و معشوق مین
دونون ہین وہ ایک جان گو ہین بظاہر دو تن

بسکہ نگاہون مین وہ غیرت خورشید ہی
موے مژہ ہین مرے نور کی جیسے کرن

آہ رسا نے مرے اسمین لگائے ستون
ورنہ ٹھہرتا کبھی خیمۂ چرخ کہن

خوش نہین آتا مجھے اب کوئی رنگین ادا
بھا گیا دل کو مرے جب سے ترا سادہ پن

عشق مین جب سے ہوے بادیہ پیما سخن
بھول کے آئی نہ پھر یاد دیار وطن

ہان فلک کینہ ور دشمن مہر و وفا | بیٹھے بٹھائے دیا کیون مجھے رنج و محن
تفرقہ پرداز یان تیری تو مشہور ہین | نام ہی اس جور کا گردش چرخ کہن
مجمع احباب تھا ایک کا تھا اک رفیق | بزم ہر اک تھی کبھی رشک بہار چمن
مہر سماء وقار سید والا تبار | قاضی نصفت شعار مولوی نور الحسن[۵۱]
سید والا گہر مقتدر و آزبل | مثل برادر مجھے میر امیر حسن[۵۲]
مظہر اسرار حق حافظ عبد الکریم[۵۳] | صاحب فہم و ذکا جلوہ دہ انجمن
وارث علم نبی تیز و فہیم و ذکی | اہل دل و متقی مولوی نور الحسن[۵۴]
لطف و موالات مین خلق و مدارات مین | فرد ہین بولا قیچ[۵۵] اج میان زمن
یار تغافل شعار قاضی عطا حسین[۵۶] | بھول گیا کیا مجھے ہاے وہ پیمان شکن
جان و دل دوستان خان امیر علی[۵۷] | مصدر خلق و ولا زیب دہ انجمن
مولوی باری[۵۸] سے ہی الفت خالص کا لطف | جسمین تکلف نہین کچھ بھی جلوہ فگن
اختر برج عطا قاضی رضا حسین[۵۹] | گوہر درج سخا زینت ملک و مدن
ہو گا کسی وقت مین کوئی بہی خواہ ملک | اب کوئی دکھلا تو دے ایسا محب وطن
قوم کی تعلیم مین بدل کیا اس طرح | پا گئے جس سے سبق سب امرا ز زمن
منبع صدق و صفا شاہ محمد عزیر[۵۱۰] | غازہ روئی و وفا روح و روان سخن
فرط لطافت سے ہی انکی ادا خوشنما | بل بھی اگر ہی تو یون زلف مین جیسے شکن
گھر مین وہ اپنے ہی ایک منتخب و لاجواب | خضر کی دے زندگی اسکو حق ذو المنن

[۵۱] مولوی نور الحسن صاحب بہادر منصف پنچایت
[۵۲] میر امیر حسن صاحب بہادر رئیس سرونجی
[۵۳] حافظ عبد الکریم صاحب
[۵۴] مولوی نور الحسن صاحب
[۵۵] قیچ اج میان زمن
[۵۶] قاضی عطا حسین صاحب
[۵۷] خان امیر علی صاحب
[۵۸] مولوی عبد الباری صاحب بہادر منصف پنچایت
[۵۹] قاضی رضا حسین صاحب
[۵۱۰] شاہ محمد عزیر الدین صاحب رئیس سرونجی و تحصیلدار گورنمنٹ

کہتے ہین سب منظم کیون مرے یعقوب[۱] کو
کیون نہین کہتے اُسے منبعِ خُلقِ حسن

[۱] شاہ محمد یعقوب صاحب رئیس مونگیر ۱۲

چودھری[۲] صاحب لقب یعنی محمد ظہور
شمع شبستانِ دینِ مظہرِ خُلقِ حسن

[۲] جناب چودھری محمد ظہور الحق صاحب رئیس ضلع گیا وفقہ ۱۲

ایک وہ ہین جلسے کچھ جلسۂ احباب تھا
وہ جو نہین تو بھلا اُسکو سرِ انجمن

حادثہ اُنپر ہوا وہ کہ کسی پر نہو
جس سے ہین احباب سب اُنکے اسیرِ محن

اُنکا مگر صبر بھی لایقِ تحسین ہی
واہ رے ضبط فغان واہ رے خُلقِ حسن

حافظ و پرہیزگار مخلص و ہر دل عزیز
سیّد[۳] احمد لقب زینتِ ہر انجمن

رونقِ باغِ جہان روحِ تنِ دوستان
بلبلِ رنگین بیان طوطیِ شکر شکن

باتین جو ہین دلربا شوخی و تہذیب سے
لطف سے خالی نہین کوئی بھی اُنکا سخن

دل سے سوا ہین مجھے مولوی[۴] یحییٰ عزیز
دوست پرستی مین جو مجھسے زیادہ ہین کہن

[۴] جناب مولوی یحییٰ صاحب وکیل ورنہ اول ضلع پٹنہ ۱۲

خلق و مودت مین ہین جیسے عدیم المثال
ویسے ہی وہ دل سے ہین اپنے محبّ وطن

صنعت معکوس نے لطف دکھایا یہان
رائے[۵] کو اول لٹو تو ہو یا رمراجے کشن

[۵] رائے مراجے کشن بہادر رئیس پٹنہ ۱۲

یا رنزاکت مآب بھائی کا اپنے جواب
رائے[۶] بہادر خطاب نام ہی رادھا کشن

[۶] رائے رادھا کشن بہادر رئیس پٹنہ ۱۲

دونون عدیم النظیر صالح فرخندہ خو
کیون نکہون اُنکو مین زینتِ ہر انجمن

مخلص با امتیاز دوستون مین سرفراز[۷]
جنسے ہی مجکو نیاز جنکو ہی حبّ وطن

[۷] جناب میر صاحب رئیس پٹنہ ۱۲

سادہ و رنگین ادا باقر فرخ لقا
شاعرِ زیبا بیان رونقِ بزمِ سخن

صاف دل و پدر یاشاہ[۸] حفاظت حسین
مخزنِ صدق و صفا مخلص یکرنگِ من

[۸] جناب شاہ حفاظت حسین صاحب رئیس پٹنہ ۱۲

جلسۂ احباب کہ کہن ہین پیارے[۹] جواب
روحِ تنِ دوستان جان و دلِ انجمن

[۹] جناب بابو پیارے لال صاحب رئیس پٹنہ ۱۲

شاعر جدت پسند المتخلص وحید[۵۱] — صاحب فکر رسا کامل فن سخن

[۵۱] جناب مولوی وحید رضا الہ آبادی، رشید متخلص ۱۲

نور دل دوستان شاغل رنگین بیان[۵۲] — لیگیا پیر فلک اسکو بھی سوے وطن

[۵۲] جناب شاہزادہ آغا مرزا شاغل صاحب تخلص ۱۲

میرے محب دلی آغا غلام نبی[۵۳] — کہتے ہین نخھو جنھین پیار سے اہل زمن

[۵۳] جناب آغا غلام نبی صاحب عرف نخھو صاحب رئیس لکھنؤ ۱۲

خواجہ اکبر سے تھی رونق بزم دلا[۵۴] — وہ ہین وطن مین تو پھر کس کو سر انجمن

[۵۴] جناب خواجہ محمد اکبر صاحب رئیس لکھنؤ ۱۲

منبع لطف و ولا خواجہ محمد حسام[۵۵] — گلبن باغ وفا زینت بزم سخن

[۵۵] جناب خواجہ محمد حسام الدین صاحب رئیس لکھنؤ ۱۲

میر رفیق دلی صاف دل و متقی — منشی عشرت علی[۵۶] روح تن و جان من

[۵۶] عزیز القدر منشی عشرت علی عرف میان جان سلمہ اللہ تعالیٰ ہات

خان محمد فقیر منشی فضل حسین[۵۷] — مونس جان و دلم ہمدم و دمساز من

[۵۷] جناب منشی فضل حسین صاحب محمدی ڈاکخانہ ۱۲

میرے انیس و شفیق میرزا سردار بیگ[۵۸] — خالق و محبت مین بھی جسکے وہ اک شاہکار

[۵۸] جناب سردار مرزا صاحب آزاد لکھنوی ۱۲

تفرقہ پرداز نے کر دیا سب کو جدا — کس سے کرون جا کے مین شکوۂ رنج و محن

ایک سے ہر اک جدا اسکی یہ حالت ہے اب — چپ ہین وہ یون جس طرح خیمۂ بے طناب عدن

ہوتے ہین باہم کہین جب کسی تعطیل مین — شام غریبی انھین ہوتی ہے صبح وطن

میری دعا ہے یہی خالق کونین سے — انسے رہے ہر جگہ رونق ملک و مدن

حفظ خدا مین رہین جو ہین جہان جس طرح — تیر نظر سے بچاے انکو حق ذوالمنن

نظم پریشان مری جبکہ ہوئی مجتمع — شانہ کش طرۂ زلف شکن در شکن

لوگون کا اصرار پھر مجھسے ہوا بہر طبع — اور ندی رخصت یک مژہ بر ہم زدن

چھپ گئے جو کچھ کہ تھے شعر برے یا بھلے — ہو گئے المختصر ہدیۂ ارباب فن

مصرعۂ تاریخ یہ دونون لکھی فی البدیہ — جنسے کہ بیساختہ طبع کا ظاہر ہے سخن

[۵۹] جناب حافظ محمد صاحب مؤلف رسالہ ۱۲

[۵۹] اسم مؤلف رسالہ جدید ۱۲

عشق میں کام آگئی اپنی بھی فکر رسا
نالۂ دل میرے سب ہو گئے موزون سخن
۱۳۰۳ھ

قطعات تاریخ طبع و ترتیب دیوان

قطعۂ تاریخ طبع دیوان از طبع وقاد جناب مولوی محمد نور الحسن خانصاحب بہادر منصف

تعالی اللہ عجائب انتخابے — کہ ہر شعرش چو سلک گوہر آمد
جمالے طالع معنے و لفظش — فروغان تر ز مہر خاور آمد
بہشت جاودانِ نو مضامین — سطورش موجہ ہائے کوثر آمد
پری رویان معنی را درین بزم — حریر صفحہ بہر بستر آمد
رقمزد کلک آن جادو بیانے — کہ شعرا در شعر می بر تر آمد
سخن کردہ ملقب خویشتن را — سخن را زان فروغِ دیگر آمد
سیانِ نکتہ سنجانِ زمانہ — بجوش اسلوبِ نظمش سر آمد
فصیحے نکتہ سنجے بذلہ گوے — فصیحان را مگر سرور آمد
نے گلکش فراوس سخن را — چو طوبے بسکہ سایہ گستر آمد
ازو باغ فصاحت شد معطر — ازو کشت بلاغت اخضر آمد
چو گشتہ طبعِ این نظمِ دل آرا — کہ خوش عنوان و زیبا منظر آمد

زغواصیِ فکر ازروے زینت

چه گوهرهاے منظومه برآمد

۱۳۰۳

قطعهٔ تاریخ ترتیب دیوان نتیجهٔ فکر جناب مولوی امیر صفدر صاحب وکیل

سکه بر اقلیم معنی چون بزد رطبع زد — خواجه فخرالدین حسین آن صدر دیوان سخن
وسعت آباد معانی رونقے از وے گرفت — شد قوی باهمت او پشت دوران سخن
شاد از عدل وسخا وجود و خلقش عالمے — خرم از فیض وجودش نخل بستان سخن
بخشش عامش چو افشاند بفرق روزگار — تنگ و کوته ناید ش پهناے دامان سخن
چون کند عزم خرام راه معنی پروری — بند د از فکر و تصور نقش بستان سخن
خاموشی هم معنی دارد بصد سنجیدگی — با لبش همدم شود انیست ارمان سخن
چون در آید در سخن از جنبش لبهای خویش — می دمد روح مسیحا اندر ابدان سخن
بسکه فیض عام او نزهت فزای عالم است — خار و خس را نیز با بی گل بدامان سخن
از ره فیضان نطق و لطف لفظ و معنیش — گر سخن شد جانعالم هست او جان سخن
جاے آن دارد که گوید از ره انصاف خلق — هست مضمون کلامش دین و ایمان سخن
جاے آن دارد که در باغ معانی گویمش — نخلبند سنبل و نسرین و ریحان سخن
جاے آن دارد که گوید مدعی شاعری — نشتر جان دو دلم هر شعر دیوان سخن
از پے تاریخ اتمامش چو کردم فکرها — ها تفم گفتا که ای از ریزه خواران سخن

از سر هوش اریه بینی در کتاب و اهل آن

آمین

این بود اقلیم معنی آن جہانبان سخن

قطعہ تاریخ نتائج طبع عالی سرآمد شعرای نامی جناب مولوی شاہ محمد یحیی صاحب عظیم آبادی ۱۳۰۲ھ

شاعر عالی طبیعت خواجہ فخر الدین حسین — آنکہ در بزم سخن سنجان بود تابندہ شمع
منطبع فرمود طبع شاعران خرم نمود — چون کلام دلکش خود ساخت با صد زیب جمع

گر کسے پرسد ز سال طبع این دیوان سخن
گو طلسم ناز دیوان سخن گردیدہ طبع ۱۳۰۲ھ

ایضاً

ازین دیوان بر اہل علم و دانش — شود روشن گرامی پایہ فخر
نوشتم از سر الہام تاریخ — زہے دیوان بود سرمایہ فخر ۱۳۰۲ھ

ایضاً

سخنور سخن خواجۂ با کمال — کز و زندہ گردید نام سخن
ز اولاد موج و دو چشتی بود — فلک نرد بانے بہ بام سخن
فقیری کند در لباس حشم — زہے خوبی انتظام سخن
بود شمع کاشانۂ علم و فقر — بر افلاک باشد مقام سخن
ز فکر رفیعش درخشندگی — چو خورشید یافت ماہ تمام سخن
سخن را بود از سخن اعتبار — ز ذات سخن احتشام سخن

همه شوخی غالب دهلوی — چو صهبا بریزد ز جام سخن
معانی در اشعار او هست قید — بود طرفه زنجیر دام سخن
پر از معنی تازه دیوان اوست — نبوطرز لیست اهتمام سخن
بملک سخن هست ملک کلام — زند بیر او شد نظام سخن
بود خواجه محمود در شاعران — ایا ز بلاغت غلام سخن
مه غالب نامور روشن است — ز هی رفعت کاخ و بام سخن
گریزند اعدا ز پیکار او — بود برق افشان حسام سخن
بود تیغ برّان شیر آله — پی فتح اندر نیام سخن
به بیدای اشعار از اهل فن — فراتر رسید ست گام سخن
حلاوت گلو سوز در نظم اوست — چکد شهد و شکّر ز جام سخن
بلاغت فصاحت نزاکت بشعر — همه آمده در سهام سخن
ترنّم نوا و مقال و اعز از او — دهد جلوه صبح و شام سخن
باین شعله افشاری و نجروی — سمند فلک هست رام سخن
کنم ناز بر خویش و بر بخت خویش — که دارم شرف با سلام سخن
ثنای سخن نیست حد چو من — کنم بر سکوت اختتام سخن
بخواهم ز حق تا بروز قیام — حیات و بقا و دوام سخن
شده طبع دیوان پاکیزه اش — که گردد اعم فیض عام سخن

چہ دیوان کہ مثلش محال آمدہ — زہی لطفِ حسنِ کلامِ سخن
بلاغت بہر لفظ باشد فدا — فصاحت بمعنی غلامِ سخن
کند ہر کہ باشد سخن آشنا — ز نظمِ سخن احترامِ سخن
عیانست محتاج تشریح نیست — کمالِ سخن از کلامِ سخن
پئے جستنِ احباب تاریخِ طبع — زہی کمین مستہامِ سخن

ہمین مصرع نغز انشا نمود
شدہ طبع عالی کلامِ سخن
۱۳۰۲ھ

قطعات تاریخ از نتائجِ فکر سخنورِ نازک خیال جناب مولوی محمد شاہ صاحب شہرت عظیم آبادی

خواجہ ماخواجہ فخر الدین حسین — ہر غزل دیوان کی جنکی لاجواب
ہر سخن اُنکا بہ از قند و نبات — ہی فصاحت سے بھری اُنکی کتاب
شاہدِ مضمون پہ جی ہو لوٹ پوٹ — حُسنِ معنی پر ہو دل کو اضطراب
ہو ادا بندی پہ دل کو بے کلی — منفعل جوشِ صفا سے ماہتاب
بندشِ الفاظ سے کٹ کٹ گئے — دل مین حاسد کھا کر اپنے پیچ و تاب
ہر سخن قفلِ خموشی ہو گیا — بند ہی اب معترض کے لب کا باب

مصرعِ تاریخ شہرت نے کہا
کیا ہی دیوان بیدیل وانتخاب
۱۳۰۳ھ

ایضاً تاریخ ترتیب دیوان

خواجہ فخر الدین سخن نے واہ کیا دیوان لکھا | جسکے ہر ہر شعر پر بیتاب ہی صبر و شکیب
ہی حروف نقطہ سے تاریخ شہرت آشکار | واہ لکھا یک قلم مذکور عشق دلفریب

۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ نتیجہ فکر گہربار جناب محمد علی خانصاحب رئیس ضلع مونگیر شاگرد جناب نواب اسد اللہ خان غالب مرحوم

جنابِ خواجہ فخر الدین بہادر | کہ زندہ باز از و نام سخن شد
بطرزِ عاشقانہ گفت دیوان | کہ مطبوعِ دلِ ہر اہلِ فن شد
زمینِ شعرِ او ہم اوجِ گردون | نقاشش رشکِ پروین و پرن شد
بفکرِ تازہ و اندیشہ دادہ | کزو ہمت و ک مضمون کہن شد
بگلبندی الفاظِ نگارین | بیاضِ صفحہ رشکِ صد چمن شد
بہ بین سحر حلالش بہر جا سد | کہ در وصفش زبان قفلِ دہن شد

سرِ اعداز دہ تاریخ گفتم
ز دل مقبول دیوانِ سخن شد

۱۳۰۲ھ

قطعہ نتیجہ افکار نقاوہ دودمان مرتضوی جناب شاہ محمد عزیز الدین صاحب گورنمنٹ تحصیلدار و رئیس مونگیر

چو شد طبع این نظم عالی عزیز | ز افکارِ طبعِ روانِ سخن
ز رشحاتِ کلکِ ہمایون رقم | شدہ تازہ تر گلستانِ سخن

چو انجم نمایند الفاظ او | به بین صفحه را آسمانِ سخن
چو رفتم سوِ فکرِ تاریخِ طبع | ندا آمد از نکته دانِ سخن
بگیت ست این بسکه در زمزمه | بگو بلبلے بوستانِ سخن

۱۳۰۳ھ

ایضاً

بفضلِ خدائے جہان آفرین | یہ دیوان جو ترتیب پا کر چھپا
ہوا شاعرون مین بصد انبساط | یہی غل کلامِ سخنور چھپا
عیان آب و تاب مضامین سے ہے | کہ بحرِ سخن کا یہ گوہر چھپا
مرصع گہر ہائے الفاظ سے | عروسِ مضامین کا زیور چھپا
متانت مین ہے اگرچہ یہ بے نظیر | لطافت مین بھی سب سے بڑھکر چھپا
فصاحت کا نسخہ ہوا اطبع | بلاغت کا بے شبہہ دفتر چھپا

پے سنہ یون تو صدہا دواوین عزیز
یہ بے مثل دیوان بھی بہتر چھپا

۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخِ ترتیبِ دیوان از منشی نوازش حسین صاحب نوازش متوطن مونگیر

مرتب شد چو این دیوان رنگین | بفکرِ نکتہ سنجی خوش بیانی
رقم شد سالِ ترتیبش نوازش | کلامِ شاعرِ شیرین زبانی

۱۳۰۲ھ

ایضاً

ترازش چھپا جب یہ دیوان رنگین	کہ لہراتی ہی جسمین موج فصاحت
کہی طبعِ روشن نے تاریخ اُسکی	کہ ہی مہرِ تابانِ اوجِ فصاحت

۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ از نتائجِ فکرِ جناب شیخ علی محمد صاحب شمشاد شاگرد سید انور علی شاہ

زندہ اِسی نظم سے رہ جائیگا	حشر تک آفاق مین نامِ سخن
پوچھیے اُن لوگون سے اُسکا مزا	پیتے ہین شمشاد جو جامِ سخن

طبع کی تاریخ بھی سُن لیجیے
چھپ رہے ہین یار کلامِ سخن

۱۳۰۲ھ

تاریخ نتیجۂ فکرِ جناب مولوی سید عنایت حسین صاحب متخلص بہ صفی

چو دیوانِ سخن گشتہ مرتب	دلِ اہلِ سخن از جانش بگزید
صفی در عینِ فکر از ہاتفِ غیب	زہے شیرین سخن تاریخ بشنید

۱۳۰۲ھ

قطعہ تاریخ از نتائجِ فکرِ جناب منشی اشرف علی صاحب متخلص بہ اشرف ملازم مطبع اودھ اخبار

دیوانِ سخن چو گشت مطبوع	از فضلِ خدائے عالم آرا
اشرف پے سالہا کفِ غیب	سرمایۂ شوخ طبع گفتا

۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ ترتیبِ دیوانِ سخن دہلوی از فکر بلند جناب شاہ محمد عزیز الدین صاحب متخلص بعزیز رئیس اعظم مونگیر

دیوان سخن روضۂ رضوان ہو تو ہر لفظ — گلدستۂ گلہائے گلستان سخن ہی
ہر اک غزل اسکی ہی غزالِ ختن آرا — ہر بحر روان موجۂ عمان سخن ہی
جو رمز و کنایہ ہی وہ ہی غمزۂ دلبر — جو شاہد مضمون ہی دل و جانِ سخن ہی
خوشبوے فصاحت سے معطر ہیں اوراق — گویا یہ ریاضِ گل و ریحانِ سخن ہی
کیونکر نہو تصنیف ہی کس اہل سخن کی — جو نام خداوندین خاقان سخن ہی
واجب ہی سخن سنج پہ گو مدح سخن کی — پر طول سخن منکِ شانِ سخن ہی

لکھتا ہی عزیز از سرِ انصاف یہ تاریخ
البرز معانی سے یہ دیوانِ سخن ہی
۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان از متاخرین فکر آسمان پیوند جناب منشی حامد حسین صاحب متخلص بہ حامد لکھنوی شاگرد رشید جناب منشی امیر اللہ صاحب تسلیم

چھپ چکا دیوان جو حکمِ منشیِ دیجاہ سے — ہو گیا مقبولِ عالم از رہ شانِ سخن
لولوے شہوار ہی ہر لفظ اس دیوان کا — کیون نہو مملو ہر معنی سے دامانِ سخن
گتھرے گتھرے لفظ بندش صاف مضمون باندق — بیت ہر اک بیت معنی واہ ری شانِ سخن
یہ صدا آتی ہی روحِ سعدی شیراز سے — از سخن شد بعدِ من تازہ گلستانِ سخن
حسنِ بندش کو اگر دیکھے کوئی انصاف سے — اسکے ہر پہلو سے پائے شوکت و شانِ سخن

سُن لے حاسد بھی اگر اشعار اِس دیوان کے | یون کہے باقی حسین اب دل میں ارمان سخن

جسکو ذوق شعر ہو حامد سُنا دے اسکو یون
ہے اگر لطفِ سخن آ دیکھ دیوانِ سخن

۱۳۰۶ھ

ایضاً

بلاغت میں ہر فرد دیوان سخن کا | ہر ایک شعر میں ہے بیانِ فصیح
لکھو جلد حامد یہ تاریخ تم بھی | چھپی کیا ہے نظم زبانِ فصیح

۱۳۰۶ھ

قطعہ تاریخ ترتیب دیوان از جناب حکیم منور حسین صاحب وکیل عدالت مونگیر متخلص بہ فیض

جناب خواجہ فخر الدین بہادر | کہ زد تازہ گلستان سخن شد
خوشا نظمش زہے دیوانِ نادر | عیان زد شوکت و شانِ سخن شد
زاوراقش خجل اوراقِ طوبیٰ | سطورش رشکِ بستانِ سخن شد
ز رنگینی الفاظ و مضامین | بر رنگِ بوے گل جانِ سخن شد
دم سحبان مدیح مغنیش گشت | لب یوسف ثنا خوان سخن شد
بہ نظم مختصر وصفش چو گفتم | بہ بین ہر بیت دوکان سخن شد

نوشتم فیض تاریخ از سرِ کلک
پسند طبع دیوانِ سخن شد

۱۳۰۶ھ

تاریخِ طبعِ دیوانِ سخنِ دہلوی طبعزادِ شاعرِ رنگین خیال جناب منشی

کنور چندی سہای صاحب خلف جناب راجہ جیلال صاحب بہادر رئیس لکھنؤ

شد چو دیوان سخن رونق فزا از حسن طبع | تازہ شد امروز قدر جنس دکان سخن
مصرع تاریخ سال طبع بنوشتم نہال | طبع شد دلچسپ و زیبا واہ دیوان سخن

قطعہ تاریخ طبع دیوان سخن دہلوی از نتائج طبع عالی شاعر نازکخیال یکتا و نامی جامع محاسن صوری و معنوی جناب محمد مرتضیٰ عرف مرزا مچھو بیگ صاحب المتخلص بہ عاشق لکھنوی

طبع گردید چون کلام سخن | گشت مشتاق ہر بعید و قریب
ہاتفے گفت سال تاریخش | سخن لاجواب ہست عجیب

۱۳۰۳ھ

ایضاً ہجری و فصلی

چو شد طبع دیوان اوستاد دہر | بر نگینی شاہد خوش جمال | ز تصنیف شاعر کہ نامش سخن
سخندان سخن فہم نازک خیال | زہی فکر عالی زہی طبع پاک | چہ شیرین زبان و چہ شیرین مقال
اشارت بمن بہر تاریخ گشت | بسو گند او شاد گشتم کمال | نوشتم بہ ہجری و فصلی چنین

کلام غریب اردو سخن بیمثال
۱۳۰۳ھ ۱۲۹۳ف

خاتمۃ الطبع

بہار فصل گل ساقی پھر آئی | دل توبہ شکن نے منہ کی کھائی | لگا دے بے تامل لب سے ساغر
کروں احسان نیا پیر مغاں پر | مے گلرنگ سے اب زندگی ہے | پیے جاوں یہی دل کی خوشی ہے

شائقان علم وفن کو مژدۂ فرحت افزا اور عاشقان شعر وسخن کو نوید مسرت انتما کہ اس زمان فرخی توامان مین گلدستۂ ہمیشہ بہار گل بخار رطرۂ دستار سخنوری گوہر اکلیل شاعری گلبن نو دمیدۂ گلشن فصاحت تمیوۂ نورسیدۂ شاخسار بلاغت تمسکن التہاب سینہ تفتہ جگران مرہم ناسور مجوران دلریشان ذخیرۂ ریاحین رنگین بیانی کلام بمثیل ولاثانی نمونۂ سحر سامری

دیوان سخن دہلوی دیوان کیا ہی سراپا اعجاز ہی سرمایۂ فخر وناز ہے ؎

نہین دیوان سراپا نور ہی یہ	تجلی مین بھی رشک طور ہی یہ	وہ ہر مصرع کا انداز فغان ہی
کہ جسکو سنکے حاسد نیجان ہی	کوئی تابندہ مثل ماہ تابان	کوئی روشن تر از مہر درخشان
کوئی شوخی مین مثل صورت یار	کوئی مانند عاشق سینہ افگار	کوئی ہی حسن مین ہمرنگ طاؤس
کوئی ہی صورت دلہای مایوس	لطافت مین برنگ گل ہی کوئی	فغان مین صورت بلبل ہی کوئی

نتیجہ طبع سخنور عالی گفتار سرآمد شاعران دیار وامصار یادگار بلغاے متقدمین سرخیل کملاے متاخرین افصح شعراء الزمان المحمود بالسنۃ الاکابر والاعیان اسوۃ الفضلاء العظام زبدۃ العلماء الکرام البرنی من الشین جناب مولوی سید محمد فخر الدین حسین صاحب بہادر متخلص بہ سخن دہلوی شاگرد رشید مطلوب کل طالب نواب مرزا نوشہ صاحب المتخلص بہ غالب برد اللہ مضجعہ مطبع نامی ومشہور جناب منشی نول کشور لازال بالفرح والسرور واقع لکھنؤ مین حسب فرمایش مصنف ممدوح بطرز بالیتہ وعنوان شایستہ باہ ستمبر سنہ ۱۸۸۶ء مطابق ماہ شوال سنہ ۱۳۰۳ھ بار اول طبع ہو کر انیس خلوت عاشقان اور جلیس بزم مشتاقان ہوا۔